جھگڑے

کیوں ہوتے ہیں؟

از قلم
تفضیل احمد ضیغم

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ قدوسیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

جھگڑے کیوں ہوتے ہیں؟

ازقلم:
تفضیل احمد ضیغم

مکتبہ قدوسیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

کتاب و سنت

کی

نشر و اشاعت

کے لیے

کوشاں

اشاعت —— 2006ء

جملہ حقوق اشاعت بحق ناشر محفوظ ہیں

مکتبہ قدوسیہ

ابوبکر قدوسی نے [illegible] پریس سے چھپوا کر شائع کی۔

رحمان مارکیٹ ⊙ غزنی سٹریٹ ⊙ اردو بازار لاہور پاکستان

Ph.042-7230585-7351124
Email qadusia@brain.net.pk

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

281
فی ع - ج

LIBRARY
Lahore Islamic University
Book No. 1839
...k, Garden Town, Lahore

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

❀ مقدمہ ۹
❀ غلط فہمی ۱۳
❀ غلط فہمی کیوں ہوتی ہے......؟ ۱۳
❀ حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما میں غلط فہمی ۱۴
❀ مجلس نبوی سے محرومی ۱۶
❀ غلط فہمی کا علاج ۱۸
❀ بدگمانی ۲۰
❀ بدگمانیوں کا علاج ۲۴
❀ برادری ازم کے جھگڑے ۲۵
❀ برادری کا اسلامی تصور ۲۶
❀ موجودہ برادریاں اور ان کی تاریخی حیثیت ۲۸
❀ موجودہ ذاتیں ۳۲
❀ برادری ازم سے پھوٹنے والے امراض ۳۵
❀ انسانیت کا درد چھن گیا ۳۶
❀ درخت کی مثال ۳۶
❀ اصول ختم ہو گئے......تعصب نے جنم لیا ۳۷
❀ عصبیت میں پڑھی جانے والی نظموں پر جھگڑے ۳۹
❀ برادریوں کے بت اسلام کے قدموں میں ۴۰
❀ خطبہ حجۃ الوداع میں برادری ازم کا رد ۴۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ برادری سے باہر شادی پر جھگڑے ۴۴

❀ غیر برادری میں شادی اسلام کی نظر میں ۴۶

❀ توجہ طلب باتیں ۴۸

❀ اسلام میں معیار ۴۸

❀ مذہبی جھگڑے ۵۱

❀ تنگ نظری اور دوسرے کے مقام کو تسلیم نہ کرنا ۵۱

❀ جہالت یعنی تحقیق نہ ہونا ٦٠

❀ انتخاب کا طریقہ ٦٠

❀ پہلے نظریہ کی بنیاد بعد میں احادیث کی تلاش ٦٣

❀ میاں بیوی کے جھگڑے ٦۵

❀ قابل توجہ بات ٦٦

❀ میاں بیوی کے جھگڑوں کے اسباب ٦۷

❀ ایک دوسرے کے حقوق پورے نہ کرنا ٦۷

❀ شوہر کے بستر سے دور رہنا ٦۹

❀ شوہر کا حق ادا نہ کرنے والی رب کا حق بھی ادا نہیں کر سکتی ۷۱

❀ خاوند کیلئے زیب و زینت نہ کرنا ۷۲

❀ شوہر کیلئے ہمدردی اور غم خواری کے جذبات نہ ہونا ۷۴

❀ ایک نیک بیوی کا کردار ۷۵

❀ مذکورہ واقعہ میں کچھ توجہ طلب باتیں ۷۷

❀ ایک دوسرے کو اس کا مقام نہ دینا ۷۸

❀ بڑے خاندان میں شادی ۷۹

❀ زبان درازی ۸۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ باہر سے اکسانے والے ۸۲
❀ نکاح سے پہلے تحقیق نہ کرنا ۸۴
❀ حسد ۸۶
❀ آسمانوں میں پہلی نافرمانی اور زمین پر پہلا قتل ۸۶
❀ یوسف علیہ السلام سے دشمنی ۸۸
❀ ابوجہل کی دشمنی کی وجہ ۸۹
❀ عبداللہ بن ابی منافق کی دشمنیاں اور جھگڑے ۹۰
❀ غزوہ احد کے موقع پر فتنہ انگیزی ۹۱
❀ دو جماعتوں میں جھگڑے کی سازش ۹۳
❀ توجہ طلب باتیں ۹۵
❀ علماء میں حسد کی وجہ سے جھگڑے ۹۸
❀ موسیٰ علیہ السلام اور خضر جیسے علماء کے علم کے مقابلہ میں اللہ کے علم کی وسعت. ۱۰۱
❀ مذکورہ واقعہ اور کچھ نصیحت آموز باتیں ۱۰۲
❀ عالم ہونے کے باوجود حسد نے ہدایت کا راستہ روک لیا ۱۰۳
❀ مسجد ضرار کا انہدام ۱۰۶
❀ کچھ توجہ طلب باتیں ۱۰۷
❀ تنظیموں میں حسد کی وجہ سے جھگڑے ۱۰۹
❀ خوشی اور غمی میں جذبات کی رو میں بہہ جانا ۱۱۱
❀ کسی کامیابی پر خوشی ۱۱۲
❀ ہماری خوشی کا اندازہ جاہلیت والا ہے ۱۱۲
❀ فتح احد کے بعد ابوسفیان کی خوشی کا انداز ۱۱۳
❀ رسول اللہ ﷺ کے خوشی منانے کا انداز ۱۱۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ شادی بیاہ سے متعلقہ خوشیاں ۱۱۷
❀ تہواروں پر خوشیاں اور مغرب کی نقالی ۱۱۹
❀ غم کی کیفیتوں میں حد اعتدال سے بڑھنا ۱۲۱
❀ زبان بے لگام کے جھگڑے ۱۲۴
❀ لڑائی کی وجہ بننے والے زبان کے فتنے ۱۳۲
❀ غیبت ۱۳۲
❀ غیبت کی تباہ کاریاں ۱۳۴
❀ غیبت کی جائز صورتیں ۱۳۵
❀ تہمت سے جھگڑوں کی آگ ۱۳۸
❀ فوت شدہ کیلئے نازیبا کلمات کا استعمال ۱۳۹
❀ کسی کو کافر کہہ کر پکارنا ۱۴۱

❀❀❀

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

اللہ رب العزت نے جب سب سے پہلے انسان کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو فرشتوں کے سامنے ان الفاظ میں اس بات کا اظہار کیا

﴿إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾

''میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں''

اس کو مٹی کی مختلف قسموں سے ترکیب دے کر خاک کا ایسا پتلا بناؤں گا جو اس قدر طاقت والا اور فکر وعمل میں آزاد ہوگا کہ چاہے تو مجھے مان لے اور چاہے تو میرے وجود کا انکار کر دے' چاہے تو میری اطاعت کرے' مجھ سے پیار کرے اور چاہے تو مجھ سے منہ موڑ لے۔ فرشتوں نے جب دیکھا کہ اتنے اختیارات کے ساتھ ایک مخلوق پیدا کی جا رہی ہے تو کہنے لگے:

﴿أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ﴾ (البقرہ: ۳۰)

''(اے اللہ!) کیا تو اس (دنیا) میں اسے بنائے گا جو اس میں فساد مچائے گا اور خون خرابہ کرے گا۔''

فرشتوں نے انسان کو بنائے جانے سے قبل ہی اس کے خمیر اور اس کی فطرت کو دیکھ کر اس خدشہ کا اظہار کیا تھا کہ یہ ضرور لڑائی جھگڑے کرے گا' بلکہ اپنے ہاتھوں کو دوسروں کے خون سے رنگنے سے بھی دریغ نہیں کرے گا اور جب آدم وحوا کو جنت سے زمین پر اتارا گیا تو آدم علیہ السلام کو ان کی اولاد کے خصائل اور عادات و اطوار میں سے صرف ایک چیز پر خصوصیت کے ساتھ خبردار کیا گیا تھا۔ فرمایا:

﴿وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ﴾ (البقرہ: ۳۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور ہم نے کہا کہ (جنت سے) اتر جاؤ (یاد رکھو) تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے۔''

تمہاری اولاد میں عداوت اور دشمنی ہو گی اور بغض و عداوت کا مقام دنیا تو ہو سکتی ہے' جنت نہیں ہو سکتی۔ پتہ چلا کہ جنت سے نکالے جانے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ اولادِ آدم میں دشمنی اور ایک دوسرے کے ساتھ عداوت کا عنصر موجود ہے' ان میں جہاں تقویٰ' نیکی اور رضائے الٰہی کیلئے سب کچھ قربان کرنے کے جذبات ہیں۔ وہاں اس میں دوسرے پر ظلم کرنے' دوسرے کا حق غصب کرنے اور لڑنے جھگڑنے جیسے مذموم خصائل بھی موجود ہیں۔ قرآن حکیم کے چند مقامات ملاحظہ فرمایئے:

﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ۝﴾ (نحل:۴)

''پیدا کیا انسان کو نطفے سے پس ناگہاں وہ کھلا جھگڑنے والا ہے۔''

یعنی انسان کے خمیر میں جھگڑنے کی صفت موجود ہے۔

﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ ۝﴾ (ابراھیم:۳۴)

''بے شک انسان البتہ ظلم کرنے والا کفر کرنے والا ہے۔''

ظلم میں تقریباً سارے ہی جرائم سمٹ کر آ جاتے ہیں' مثلاً کسی کا حق غصب کرنا' زیادتی کرنا' مارنا' پیٹنا' ہٹ دھرمی کرنا اور قتل و خون ریزی وغیرہ' یہ سب ہی چیزیں ظلم میں شامل ہیں۔

﴿كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغَى ۝﴾ (علق:٦)

''ہرگز نہیں بے شک انسان البتہ سرکشی کرتا ہے۔''

﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۝﴾ (کھف:۵۴)

''اور انسان اکثر باتوں میں جھگڑالو واقع ہوا ہے۔''

مذکورہ بالا آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انسان مختلف صفات سے مرکب ایک ایسا گلدستہ ہے جس میں اگر اخلاق عالیہ اور اوصاف حمیدہ کے پھول کھلتے مسکراتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں، تو دوسری جانب ظلم و جور، انا پرستی، ہٹ دھرمی، لاقانونیت اور فتنہ و فساد جیسے تلخ اور کڑوے کانٹے بھی موجود ہیں۔ اس کے خمیر میں اگر انس وغم خواری اور محبت والے میٹھے پانی کی آمیزش ہے تو اس کے ساتھ ساتھ ہر رشتے اور ناطے کو جلا کر بھسم کرنے کیلئے آتش غضب بھی موجود ہے۔ اس کے ہاتھ پاؤں اگر ظلم و ناانصافی کو ختم کرنے اور اعلائے کلمۃ اللہ بلند کرنے کیلئے آتش و آہن سے کھیلتے ہیں، تو دوسری طرف یہی ہاتھ روئے زمین کو ظلم سے بھرنے، عصمتوں کے تاج بکھیرنے، مہ وشوں کے سر سے آنچل نوچ پھینکنے اور جبر واستبداد کی آگ بھڑکانے کیلئے وہی کام کرتے ہیں، جو خس و خاشاک کو آگ لگانے کیلئے دیا سلائی کام دیتی ہے۔ بلا شبہ انسان متضاد صفات کا حامل ہے، اس لئے اللہ نے فرمایا:

﴿فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ۝﴾ (الشمس: ۸)

''پھر اس میں بدی اور تقویٰ کی قوت الہام کر دی۔''

انسان کے اندر ہر دو متضاد صفتیں برسر پیکار رہتی ہیں، جس کا پلڑا بھاری ہو جائے، وہی صفت پورے وجود پر غالب آ جاتی ہے۔ اگر روحانی پہلو ترقی کر جائے تو شمار اولیاء اور صلحاء میں ہونے لگتا ہے اور اگر شیطانی پہلو سرکشی میں بڑھ جائے تو شمار فرعون، نمرود اور شداد میں ہونے لگتا ہے۔ اگر تعمیری پہلو غالب آ جائے تو ریفارمر، قائد، اور راہنما جیسے القاب سے نوازا جاتا ہے اور اگر تخریبی پہلو غالب آ جائے تو پھر چور، ڈاکو اور بدمعاش جیسے برے الفاظ کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

انسان کے اندر جو تخریبی پہلو ہے اس کو بھڑکانے اور ہوا دینے کیلئے تخریبی مواد خود اس کے اپنے اندر اور معاشرہ میں موجود ہے۔ بعض دفعہ کوئی معمولی سی حرکت ہی اس کی اس مواد تک راہنمائی کر دیتی ہے اور اس مواد تک رسائی جہاں جھگڑوں اور فتنہ و فساد کیلئے زمین کو ہموار کرتی ہے، وہاں بعض دفعہ بندے کو اپنے حصار میں یوں جکڑتی ہے کہ وہ انسان کی بجائے درندہ بن جاتا ہے۔ جس کے سامنے کوئی قانون، کوئی تہذیب اور کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضابطہ اخلاق نہیں ہوتا۔

''جھگڑا'' دیکھنے میں ایک چھوٹا سا لفظ ہے' لیکن اس میں خاندانوں کی بربادی' نسلوں کی تباہی' خونی رشتوں کا انقطاع اور اخلاق وتہذیب کا خون شامل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جھگڑوں میں ذہنی پریشانی' اعصابی دباؤ اور دن رات کی بے چینی بھی شامل ہے۔ معمولی سی بات بھی جھگڑے کا پیش خیمہ بن سکتی ہے اور معمولی سی دانشمندی بھی بہت جھگڑوں سے بچا سکتی ہے۔ ''ایسی دانشمندی یا میٹھا بول جو کہ گریبان پکڑنے والوں کو آپس میں شیر وشکر کر دے' ایک مومن کے اوصاف میں سے بلند وصف ہے۔

زیر نظر کتاب میں ایسے تمام اسباب کو مختصراً بیان کیا گیا ہے' جو جھگڑوں کی بنیاد بنتے ہیں اور ان جھگڑوں سے کس طرح بچا جا سکتا ہے' اس ضمن میں کائنات کے سب سے عظیم انسان جناب محمد الرسول اللہ ﷺ کے فرامین کو اس کتاب کی زینت بنایا گیا ہے۔

یہ کتاب دراصل میرے مختلف اوقات میں دیئے گئے لیکچرز کا مجموعہ ہے' جسے بھائیوں کے اصرار پر کتابی شکل دے دی گئی ہے۔ روایات کے حوالہ جات دینے کے ساتھ ساتھ صحت وثقاہت کو سامنے رکھتے ہوئے تمام روایات کی تخریج کر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء ہے کہ وہ اس مختصر کتابچہ کو جھگڑوں کی دہکتی بھٹیاں سرد کرنے میں معاون بنا دے اور ایک دوسرے سے نفرت کرنے والوں کے درمیان محبت کا ایسا پھول بنا دے جو نفرتوں کی تلخیوں کو ختم کر کے دلوں کو آپس میں ملا دے۔

تفضیل احمد ضیغم

۲۲ جنوری ۲۰۰۵ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلط فہمی

لڑائی جھگڑوں کے اسباب میں ایک بہت بڑا سبب غلط فہمی ہے۔ یوں سمجھ لیجئے کہ دنیا میں تقریباً پچاس فیصد بداعمالیاں غلط فہمی کی وجہ سے رونما ہوتی ہیں۔ غلط فہمی سے انسان کہاں سے کہاں تک پہنچ جاتا ہے' بستے گھر برباد ہو جاتے ہیں' دوست دشمن بن جاتے ہیں اور غیر تو غیر سہی اپنے بھی پرائے بن جاتے ہیں۔ غلط فہمی ہے کیا ....؟ غلط فہمی کی مختصر تعریف یوں کی جا سکتی ہے:

''اصل واقعہ ایسا نہیں تھا جیسا سمجھ لیا گیا۔''

غلط فہمی اور ظلم تقریباً قریب قریب معنی رکھتے ہیں' یا پھر غلط فہمی کی وجہ سے ظلم رونما ہوتا ہے۔ یوں سمجھ لیجئے کہ غلط فہمی بیج ہے اور ظلم اس سے پھوٹنے والا کڑوا اور کانٹے دار درخت۔ ظلم کسے کہتے ہیں ....؟ عربی میں اس کی تعریف ہے:

((وَضعُ الشَّيءِ فِي غَيرِ مَحَلِّهٖ))

''کسی چیز کو اس کے اصلی مقام سے ہٹا کر دوسری جگہ رکھ دینا۔''

یعنی اس چیز یا سلوک کا وہ حقدار نہیں تھا' جو اس سے کیا گیا' گویا سزا کو اسکے اصل مقام سے ہٹا کر اور جگہ رکھ دیا گیا اور یہی غلط فہمی ہے کہ میرے کہنے کا مطلب یہ نہیں تھا جو سمجھ لیا گیا۔

غلط فہمی کیوں کر ہوتی ہے؟

غلط فہمی کئی وجوہات سے پیدا ہو سکتی ہے' مثال کے طور پر:

- کسی کے بات کرنے سے
- کسی کے اشارہ یا کنایہ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- حرکات وسکنات سے
- بے توجہی سے

نبی ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی بعض دفعہ غلط فہمی پیدا ہو جاتی تھی' لیکن وہ اصحاب پاک چونکہ آغوشِ نبوت کے پروردہ تھے اس لئے وہ تحقیق اور معافی سے اس کو دور فرما لیا کرتے تھے اور احادیث میں ایسے واقعات ملتے ہیں۔ چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما میں غلط فہمی

مسند احمد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے ایک واقعہ درج ہے۔

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کی وفات کے وقت کئی صحابہ کرام بہت غمزدہ ہوئے' یہاں تک کہ بعض کے دلوں میں کئی قسم کے خیالات آنے لگے' میں بھی ان ہی لوگوں میں تھا۔ ایک دفعہ اسی کیفیت میں بیٹھا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گزرے اور سلام کیا (میں چونکہ خیالات میں کھویا ہوا تھا' اس لئے) میں نے نہیں سنا' حضرت عمر نے اس واقعہ کی شکایت حضرت ابوبکر سے کی' تب ابوبکر اور عمر دونوں میرے پاس آئے اور اکٹھے مجھے سلام کیا' پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

((مَا حَمَلَكَ اِنْ لَّا تَرُدَّ عَلٰى اَخِيْكَ عُمَرَ سَلَامَهُ؟))

''تجھے کس چیز نے برانگیختہ کیا کہ تو نے اپنے بھائی عمر کے سلام کا جواب نہیں دیا؟''

((قُلْتُ مَا فَعَلْتُ))

''میں نے کہا میں نے ایسا نہیں کیا''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے:

((بَلٰى وَاللّٰهِ لَقَدْ فَعَلْتَ))

''کیوں نہیں اللہ کی قسم تو نے ضرور ایسا کیا ہے۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواباً میں نے بھی کہہ دیا:

((وَاللّٰهِ مَا شَعَرْتُ اَنَّكَ مَرَرْتَ وَلَا سَلَّمْتَ))

''اللہ کی قسم مجھے تیرے گزرنے اور سلام کہنے کا پتہ ہی نہیں۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب دونوں صاحبان کی گفتگو کو سنا تو کہا کہ:

''عثمان صحیح فرماتے ہیں' انہیں کسی دوسرے کام میں مشغولیت ہو گی۔''

میں نے عرض کیا ہاں

فرمایا: وہ کیا مشغولیت تھی؟

میں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے حکم سے فوت ہو گئے اور ہم نے آپ سے اس امر (دین) میں نجات کے متعلق کچھ نہیں پوچھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا تھا۔

میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑا ہوا اور عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' آپ ہی یہ سوال پوچھنے کا زیادہ حقدار تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے پوچھا' اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس امر کی نجات کیسے ہو گی؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ قَبِلَ مِنِّي الْكَلِمَةَ الَّتِي عَرَضْتُ عَلٰى عَمِّي فَرَدَّهَا فَهِيَ لَهُ نَجَاةٌ))[1]

''جس شخص نے مجھ سے وہ کلمہ قبول کر لیا' جسے میں نے اپنے چچا کے سامنے پیش کیا اور اس نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا' وہی کلمہ اس (بندے) کیلئے نجات کا سبب ہے۔''

---

[1] مشکوۃ المصابیح' البانی رحمہ اللہ کتاب الایمان الفصل الثالث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس واقعہ میں درج ذیل امور قابلِ توجہ ہیں:

- انسان پر غم اور خوشی کے جذبات و واقعات اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے کبھی وہ کسی کیفیت میں ہوتا ہے اور کبھی کس کیفیت میں۔ پریشانی اور خوشی کی کیفیات میں وہ بعض دفعہ اردگرد کے ماحول سے کچھ دیر کیلئے بے نیاز ہو جاتا ہے' جیسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ایسی کیفیت طاری تھی تو ایسے وقت میں کوئی گزرنے والا سلام کہے یا حال واحوال پوچھے تو آدمی صحیح طرح سے جواب نہیں دے پاتا' جس سے دوسرا سمجھ لیتا ہے کہ اس کو میرے ساتھ کوئی عداوت یا دشمنی ہے' حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں ہوتی' اسی غلط فہمی سے بدگمانی کی فضا پیدا ہوتی ہے اور یوں تعلقات میں دراڑیں پڑنا شروع ہو جاتی ہیں تو اس کے لیے کسی سمجھدار بندے کو ساتھ لے کر اس غلط فہمی کو دور کر لینا چاہیے۔
- مذکورہ واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ باقی دونوں ساتھیوں سے زیادہ سمجھدار تھے' اس لئے وہ فوراً معاملہ کو سمجھ گئے' جبکہ عمر و عثمان رضی اللہ عنہما اپنی اپنی بات پر اڑے ہوئے تھے اور ایک دوسرے کی بات ماننے سے انکاری تھے' قریب تھا کہ معاملہ طول پکڑتا چنانچہ ایسے موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے معاملہ فہمی کا ثبوت دیتے ہوئے نفسیاتی معالج کا کردار ادا کیا۔

مجلس نبوی سے محرومی

بعض دفعہ غلط فہمی سے آدمی خود کو بہت بڑا نقصان پہنچا لیتا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے' جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس آیت کا نزول ہوا:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝﴾ (الحجرات : ۲)

''اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اوپر (بلند) نہ کرو اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ان سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو (کہیں ایسا نہ ہو کہ) تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔"

اس آیت کریمہ میں بارگاہِ رسالت میں ادب واحترام کو سامنے رکھنے اور اس پہ عمل کرنے کا حکم بیان ہوا ہے کہ گفتگو کرتے ہوئے بھی اپنی آوازوں کو اتنا پست رکھو کہ رسول اللہ ﷺ کی آواز سے تمہاری آواز بلند نہ ہو۔ نبی ﷺ کے ایک صحابی تھے ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ ان کی آواز قدرتی طور پر بلند تھی' انہیں غلط فہمی ہوئی کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ لہذا اب میرے سارے اعمال برباد ہو گئے کیونکہ میری آواز اللہ کے رسول ﷺ سے بلند ہے' وہ بیچارے پریشانی کے عالم میں گھر بیٹھ گئے' جب کئی روز تک نبی ﷺ نے انہیں اپنی مجلس میں نہ دیکھا تو ان کے بارے میں پوچھا' ایک صحابی کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! میں ان کا حال دریافت کر کے آپ سے عرض کروں گا' پھر وہ ثابت بن قیس کے پاس گئے تو دیکھا کہ ثابت سر جھکائے ہوئے اپنے گھر میں بیٹھے ہیں۔

اس صحابی نے پوچھا ثابت! کہو کیا حال ہے؟

انہوں نے کہا برا حال ہے میں تو ہمیشہ اپنی آواز نبی ﷺ کی آواز سے بلند کرتا تھا' میری تو ساری نیکیاں مٹ گئیں۔

وہ صحابی نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے کل کیفیت بیان کر دی تو نبی ﷺ نے فرمایا

((اِذْهَبْ اِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ اِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَلٰكِنَّكَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ))[1]

"اس کی طرف جاؤ اور اسے کہہ دو تو اہل دوزخ سے نہیں بلکہ تو اہل جنت

---

[1] بخاری کتاب التفسیر باب لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ہے۔“

مذکورہ حدیث میں جو واقعہ بیان ہوا، اس طرح کی غلط فہمیاں بھی اکثر رونما ہوتی رہتی ہیں۔ مثال کے طور پر استاد کسی مسئلہ کی وضاحت عمومی طور پر لوگوں کی حالت کو سامنے رکھتے ہوئے کر رہا ہوتا ہے اور شاگرد یا سامعین میں سے اگر کسی کے اندر وہی بیماری موجود ہو تو وہ سمجھ لیتا ہے شاید مجھ پر طعن کیا جا رہا ہے اور ایسی مجلس کا ایک ادب اور وقار ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ کسی سے لڑ تو نہیں سکتا، وہ یا تو اس مجلس کو چھوڑ دیتا ہے یا پھر اپنے دل میں بغض و عداوت کو جگہ دے دیتا ہے اور اس طرح سے خرابیوں کے نئے دروازے کھل جاتے ہیں۔

غلط فہمی کا علاج

اگر غلط فہمی ہو جائے تو اس کا علاج دو طریقوں سے ہو سکتا ہے:

تحقیق ۞ وضاحت

تحقیق یہ ہے کہ اگر کوئی بندہ خبر لے کر آئے تو فوراً اس پر یقین کر کے کوئی جذباتی فیصلہ نہ کر دو کہ بعد میں پچھتانا پڑے بلکہ اس خبر کی پہلے تحقیق کر لو تحقیق سے خبر لے کر آنے والے کی غلط فہمی بھی دور ہو جائے گی اور جسے وہ خبر سنائی گئی ہے اس کی بھی، اللہ رب العزت نے خود اس بات کا حکم دیا ہے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا
بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝ (حجرات ۶)

”اے ایمان والو! اگر فاسق آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم نادانی میں کسی قوم کو تکلیف پہنچا دو، پھر اپنے کئے پر پشیمانی اٹھاؤ۔ تو جب تحقیق ہوگی تو غلط فہمی جاتی رہے گی۔“

کسی دانا کا قول ہے: ”اگر تیرے پاس آ کر کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں نے میری آنکھ پھوڑ دی ہے تو دوسرے کو ظالم کہنے سے پہلے تحقیق کر لے، ہو سکتا ہے دوسرے نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس کی دونوں آنکھیں پھوڑ دی ہوں۔"

غلط فہمی کو دور کرنے والا دوسرا عمل یہ ہے کہ وہ چیز جس سے غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ ہو' اس کی وضاحت کر کے غلط فہمی کو ابتداء سے ہی دور کر دیا جائے' نبی ﷺ نے خود ایک موقع پر اس طریقہ کو بڑے حکیمانہ انداز سے استعمال کیا ہے۔

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ نبی ﷺ نے رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا تو وہ آپ سے ملنے کیلئے مسجد میں آئیں' آپ سے ملاقات کی اور کچھ دیر باتیں کیں' پھر واپس گھر جانا چاہا تو نبی ﷺ بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں مسجد کے دروازے تک چھوڑنے کیلئے آئے' اسی دوران انصار کے دو شخص ادھر سے گزرے' انہوں نے نبی ﷺ کو سلام کیا' آپ نے آواز دے کر کہا ٹھہر جاؤ' پھر فرمایا یہ عورت (جو میرے ساتھ کھڑی ہے) حیی کی بیٹی صفیہ (میری بیوی) ہے۔ انہوں نے کہا سبحان اللہ' اور آپ کا اس طرح فرمانا ان پر گراں گزرا تو آپ نے فرمایا:

((اَنَّ الشَّیْطَانَ یَبْلُغُ مِنَ الْاِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَاِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ یَّقْذِفَ فِیْ قُلُوْبِکُمَا شَیْئًا))[1]

"بے شک شیطان خون کی مانند آدمی کے بدن میں پھرتا ہے اور میں ڈرا کہ کہیں یہ تمہارے دل میں کوئی برا گمان نہ ڈال دے۔"

نبی ﷺ کے سامنے سے گزرنے والے دونوں انصاری نوجوان نبی ﷺ کے صحابہ کرام تھے اور یقیناً وہ آپ کے بارے میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتے تھے کیونکہ آپ کے بارے میں کوئی ایسا خیال دل میں لانا نیکیوں کو برباد کرنے کے مترادف تھا' لیکن آپ ﷺ نے وضاحت کر کے اسی جگہ کسی بھی قسم کی پیدا ہونے والی غلط فہمی کا دروازہ بند کر دیا۔

---

[1] بخاری ابواب الاعتکاف باب هل یخرج المعتکف لحوائجه الی باب المسجد

www.KitaboSunnat.com

بدگمانی

جھگڑوں کا دوسرا سب سے بڑا سبب بدگمانی ہے کہ آدمی کا دوسرے بھائی کے متعلق یہ سوچ لینا کہ وہ میرے خلاف ہے اور پھر ایسے خیالات آگے دوڑاتے رہنا' جس کا اختتام لڑائی جھگڑے پر ہوتا ہے یا بغیر کسی دلیل کے یہ سوچ لینا کہ فلاں بندہ اچھا نہیں ہے۔ اس میں دینی یا دنیاوی اعتبار سے ایسی ایسی بیماریاں ہوسکتی ہیں' ان خیالات کو آگے چلاتے چلاتے اس بے چارے کو مجرم بنا کے لوگوں کی نظروں میں رسوا کروا دینا' جس سے وہ طیش میں آ کے دوسرے کے گریبان کو پکڑ لیتا ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں اس بیماری سے ان الفاظ میں روکا ہے:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ ٱلظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ ٱلظَّنِّ إِثْمٌ﴾

(الحجرات ۱۲)

''اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو' کیونکہ بعض گمان گناہ ہیں۔''

ایک گمان وہ ہے جس کی بنیاد کسی ٹھوس علامت یا قوی دلیل پر ہوتی ہے' اسے گمان غالب کہتے ہیں' اس پر عمل کرنا درست ہے اور شریعت کے بعض احکام اور دنیا کے کام تقریباً اسی پر چلتے ہیں۔ مثلاً عدالتوں کے فیصلے اور گواہی کا دارومدار اسی گمان پر ہے اور یہ فیصلے مضبوط دلائل وقرائن کو دیکھ کر کئے جاتے ہیں۔ دوسرا گمان وہ ہے جس کی بنیاد کسی دلیل پر نہیں ہوتی' بلکہ کسی وہم یا شک کی وجہ سے یہ گمان پیدا ہو جاتا ہے اور ایسے گمان سے اجتناب کا حکم دیا ہے اور اسے ہی گناہ کہا گیا ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ))[1]

---

[1] صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظن والتجسس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تم بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔"

یہ جھوٹ اس لئے ہے کہ اس نے بغیر کسی دلیل کے دوسرے کے متعلق اپنی بدکار یا برا آدمی ہونے کا تصور دل میں بٹھا لیا ہے' حالانکہ حقیقت میں وہ ایسا نہیں' تو اس نے گویا اپنے خیال کی بنیاد جھوٹ پر رکھی ہے۔ اس ضمن میں مسند احمد کی یہ حدیث کس قدر واضح ہے:

حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا اور انہیں سلام کہا' لوگوں نے سلام کا جواب دیا اور جب وہ آگے گزر گیا تو اہلِ مجلس سے ایک شخص بولا "اللہ کی قسم! میں تو اس (گزرنے والے) آدمی سے اللہ کیلئے نفرت کرتا ہوں۔"

اہلِ مجلس نے کہا اللہ کی قسم! تو نے بہت بری بات کہی' ہم ضرور اسے بتائیں گے۔" (اس کے بعد انہوں نے اپنے میں سے ایک شخص کو کہا) اے فلاں! اٹھ کر اسے بتاؤ' ان کے بھیجے ہوئے آدمی نے اس سے مل کر یہ بات بتائی تو وہ شخص وہیں سے واپس ہو کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گیا اور عرض کیا:

"اے اللہ کے رسول! میں مسلمانوں کی ایک مجلس کے پاس سے گزرا' ان میں فلاں شخص بھی موجود تھا' میں نے انہیں سلام کیا' انہوں نے جواب دیا' پھر جب میں آگے گزر گیا تو ان میں سے ایک آدمی نے مجھ تک پہنچ کر مجھے بتایا کہ فلاں نے کہا ہے اللہ کی قسم! میں اس آدمی سے اللہ کیلئے نفرت کرتا ہوں لہٰذا آپ اسے بلا کر دریافت کیجئے وہ مجھ سے کس بنیاد پر بغض رکھتا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا اور اس سے وہ بات دریافت کی جو اس شخص نے بتائی تھی' تو اس نے اعتراف کیا اور کہا "اللہ کے رسول! میں نے واقعی یہ بات کہی ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم اس سے کیوں بغض رکھتے ہو؟"

اس نے کہا: میں اس کا ہمسایہ ہوں اور اس سے خوب واقف ہوں' اللہ کی قسم میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اسے (فرض) نماز کے سوا کوئی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ جو ہر نیک و بد پڑھتا ہے۔

اس آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس سے دریافت کیجئے کیا میں نے کبھی نماز وقت سے تاخیر کر کے پڑھی ہے؟ یا کبھی بری طرح سے وضو کیا ہے؟ یا نماز کے رکوع و سجود صحیح انداز سے ادا نہ کئے ہوں؟

رسول اللہ ﷺ نے اس (شکایت کرنے والے) سے پوچھا تو اس نے کہا: جی نہیں پھر کہا اللہ کی قسم! یہ مہینہ (رمضان) جس میں نیک و بد سب روزے رکھتے ہیں اس کے علاوہ میں نے اسے کبھی روزہ رکھتے نہیں دیکھا؟

اس نے کہا یا رسول اللہ! کیا اس نے کبھی دیکھا ہے کہ میں نے رمضان میں روزہ چھوڑا ہو یا اس کا حق ادا کرنے میں کوتاہی کی ہو؟

رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا: جی نہیں۔

پھر کہا: اللہ کی قسم! میں نے اسے کبھی کسی سائل کو کچھ دیتے نہیں دیکھا' نہ کسی نیکی کے کام میں فی سبیل اللہ خرچ کرتے دیکھا ہے سوائے اس زکوٰۃ کے جو ہر نیک و بد ادا کرتا ہے؟

اس نے کہا یا رسول اللہ! اس سے پوچھیے کیا میں نے زکوٰۃ میں سے کبھی کوئی چیز چھپائی ہے؟ یا اس کی ادائیگی میں لیت و لعل سے کام لیا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے اس سے یہ بات پوچھی تو اس نے کہا: جی نہیں۔

پھر نبی ﷺ نے شکایت کرنے والے سے فرمایا ''جاؤ کیا معلوم وہ تم سے بہتر ہو۔''

اس واقعہ سے اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ بلا وجہ کی بدگمانی سے قریب تھا کہ تو اگر معاملہ رسول اللہ ﷺ تک نہ پہنچا ہوتا' دو آدمیوں میں رنجش انہیں جھگڑے تک پہنچا دیتی یا دونوں میں فاصلے ڈال دیتی۔ اسی لئے قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا﴾ (یونس: ۳۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بے شک گمان حق کے مقابلہ میں کوئی فائدہ نہیں دیتا۔"

دوستوں اور گھروں کے اکثر جھگڑے بدگمانی اور غلط فہمی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ جب ایک دفعہ بدگمانی ہو جائے تو بندہ پھر اپنے خیالات کو آگے چلاتے ہوئے دوسرے کے عیب ڈھونڈنے شروع کر دیتا ہے' پھر وہ مکمل شیطان کے جال میں پھنس جاتا ہے اس لئے کہ موجودہ دور میں کسی بھی شخصیت کو عیوب کے آئینہ سے دیکھنا شروع کر دیا جائے تو اس کی ہر بات ہی عیب دکھائی دے گی' یوں سمجھ لیجئے کہ کسی کے عیب ڈھونڈنا بدگمانی کا ثمرہ ہے اور عیوب ڈھونڈنے میں نبی ﷺ نے جھگڑوں کی نشاندہی فرمائی ہے۔ سنن ابی داؤد کی روایت ہے:

((عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّكَ إِنِ اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِينَ أَفْسَدْتَهُمْ أَوْكِدْتَ أَنْ تُفْسِدَهُمْ)) [۱]

"حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا' آپ فرماتے تھے' اگر تو مسلمانوں کے عیبوں کی تلاش میں رہے گا تو تو ان کے اندر بگاڑ پیدا کر دے گا یا قریب ہے کہ تو ان کے اندر فساد پیدا کر دے۔"

دوسرے کے عیب تلاش کرنا درحقیقت فتنہ و فساد اور جھگڑوں کی آگ سے کھیلنا ہے' وہ دوسرے کے عیب تلاش کرنے کیلئے جاسوسی کرتا ہے' چھپ چھپ کے اس کی باتیں سنتا ہے' بعض دفعہ دوسرے کو اس پر اطلاع ہو جائے تو تب بھی معاملہ خاصہ بگڑ جاتا ہے اور چھپ کر کسی کی باتیں سننا کتنا بڑا گناہ ہے' اس کا اندازہ نبی ﷺ کے اس فرمان سے ہوتا ہے:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

---

[۱] صحیح سنن ابی داؤد کتاب الادب' باب النهی عن التجسس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَنْ تَسَمَّعَ حَدِيثَ قَوْمٍ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ صُبَّ فِي أُذُنَيْهِ الْآنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))[1]

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی قوم کی باتوں کو کان لگا کر سنے اور وہ اسے ناپسند کرتے ہوں اس (سننے والے) کے دونوں کانوں میں قیامت کے دن پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔

بدگمانی کا علاج

بدگمانی کا علاج یہ ہے کہ بندہ دوسروں کی برائیوں کو نظر انداز کر کے اس کی اچھائیوں کو سامنے رکھے اور اگر کوئی عیب نظر آتا ہے تو بجائے بدگمانی کے اس کی اصلاح کرے۔ اگر گندی نالی میں سونے کی ایک ڈلی پڑی ہو تو گندگی کی وجہ سے اسے کوئی آدمی بھی نہیں چھوڑتا' بلکہ اٹھا کے اس کی صفائی کرتا ہے اور اسے اپنے پاس رکھ لیتا ہے' اسی طرح عیوب بھی بیماریاں ہیں۔ اگر ایسی بیماریوں کی گندگی کسی دوست پر نظر آئے تو اسے چھوڑنے کی بجائے اس کی اصلاح اور صفائی کرنی چاہئے' پھر بندے کو چاہئے کہ وہ دوسروں کے عیب ڈھونڈنے کی بجائے اپنے عیوب تلاش کر کے اپنی اصلاح کرے کیونکہ اس سے بدگمانیوں کے اثرات زائل ہونا شروع ہو جائیں گے۔

❀❀❀❀❀

---

[1] بخاري كتاب التعبير باب من كذب في حمله

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برادری ازم کے جھگڑے

دورِ حاضر میں جہاں مذہبی جھگڑے امتِ مسلمہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے اور اس کی شیرازہ بندی کو بکھیرنے کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں' وہاں سیاسی اور معاشرتی جھگڑے بھی عروج پر ہیں اور یہ جھگڑے برادریوں اور قبیلوں کے تعصب کی وجہ سے پھوٹتے ہیں' برادری کیا ہے......؟

''انسانیت کو بالعموم نظر انداز کر کے اپنے گرد ایک چھوٹا سا دائرہ کھینچ لینا جس کے اندر پیدا ہونے والا اپنا اور باہر پیدا ہونے والا غیر قرار پائے اور یہ دائرہ کسی عقلی یا اخلاقی بنیاد پر نہیں بلکہ اتفاقی پیدائش کی بنیاد پر کھینچا جاتا ہے۔''

ایک شہر یا گاؤں میں ایسے چھوٹے چھوٹے بے شمار دائرے ہیں' جو آپس میں ٹکراتے رہتے ہیں' ان کے آپس میں ٹکرانے کی کئی صورتیں ہیں' جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

- الیکشن میں برادری کی بنیاد پر مقابلے اور پھر جھگڑے۔
- یونین کے نمائندوں کا برادری کی بنیاد پر انتخاب اور سازشیں۔
- بازاروں اور مارکیٹوں کی تنظیموں کے عہدیداروں کا برادری کی بنیاد پر چناؤ۔
- برادری سے باہر شادی کرنے پر جھگڑے۔
- نیچ ذات کے طعنوں سے فساد۔
- اونچی ذات کے تکبر اور فخر میں ہتھیاروں کی نمائش اور اونچے بول۔
- بعض ذاتوں کے افراد کا خود کو فطری طور پر جھگڑالو اور بدمعاش سمجھ لینا۔
- ذاتوں کے نام سے بننے والی فلموں کا تخریبی جذبات کو ہوا دینا۔

اس مضمون میں ہم برادری کے نام سے تراشیدہ بتوں کا مختلف پہلوؤں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائزہ لیں گے۔ شاید ان بتوں کے مسلمان پجاریوں کے دل و دماغ پر کوئی خراش پیدا ہو اور ان کا ضمیر پاؤں میں بندھی ہوئی ان زنجیروں کو کاٹنے پر مجبور کرے' جنہوں نے رشتہ ء انسانی کو ٹکڑے ٹکڑے کر رکھا ہے۔ ہم سب سے پہلے برادری کو اسلامی نقطہ ء نظر سے دیکھتے ہیں۔

برادری کا اسلامی تصور

اسلام نے کسی ذات کو اونچا بنایا نہ نیچا بلکہ انسان ہونے کے اعتبار سے سب کو برابر قرار دیا۔ ہاں کامیاب اور عزت والا اسے قرار دیا جو ہدایت کی جانب آیا اور اس نے تقویٰ اختیار کر لیا ہو اور رنگ و نسل کے اختلاف کو تو صرف پہچان کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَاللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۝﴾

(الحجرات ۱۳)

''اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنا دیئے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو' درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہے (اور) یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والے' خبردار ہیں۔''

اس آیت میں قبیلوں اور قوموں کا ذکر کیا ہے' لیکن آیت کے شروع میں کھلے بندوں اس بات کا اعلان کر دیا ہے کہ بندو! تمہاری اصل یہ ہے کہ تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے' تم ایک باپ کی اولاد ہو' ہاں یہ ضرور ہوا ہے کہ مختلف خطوں میں آباد ہونے کے بعد رنگ' خدوخال' زبان اور طرز معاشرت میں ایک تبدیلی واقع ہو گئی ہے' لیکن یہ تبدیلی کسی کو اونچا اور کسی کو نیچا نہیں کرتی' بلکہ یہ تو ایک دوسرے کو پہچاننے کا ایک ذریعہ ہے۔ ذرا سوچو تو سہی کہ ایک ہی رب تمہارا خالق ہے اور ایسا نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ مختلف انسانوں کو مختلف معبودوں نے پیدا کیا ہو بلکہ تم ایک ہی مادہ تخلیق سے بنے ہو۔ اور ایسا بھی نہیں ہے کہ کچھ انسان کسی پاک یا اعلیٰ مادے سے بنے ہوں اور کچھ انسان کسی ناپاک یا گھٹیا مادے سے بن گئے ہوں۔ بلکہ تم سب ایک ہی طریقے سے تم پیدا ہوئے ہو۔ اور یہ بھی نہیں ہے کہ مختلف انسانوں کی پیدائش کے طریقے الگ الگ ہوں بلکہ تم سب ایک ہی ماں باپ کی تم اولاد ہو اور اس دنیا میں جنت سے صرف ایک جوڑا اتارا گیا تھا' اور یہ بھی نہیں ہوا کہ آدم وحوا کے علاوہ بھی کچھ جوڑے اتارے گئے ہوں۔ تو یہ ساری چیزیں برابری پر دلالت کرتی ہیں اور دور دراز کے علاقوں میں آباد ہونے کی وجہ سے رنگوں' زبانوں اور رہنے سہنے کے انداز میں تبدیلی تو واقع ہونا ہی تھی' لیکن اس تبدیلی کا یہ تقاضا ہرگز نہیں تھا کہ اس کی بنیاد پر اونچ اور نیچ' شریف اور کمین' برتر اور کمتر کے امتیازات قائم کیے جائیں۔ ایک نسل دوسری نسل پر اپنی فضیلت جتائے یا ایک رنگ کے لوگ دوسرے رنگ کے لوگوں کو ذلیل وحقیر جانیں۔ خالق کائنات نے جس وجہ سے انسانی گروہوں کو اقوام اور قبائل کی شکل میں مرتب کیا تھا' وہ صرف یہ تھی کہ ان کے درمیان تعارف اور تعاون ہو سکے' مگر یہ محض شیطانی جہالت تھی کہ جس چیز کو اللہ کی بنائی ہوئی فطرت نے تعارف کا ذریعہ بنایا تھا' اسے تفاخر اور ایک دوسرے سے نفرت کا ذریعہ بنا دیا گیا۔

اور آیت مذکورہ پر غور کریں کہ اللہ رب العزت نے کسی برادری یا قبیلہ کو افضل قرار نہیں دیا' بلکہ شعوب وقبائل کا ذکر کرنے کے بعد اجتماعی حیثیت سے اعلان کر دیا کہ فضیلت صرف اس کیلئے ہے جس کے دل میں اللہ کا ڈر ہے' انسانیت کا درد ہے اور جس کے سینے میں اخلاقی اوصاف ہیں' جس کا کردار منافقت' دوغلی پالیسی اور ہمدردی کے ڈراموں اور چالبازیوں سے پاک وصاف ہے اور جس کے دل میں تقویٰ ہے تو ان اوصاف کا مالک بندہ ہی رب کے ہاں عزت والا ہے اور ایسا بندہ ہی اس لائق ہے کہ لوگ اس کی عزت کریں اور اسے لیڈر اور راہنما مانیں' اس لئے کہ کسی کو لیڈر اور قائد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تسلیم کرنا اس بنیاد پر نہیں ہوتا کہ وہ بندہ کھوکھلے کردار اور کثیر برادری کا مالک ہو بلکہ اس کیلئے یہ اوصاف ہونے چاہئیں:

نگہ بلند سخن دل نواز جاں پر سوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کیلئے

اگر حسب ونسب پر عزت اور نجات کے پیمانے ہوتے تو ابولہب کے بارے میں کبھی یہ ارشاد نہ ہوتا:

﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ○ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ○ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ○﴾ (اللھب: ۱'۲'۳)

''ابولہب کے دونوں ہاتھ برباد ہوں اور وہ (خود بھی) ہلاک ہو۔ نہ اس کا مال اس کے کسی کام آیا اور نہ وہ جو اس نے کمایا۔ جلد ہی وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا۔''

ابولہب کا تعلق نبی ﷺ کے خاندان سے تھا اور وہ آپ ﷺ کا حقیقی چچا تھا' نہایت حسین وجمیل تھا' بلکہ اس کے رخسار سرخی میں سیب کی مانند تھے' اسی لئے اسے ابولہب کہا جاتا تھا اور مال و دولت میں بھی وہ مکے کے چند گنے چنے افراد میں شمار ہوتا تھا اور اسلام میں عزت کا معیار اگر یہ چیزیں ہوتیں تو ابولہب کو معزز سمجھا جاتا۔ ابولہب کا سینہ چونکہ تقویٰ سے خالی اور کفر کی تاریکیوں سے بھرا ہوا تھا' اس نے اپنے دماغ میں ذاتی انا اور خودساختہ فخر و تکبر کے بت سجا رکھے تھے' اس لئے اسلام نے قطعاً ایسے بندے کو اہمیت نہیں دی' بلکہ اس کی شدید مذمت کرتے ہوئے ان خود ساختہ بتوں کو توڑ کر رکھ دیا' اس لئے کہ اسلام میں عزت کا معیار تقویٰ ہے۔

موجودہ برادریاں اور ان کی تاریخی حیثیت

حیران کن بات یہ ہے کہ آج کل برادری کے نام پر تنظیمیں بن چکی ہیں' جن کے عہدیداروں کے مقاصد صرف اس ایک دائرہ کے گرد گھومتے ہیں کہ ''برادری کے وقار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تمکنت کو بلند کیا جائے" حالانکہ ایک مسلمان کیلئے یہ نظریہ فضول ہے' اس لئے کہ اسلام کا مقصد تو اسلام اور مسلمان قوم کو بلند کرنا ہوتا ہے' نہ کہ ایک خاندان کو اور جس کی دن رات کی کوشش و جہد صرف برادری کو بلند کرنے میں کھپ جائے تو یقیناً وہ بندہ بدنصیب ہے۔ اس لئے کہ اس نے اپنے اس حقیقی مقصد کو کھو دیا' جس کی تکمیل کیلئے اسے دنیا میں بھیجا گیا تھا' اس نے اسلام کی سربلندی سے زیادہ برادری کی سربلندی کو عزیز سمجھ لیا اور جب وہ اپنی پچاس یا ساٹھ سالہ زندگی پوری کر کے اس دنیا سے جائے گا' تو برادری کیلئے کی ہوئی کوشش قبر میں اس کے کام آئے گی' نہ حشر میں اور بلکہ اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی کا بھی اضافہ نہیں کرے گی۔ اس لئے کہ اگر برادری کیلئے کوشش اسلام میں مطلوب ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اسلام کی بجائے قبیلہ قریش کیلئے کام کرتے اور بدر و احد میں صحابہ کرام نے جو اسلام کیلئے جانیں قربان کیں' انہیں قبیلہ قریش کی عزت کیلئے جسم کٹوانے کا حکم دیا جاتا۔

ان واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ عہد رسالت میں بھی قبائل اور قومیں صرف تعارف اور پہچان کیلئے تھیں' نہ ان کی کوئی تنظیمیں تھیں اور نہ عہدیداران اور حیرت کی بات تو یہ ہے کہ اگر صرف پاکستان کے چند علاقوں کی ذاتوں پر غور کیا جائے تو ان کی تعداد دو سو تک پہنچتی ہے ملاحظہ فرمائیے:

جٹ، راجپوت، لغاری، کھوسہ، مری، دریشک، گورچانی، گنڈاپور، شیرانی، مروت، نیازی، وزیری، خٹک، بنگش، مہمند، آفریدی، تناولی، سواتی، ہزاروی، تھہیم، بھٹہ، لنگاہ، چھینا، سومرا، چدھڑ، سپرا، کھرل، ہانس، کھگہ، تارڑ، وڑائچ، ساہی، ہنجرہ، چیمہ، باجوہ، گھمن، کاہلوں، سرائے چٹھہ، گورایہ، ڈھلوں، ورک، سندھو، بھلر، مان، پنوں، سدھو، اولکھ، گل، مانگٹ، رندھاوا، سوہل، راٹھی، تنوار، چوہان، مینس، گوجر، بالُڑی، رانگڑ، پال، راٹھور، پنوار، بھٹی، وٹو، جوئیہ، مہر، کچھی، ہراج، سیال، گوندل، ٹوانہ، کہوٹ، جنجوعہ، چیچھ، ٹھاکر، سلہریہ، کائل، کھوجہ، منج، راوت، کرال، گکھڑ، اعوان، ڈوگر، روڑ، تاگا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خانزادہ، داؤد پوترا، کھوکھر، ارائیں، ملیار، لودھی، کمبوہ، شیخ، انصاری، میانہ، مغل، قزلباش، بیراگی، اکالی، جلالی ستائی، بھاٹ، ڈوم، میراثی، قریشی، جوگی، ناتھ، سنیاسی، دھونسر، پراچہ، بسیانہ، کانگڑ، تمبولی، کمیرا، گورکھا، گچھا، رحمانی، غفاری، تیلی، ملک، رانا وغیرھم۔

برادری سے تنظیموں تک پہنچنے کا سفر بھی اپنے اندر کئی داستانیں سموئے ہوئے ہے۔ ہوا یہ کہ وہ افراد جو خود کو اعلیٰ ذاتوں کا فرد سمجھتے تھے مثلاً جٹ، اعوان، رانا، راجپوت اور ملک وغیرہ تو انہوں نے اپنے ناموں کے ساتھ فخر کیلئے اپنی ذاتوں کا نام لکھنا اور بولنا شروع کیا۔ اسے اپنے اعلیٰ ہونے کا معیار بنا لیا اور اپنے مقابلے میں دوسری ذاتوں مثلاً موچی، کمہار، جولاہا اور میراثی وغیرہ کو کمتر سمجھا۔ مثال کے طور پر جولاہا یا کمہار خواہ لاکھ تعلیم یافتہ ہو اچھے کردار اور اخلاق کا مالک ہو وہ رانے یا راجپوت کے مقابلہ میں آخر جولاہا ہی تھا۔ اس صورت حال نے کمتر سمجھی جانے والی ذاتوں کو کچھ سوچنے پر مجبور کیا' چنانچہ ان عقلمندوں نے اپنی ذاتوں کا رشتہ ڈائریکٹ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء کرام سے جوڑ دیا مثلاً موچیوں نے کہا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ چمڑے کا کاروبار کرتے تھے' اس لئے ان کی نسبت سے ہم غفاری ہیں۔ جولاہے بولے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کپڑا بننے کا کام کرتے تھے' اس لئے ان کی نسبت سے ہم انصاری ہیں۔ میراثیوں نے اپنا رشتہ اہل بیت سے جوڑ کر خود کو قریشی لکھنا اور بولنا شروع کر دیا۔ اسی طرح کمہار رحمانی بن گئے اور کچھ چھوٹی سمجھی جانے والی ذاتوں نے خود کو بڑی ذاتوں میں ضم کر دیا اور خود کو بھٹی، ملک، رانا وغیرہ لکھنا شروع کر دیا۔ پھر تنظیمیں بنیں' مقاصد اور مفادات وضع ہوئے۔ اپنے گرد مضبوط دائرے کھینچے گئے اور اب دائروں کے اندر رہنے والا خواہ وہ بدکردار اور مکار ہو اپنا قرار پایا اور اس دائرے سے باہر رہنے والا خواہ وہ ہمدرد' بلند اخلاق اور تقویٰ کا مالک ہو غیر سمجھا جانے لگا۔ مفادات کی جنگ شروع ہوئی تو جھگڑوں نے جنم لیا اور ان جھگڑوں نے بعض خاص موقعوں پر مثلاً الیکشن یا کسی معمولی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عہدہ کے چناؤ کے وقت وسیع قومی وملی نقصان کیا۔

اللہ کیلئے ذرا سوچئے! اسلام نے ذات پات کے بتوں کو پاؤں تلے روند کر مساوات اور برابری کا درس دیا' کسی کے بلند ہونے کا معیار اس کا تقویٰ اور اس کے اخلاقی اوصاف کو قرار دیا۔ اس دین کے اولین نقیب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے جنہوں نے اس پیغام کے عام کرنے میں اپنی زندگیوں کو کھپا دیا اور جبکہ ہم نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ذاتوں کے حدود و قیود میں بند کر دیا' کیا حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اس لئے غفاری کہلاتے تھے کہ وہ چمڑے کا کاروبار کرتے تھے؟ اور کیا سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ خود کو جولاہا ہونے کی وجہ سے انصاری کہلاتے تھے اور اہلِ بیت ان کے بارے میں' آپ نعوذ باللہ کیا کہیں گے' ان کی زندگیاں تو ان بتوں کو پاش پاش کرنے میں گزریں اور ہم نے ان ہی کے ناموں پر برادریوں کے بت کھڑے کر لیے۔

ذرا سوچئے! ایسی نسبتیں جوڑنے سے کیا نظریات جنم لیں گے' کل کو ارائیں کہیں گے کہ انبیاء کرام کاشتکاری کیا کرتے تھے اس لئے ہم نبیوں کی اولاد ہیں' ترکھان کہیں گے کہ نوح علیہ السلام نے کشتی کو تعمیر کیا اس لئے ہم نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہیں' دھوبی کہیں گے ادریس علیہ السلام کپڑے دھوتے تھے اس لئے ہم ادریسی ہیں' بلوچی کہیں گے عرب والوں نے اونٹ پالے ہوئے تھے' اس لئے ہم عربی النسل ہیں۔ کیا یہ مثال تاریخ میں موجود نہیں کہ نوح علیہ السلام کا بیٹا جو اپنے باپ کے نطفہ سے تھا اور صلبی اولاد تھا' اس نے نبی کے گھر میں پرورش پائی لیکن بدکردار تھا' اس کے اعمال اچھے نہیں تھے' جب قوم پر بداعمالیوں کی وجہ سے پانی کا عذاب آیا تو غرق ہونے والوں میں سے نوح علیہ السلام کا لختِ جگر بھی تھا اور جب باپ نے اپنی آنکھوں کے سامنے بیٹے کو پانی میں غرق ہوتے دیکھا تو باپ ہونے کی وجہ سے نہ رہ سکے۔ بارگاہ الٰہی میں التجا کر دی:

﴿رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ۝﴾ (هود: ۴۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے رب تعالیٰ! میرا بیٹا تو میرے اہل سے تھا اور تیرا وعدہ بھی سچا ہے اور تو ہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو دوٹوک انداز میں فرمادیا:

﴿قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ○﴾

(هود: ۴۵،۴۶)

''فرمایا اے نوح علیہ السلام! وہ تیرے اہل سے نہیں تھا' اس لئے کہ اس کے عمل اچھے نہیں تھے' لہٰذا جس بات کا تمہیں علم نہیں اس کا مجھ سے سوال نہ کرو' میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے آپ کو جاہلوں کی طرح نہ بنالینا۔''

نبی کا حقیقی بیٹا اگر برے اعمال کی گندگی سے آلودہ ہے تو اس کیلئے صاف صاف کہہ دیا جاتا ہے کہ اے نوح علیہ السلام! اس کا تعلق تیری نسل سے نہیں رہا' یہ جن کے پیچھے چلا ہے' اس کا شمار انہی میں ہوگا اور ان ہی کے ساتھ غرق ہوگا۔ اگر نبی کے حقیقی بیٹے کیلئے یہ ارشاد ہے تو پھر آج کا بداعمال بندہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء کرام کے ساتھ اپنی نسبت کیسے جوڑ سکتا ہے؟

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

موجودہ ذاتیں

موجودہ ذاتوں کا پس منظر کیا ہے اس کیلئے ہمیں برصغیر پاک و ہند کی تاریخ دیکھنا پڑے گی۔ ذات پات کی تقسیم ہندو مذہب کا خاصہ ہے۔ مشترکہ ہندوستان میں جن ہندوؤں نے مسلمانوں سے متاثر ہوکر اسلام قبول کیا' انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد بھی اپنے آپ کو ذات کے اعلیٰ اور ادنیٰ معیار میں قید رکھا۔ نتیجۃً آگے چلنے والی نسل نے جہاں خود کو مسلمان کہلوایا' وہاں آباء و اجداد کی ذات کو بھی اپنی پہچان اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وراثت کے طور پر قبول کر لیا۔ چند پشتوں کے بعد اس ذات نے مستقل حیثیت اختیار کر لی' اسی بات کا اظہار ایک انگریز مصنف نے اپنی کتاب (Punjab Castes) کے صفحہ 18 پر ان الفاظ میں کیا ہے۔

میرے خیال میں ذات کی عام اور مقبول تھیوری مندرجہ ذیل تین نکات پر منحصر ہے:

- ذات ہندو مذہب کی رہیت اور صرف اسی کیلئے مکمل طور پر مخصوص ہے۔
- ذات بنیادی طور پر چار درجوں پر مشتمل ہے۔ یعنی برہمن' کھشتری' ویش' اور شودر
- ذات دائمی ہے اور ہندو تاریخ اور دیو مالاؤں کے زمانوں سے لے کر اب تک کسی تبدیلی کے امکان کے بغیر نسل در نسل منتقل ہوتی رہی ہے۔

اگر ذاتوں کے ناموں پر ہی غور کیا جائے تو یہ نام ہندو تہذیب سے پھوٹتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر یہ حروف ہندی ہیں۔ ٹ' پ' ڑ' کھ' ڈ' گ' چ ٹھ' اب ان حروف سے بننے والی ذاتیں دیکھئے

ٹ سے مرکب ذاتیں: جٹ' بھٹی' وٹو' ٹوانہ

پ سے مرکب: راجپوت' سپرا

ڑ سے مرکب: تارڑ' وڑائچ' گکھڑ

کھ سے مرکب: کھوسہ' کھرل' کھوکھر' کھگہ

ڈ سے مرکب: ڈھلوں' ڈوگر' اوڈ

گ سے مرکب: گھمن' گورایہ' گل' گجر' گوندل

چ سے مرکب: چیمہ' چٹھہ' چوہان' چنگڑ۔ موچی

ٹھ سے مرکب: راٹھور' ٹھاکر

مذکورہ ناموں میں سے کوئی بھی نام نہ تو سلف صالحین کا ہے' نہ کسی ولی یا صحابی کا'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ ان ناموں کا کوئی خاص مطلب بھی نہیں بنتا اور یہ نام مسلم تہذیب سے ہٹ کر کسی اور ہی تہذیب کے معلوم ہوتے ہیں اور ان ناموں کے رشتے کن سے ملتے ہیں' اس سلسلہ میں انگریز مصنف ڈینزل ابٹن کی مشہور کتاب ''پنجاب کی ذاتیں'' سے چند اقتباسات پڑھیئے۔

جٹ: ان کی نسل قدیم دیو مالائی ہندو دیوتا شیو کے بالوں (جٹ) سے نکلی ہے اور جنوب مشرقی اضلاع کے جٹ خود کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں' شیو گوتری یعنی شیو کے خاندان سے اور کسب گوتری جو اپنا تعلق راجپوتوں کے ساتھ جوڑتے ہیں۔ (ص ۱۹۹)

باجوہ: ان کا کہنا ہے کہ وہ سورج بنسی راجپوت ہیں' ان کے مورث اعلیٰ راجہ شیلپ کو سکندر لودھی کے دور میں ملتان سے بے دخل کیا گیا۔ (ص ۲۴۳)

گھسن: گھسن اپنی نسل کا ماخذ ایک چندر بنسی راجپوت اور دہلی کے راجہ دلیپ سنگھ کے پوتے راجہ ملکیر کو قرار دیتے ہیں' جس سے خطہ کوہستان نمک کے جنجوعہ راجپوتوں کی نسل نکلی۔ (ص ۲۴۴)

کاہلوں: کاہلوں اپنا سلسلہ نسب چندر بنسی راجہ وکرماجیت (بکرماجیت) کے ساتھ دارانگر کے راجہ جگدیو کے توسط سے ملاتے ہیں' اس کی اولاد نے سولی یا سوڈی کی سرکردگی میں دارانگر چھوڑا اور گورداسپور میں بٹالہ کے نزدیک بس گئے۔ (ص ۲۴۴)

سندھو: یہ ایودھیا کے رام چندر سے ہوتے ہوئے سوریہ بنسی راجپوتوں کی رگھوبنسی شاخ سے اپنی نسل قرار دیتے ہیں۔ (ص ۲۵۷)

چوہان: ہندوستان کے آخری ہندو حکمران کا تعلق بھی انہی سے تھا۔ (ص ۲۹۳)

بھٹی: راجپوت شاہی خاندان کے بہت بڑے موجودہ نمائندوں کا نام ہے جو کرشنائی نسل سے تھا۔ (ص ۳۲۰)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وٹو: راج پال وٹو کا مورث اعلیٰ تھا وٹو بابا فرید رحمہ اللہ کے ذریعے اپنے قبول اسلام کی تاریخ کھیوا کے دور میں بتاتے ہیں' جس نے منٹگمری میں حویلی پر حکومت کی اور مشہور وٹو سردار لکھے خان کا پیش رو بنا۔ (ص ۳۲۳)

کھرل: منٹگمری کے کھرل راجہ کرن کی نسل کے داعی ہیں۔ (ص ۳۹۹)

ڈوگر: فیروز پور کے تمام ڈوگر بہلول نامی مورث اعلیٰ کی نسل ہیں' لیکن بہلول کے دادا ماہو کی نسبت سے انہیں ماہو ڈوگر کہا جاتا ہے' بہلول کے تین بیٹے بمبو' لنگڑ اور سمو تھے' فیروز پور اور ملاں والا کے ڈوگر بمبو کی اولاد ہیں اور سمو کی اولاد قصور کے علاقہ میں رہتی ہے۔ (ص ۴۰۷)

طوالت سے بچنے کیلئے ہم نے صرف چند ایک ذاتوں پر کچھ کچھ روشنی ڈالی ہے جس سے عیاں ہوتا ہے کہ ہم وہ مسلمان ہیں' جنہوں نے پوری مسلم قوم کو ہندو ذاتوں پر ٹکڑے ٹکڑے کر رکھا ہے' ہم نے اسلام قبول کرنے کے بعد بھی ہندو تہذیب کو نہیں چھوڑا اور اپنے ناموں کے ساتھ ان ذاتوں کے دم چھلے لگانا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میری پہچان ایک ہندو کے طور پر ہو اس لئے بطور مسلمان کے میری پہچان ممکن نہیں اور جب میں اپنی پہچان ایک برادری کے طور پر کرواتا ہوں برادری کیلئے کام کرتا ہوں' برادری کیلئے لڑتا اور مرتا ہوں' برادری کے اندر رہنا اور برادری کے اندر شادی بیاہ کرنا اپنی غیرت اور عظمت سمجھتا ہوں' تو پھر اس سے کئی مہلک امراض جنم لیتے ہیں۔

برادری ازم سے پھوٹنے والے امراض

برادری ازم کے وجود سے پھوٹنے والے جھگڑے اور مہلک امراض قومی اتحاد کو ختم کرنے کیلئے ایک کلہاڑے کا کردار ادا کر رہے ہیں اور قوم کے لوگ آپس میں دست وگریباں ہو کر مفادات کی جنگ لڑ رہے ہیں' ان امراض میں سے چند ایک ہم یہاں درج کرتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسانیت کا درد چھن گیا

برادری کیلئے کام کرنے والا بحیثیت قوم سوچنے کی بجائے بحیثیت برادری کے سوچنے لگتا ہے اور یوں اس کی سوچ کا محور امتِ مسلمہ کی بجائے چند افراد بن جاتے ہیں اور وہ انہی چند افراد کو خوشحال اور بلند دیکھنا چاہتا ہے۔ اگر غیر برادری کا بندہ بھوکا بھی مر جائے' تو اسے پرواہ نہیں ہوتی اور برادری کی بنیاد پر الیکشن جیتنے والا تو بری طرح اس مرض کا شکار ہو جاتا ہے' وہ سمجھتا ہے کہ غیر برادری کا بندہ مرتا ہے تو مرے' یہ میرا سپورٹر نہیں تھا' اس لئے یہ اب کسی قسم کے رحم کا مستحق نہیں ہے بلکہ یہ تو اب دائرہ انسانیت سے ہی خارج ہو گیا ہے' اس لئے کہ میری مخالفت کرنے والا میرے حلقہ میں رہنے کا ہی حقدار نہیں رہا۔ اور اگر اتفاق سے اگلے الیکشن میں اس معتوب طبقہ کا کوئی فرد غالب آ جائے تو وہ اس غیرِ منصفانہ سلوک کا بدلہ چکانے کیلئے اس حد تک آگے بڑھ جاتا ہے' کہ جھگڑوں تک نوبت جا پہنچتی ہے' سنگین نتائج کی دھمکیاں ملتی ہیں جن سے نمٹنے کیلئے برادری کے افراد کا جمع ہونا ضروری سمجھا جاتا ہے' حالانکہ جیتنے کے بعد وہ تمام کی محبتوں اور پورے علاقہ کی امیدوں کا مرکز ہوتا ہے' ایسے ہی جھگڑوں پر ذیل کی مثال کس قدر فٹ آتی ہے:

درخت کی مثال: کسی بندے نے ایک پتھر اٹھا کے درخت کو مارا تو درخت نے پتھر کھا کے آگے سے پھل گرایا' تو وہ شخص حیران ہوا کہ میں نے تو اسے پتھر مارا تھا لیکن اس نے میری بھوک مٹانے کو آگے سے پھل گرا دیا ہے' تو وہ کہنے لگا تو راستہ میں گزرنے والے ہر مسافر کو سایہ فراہم کرتا ہے' لیکن تیرے اس احسان کے بدلہ میں وہ تجھے پتھر مارتا ہے' مگر تیری محبت اس کیلئے اور بڑھ جاتی ہے اور تو اسے پتھر کے عوض پھول کا تحفہ دیتا ہے یا پھل گراتا ہے' لگتا ہے کہ انسانوں سے انسانیت چھن کر تیرے اندر سما گئی ہے۔ اگر تیرے اندر بولنے اور چلنے کی قوت ہوتی تو تُو ہی راہنما ہوتا۔

اگر انسانیت کے اعتبار سے سوچا جائے تو جیتنے والا کوئی بھی راہنما اس درخت کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مانند ہوتا ہے جو برادری سے بالاتر ہو کر مخالفین کیلئے بھی اس درخت کی مانند پھل والے بازو جھکا دیتا ہے اور اگر انسانیت کو ایک طرف رکھ کر برادری کے حوالہ سے سوچا جائے تو مراعات اپنوں میں تقسیم ہونے لگتی ہیں اور مخالفین انسانیت کے دائرہ سے خارج سمجھے جاتے ہیں۔ شورش کاشمیری نے اسی صورتحال کو دیکھ کر کہا تھا

فٹ پاتھ پہ بے گوروکفن لاش پڑی ہے
راہگیر کی میت کو مشیت سے گلہ ہے
گمراہ زمانہ کی روش سے ہے شکایت
بے درد خداؤں کی حمیت سے گِلہ ہے

اصول ختم ہو گئے' تعصب نے جنم لے لیا

دین اصولوں کی پاسداری کا نام ہے اور یہ اصول کسی شخصیت کے وقار کی وجہ سے بدلتے نہیں ہیں' لیکن تعصب میں اصول وضوابط کا درجہ بعد میں اور نسل گروہ یا برادری کی عزت کا درجہ پہلے ہوتا ہے۔ تعصب کا مطلب ہے ظلم میں اپنی قوم کی طرفداری اور مدد کرنا اور تعصب میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ برادری کس طرف بلا رہی ہے' کیا یہ کام درست ہے یا غلط' ان چیزوں کو نظر انداز کر کے صرف یہ دیکھا جاتا ہے کہ برادری بلا رہی ہے اس لئے اندھا دھند ان کے پیچھے لگنا مجھ پر فرض ہو چکا ہے۔ حالانکہ یہی چیز جاہلیت کی پکار ہے جس سے بہت پہلے نبی ﷺ نے روک دیا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ خَارَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً وَمَنْ خَرَجَ عَلٰى أُمَّتِى يَضْرِبُ بَرَّهَاوَ فَاجِرَهَا لَا يَتَحَاشٰى مِنْ مُؤْمِنِهَا وَلَا يَفِىْ لِذِىْ عَهْدِهَا فَلَيْسَ مِنِّىْ وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عَمِيَّةٍ يَدْعُوْاِلٰى عَصَبِيَّةٍ أَوْ يَغْضِبُ لِعَصَبِيَّةٍ فَقُتِلَ فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ)) [1]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اطاعت سے نکل جائے اور جماعت سے الگ ہو جائے اور پھر وہ مرے تو جاہلیت کی موت مرے گا اور جو شخص میری امت پر نکلے گا نیک اور بد سب کو قتل کرے اور مومن کو بھی نہ چھوڑے اور جس سے اقرار ہوا ہو وہ اقرار پورا نہ کرے تو وہ مجھ سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اور جو اندھا دھند پکار کے پیچھے لڑے اور تعصب کی طرف لوگوں کو بلائے یا اس کا غصہ تعصب کی وجہ سے ہو (اللہ کیلئے نہ ہو) پھر وہ قتل کیا جائے تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔"

غور کریں وہ لوگ جو برادری کی ناک رکھنے کیلئے الیکشن کی فراڈ بازیوں میں اپنی جان تک کو گنوا بیٹھتے ہیں' کیا ان کی موت حدیث کی رو سے جاہلیت والی موت نہ ہوگی۔

اس سے بھی واضح امام نسائی رحمہ اللہ نے ایک اور حدیث نقل کی ہے:

"حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں' قیامت کے روز ایک شخص دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر لائے گا اور کہے گا اے رب تعالیٰ! اس نے مجھے قتل کیا تھا' اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ تو نے اسے کیوں قتل کیا تھا' تو وہ کہے گا اے اللہ تیرے لئے تاکہ تیری عزت بلند ہو' تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بے شک عزت میرے لئے ہے۔

ایک اور شخص دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر لائے گا اور کہے گا اس نے مجھے قتل کیا تھا:

((فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُ لِمَ قَتَلْتَهُ فَيَقُوْلُ لِتَكُوْنَ الْعِزَّةُ لِفُلَانٍ فَيَبُوْءُ بِاِثْمِهِ))[2]

"اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تو نے اسے کیوں قتل کیا وہ بولے گا فلاں شخص کو عزت دینے کیلئے' تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے (کہ آج کے دن) کسی فلاں شخص کیلئے عزت نہیں ہے' پھر وہ اپنے گناہ کو سمیٹ لے گا۔"

---

[1] صحیح سنن نسائی از البانی رحمه الله تعالیٰ کتاب المحاربه باب التغليظ فمن قاتل تحت راية عمية

[2] صحیح سنن نسائی از البانی رحمه الله کتاب المحاربه باب تعظيم الدم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخبارات اس بات کے شاہد ہیں کہ نام نہاد الیکشنز پر ہر سال سینکڑوں قیمتی جانیں اسی جاہلیت کی پکار اور قبیلے یا برادری کی عزت بلند کرنے میں ضائع ہو جاتی ہیں' اور ایسی غیرت وشجاعت کے پیچھے اندھا دھند چلنے والوں کو رسول اللہ علیہ وسلم کے ان فرامین پر غور کر لینا چاہیے' کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ برادری کی عزت میں آخرت کی عزت سے محروم ہو جائیں۔

عصبیت میں پڑھی جانے والی نظموں پر جھگڑے

بعض دفعہ برادری کی تعریف میں اپنے بڑوں کے کارنامے اوران کی مدحت میں پڑھی جانے والی نظمیں اور اشعار بھی جذبات کو برانگیختہ کر دیتے ہیں جس سے لڑائی جھگڑوں کی فضا بن جاتی ہے' یہ ساری چیزیں دور جاہلیت کی یاد ہیں' جسے اکیسویں صدی کے ترقی یافتہ مسلمان اختیار کر رہے ہیں۔

عہد نبوی میں اس کی ایک مثال یہ ہے کہ جب جنگ بدر میں مسلمانوں کو شاندار فتح نصیب ہوئی تو یہود مدینہ کو اس سے سخت صدمہ پہنچا۔ ایک بڈھے یہودی شماس بن قیس نے اس مصیبت کا یہ حل سوچا کہ اوس وخزرج میں ازسرِ نو جنگ بپا کر دی جائے۔ اس مقصد کیلئے اس نے ایک نوجوان یہودی کو تیار کیا کہ انصار کی مجالس میں جا کر جنگ بعاث کا ذکر چھیڑ دے اور اس سلسلہ میں اوس وخزرج کی طرف سے جو اشعار کہے گئے تھے' انہیں پڑھ پڑھ کر سنائے اور جاہلی عصبیت کو ہوا دے اور جب اس یہودی نے یہ اشعار پڑھے تو فوراً اوس وخزرج کے جاہلی دور کے معاندانہ جذبات بھڑک اٹھے ان میں تو تو' میں میں شروع ہو گئی' پھر ہتھیار کی آوازیں آنے لگیں اور قریب تھا کہ ایک خوفناک جنگ چھڑ جاتی' رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر ہو گئی تو آپ چند مہاجرین کو ساتھ لے کر فوراً موقع پر پہنچ گئے اور فرمایا:

''مسلمانو! میری موجودگی میں جاہلیت کی پکار' اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام کی طرف ہدایت دی اور تمہارے دلوں کو جوڑ دیا پھر اب یہ کیا ماجرا ہے؟ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ وہ کس طرح شیطانی جال میں پھنس چکے تھے' چنانچہ پھر اوس وخزرج کے لوگ آپس میں گلے ملنے اور رونے لگے۔''[1]

اس سے معلوم ہوا کہ قبائلی اور برادری تعصب میں پڑھی جانے والی نظمیں اور اشعار لڑائی جھگڑوں اور خونریزی کے واقعات کو جنم دیتے ہیں۔ اسلام نے برادری کی بنیاد پر امتیازی رویوں کا بہت پہلے قلع قمع کر دیا تھا۔

برادریوں کے بت اسلام کے قدموں میں

اسلام نے تقویٰ وطہارت اور اخلاقی اوصاف کو عزت کا معیار قرار دیا ہے۔ جس میں یہ چیزیں ہوں' اسے عزت والے مقام پر رکھا' خواہ اس کا تعلق کسی بھی نسل سے ہو اور خواہ وہ غلام ہی کیوں نہ ہو۔ مثال کے طور پر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ایرانی تھے لیکن غزوہ خندق میں ان کی رائے کو مقدم رکھا اور خندق کو کھودا گیا۔ باذان بن ساسان ایرانی تھے' ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا گورنر بنایا اور ان کے بیٹے کو صنعا کا والی قرار دیا۔ صہیب رومی رضی اللہ عنہ یونانی تھے' جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مرض الموت میں طلب فرمایا ''جب وہ آئے تو انہیں تین مرتبہ فرمایا تم لوگوں کو نماز پڑھانا۔''[2]

امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح مسلم میں ایک روایت نقل کی ہے

حضرت عائذ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوسفیان (کفر کی حالت میں) حضرت سلمان' صہیب اور بلال رضی اللہ عنہم کے پاس سے گزرا اور یہ تینوں افراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے' ابوسفیان کو دیکھ کر ان لوگوں نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ کی تلواروں نے اس دشمن الٰہی کی گردن کو نہیں اُتارا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا:

((اَتَقُوْلُوْنَ هٰذَا لِشَيْخِ قُرَيْشٍ وَسَيِّدِهِمْ؟))

''کیا تم قریش کے سردار کے بارے میں ایسے الفاظ کہتے ہو؟''

---

[1] تفسیر القرآن از عبدالرحمن کیلانی جلد ۴ سورۃ الحجرات صفحہ ۲۷۲

[2] طبقات ابن سعد جلد سوم صفحہ ۱۲۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ عرض کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا أَبَابَكْرٍ لَعَلَّكَ أَغْضَبْتَهُمْ لَئِنْ كُنْتَ أَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ أَغْضَبْتَ رَبَّكَ))

''اے ابوبکر! شاید تم نے ان لوگوں (سلمان' صہیب اور بلال) کو ناراض کر دیا' اگر تو نے ان کو ناراض کیا ہوگا تو اپنے رب کو ناراض کیا ہوگا۔''

یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لائے اور فرمایا میرے بھائیو! کیا میں نے تم کو ناراض کر دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں ہمارے بھائی اللہ تمہیں معاف فرمائے۔[1]

حالانکہ ابوسفیان قریشی ہیں اور قریش کے سردار ہیں اور دوسری طرف حضرت بلال رضی اللہ عنہ غلام ہیں۔ باقی دو صحابیوں میں سے ایک رومی ہے اور ایک ایرانی ہے لیکن اسلام نے تقویٰ کو دیکھتے ہوئے ایک سردار کے مقابلے میں کمزوروں کی ناراضگی کو رب تعالیٰ کی ناراضگی قرار دیا ہے' بلکہ اسلام نے تو تقویٰ کی بنیاد پر غلام کو اس قدر نوازا ہے کہ عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں۔ تاریخ کی بوسیدہ کتابوں میں آج بھی یہ واقعہ جگمگا رہا ہے کہ فتح مکہ کے روز جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبۃ اللہ میں داخل ہوئے' تو وہاں رکھے ہوئے تین سو ساٹھ بتوں کو ایک ایک کر کے گرا دیا' نماز کا وقت ہو چکا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو کعبۃ اللہ کی چھت پر چڑھ کر اذان پڑھنے کا حکم دیا' اس وقت لشکر اسلام میں دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے' لیکن یہ اعزاز صرف حبشہ کے ایک غلام کی قسمت میں تھا۔ وہ حرم جو صدیوں سے صنم خانہ بنا ہوا تھا' محبّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائے توحید سے گونج اٹھا اور یہ بھی عجیب منظر تھا کہ بے شمار عرب قبائل کے سردار مسلمان اور کفار ایک آزاد کردہ غلام کو کعبہ کی چھت پر ترانہ توحید سناتے دیکھ رہے تھے۔

[1] صحیح مسلم' کتاب فضائل الصحابہ باب من فضائل سلمان و صهیب و بلال رضی اللہ عنہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت ابوسفیان بن حرب' عتاب بن اسید اور حارث بن ہشام کعبہ کے صحن میں بیٹھے تھے' عتاب نے کہا اللہ نے اسید (کو فوت کر کے اس) پر یہ کرم کیا کہ وہ یہ (اذان) نہ سن سکا ورنہ اسے ایک ناگوار چیز سننا پڑتی' اس پر حارث نے کہا' سنو! واللہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ وہ برحق ہیں' تو میں ان کا پیروکار بن جاؤں گا' اس پر ابوسفیان نے کہا دیکھو' واللہ میں کچھ نہیں کہوں گا کیونکہ اگر میں بولوں گا تو یہ کنکریاں بھی میرے خلاف گواہی دے دیں گی۔[1]

ایک موقع پر حضرت بلال نے اپنی زبان سے اس واقعہ کو یوں بیان کیا تھا:

''مجھے نبی ﷺ نے کعبہ کی چھت پر چڑھنے کا حکم دیا اور نجانے کس طرح میرے اندر بے انتہاء توانائیاں جمع ہو گئیں' میں دراصل بتوں کے خلاف چڑھ رہا تھا' بازوؤں کے سہارے لٹکتے ہوئے ہموار دیواروں پر پاؤں جماتے ہوئے اوپر پہنچا' نیچے مکمل خاموشی تھی پھر میں نے اذان دی' اس کے بعد اپنے نبی ﷺ کی طرف دیکھا تو آپ اپنی اونٹنی پر سوار حسب معمول مطمئن اور پروقار نظر آ رہے تھے۔[2]

یہ حسب ونسب پر فخر کیا چیز ہے' اسلام نے تو اسے انتہائی ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا ہے۔ امام بزار اپنی مسند میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

((عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كُلُّكُم بَنُو آدَمَ وَ آدَمُ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ وَلَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ يَفْخُرُونَ بِآبَائِهِمْ أَوْ لَيَكُونُنَّ أَهْوَنَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الْجُعْلَانِ))[3]

''نبی ﷺ نے فرمایا تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے اور جو قوم اپنے باپ دادوں پر فخر کرتی ہے یا تو اس سے باز آ جائے گی یا اللہ تعالیٰ کے نزدیک گندگی پھیلانے والے کیڑے سے بھی بدتر ہو جائے گی۔''

---

[1] الرحیق المختوم صفی الرحمان مبارکپوری صفحہ ۵۵۲

[2] حضرت بلال رضی اللہ عنہ ڈاکٹر سید عامر گیلانی صفحہ ۱۰۸

[3] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی التفاخر بالاحسان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فخر کس چیز کا؟ میرا باپ بھی مٹی کا تھا' دوسرے کا باپ بھی مٹی سے بنا تھا اور ان سب باپوں کی انتہا آدم علیہ السلام پر ہوئی ہے اور وہ بھی مٹی سے بنے تھے' کیا میں مٹی پر فخر کروں؟ کیا میں ان پر فخر کروں جو مٹی میں مل گئے' ایک شاعر نے کہا تھا:

أَبِي الْاِسْلَامُ لَا أَبَ لِيْ سِوَاهُ
اِذَا افْتَخَرُوْا بِقَيْسٍ أَوْ تَمِيْمٍ

''جب لوگ قیس اور تمیم خاندانوں پر ایک دوسرے سے فخر کا اظہار کریں تو اس وقت میرا باپ اسلام ہے اور اس کے سوا میرا کوئی (قابل فخر) باپ نہیں۔''

حسب ونسب جس کو بنیاد بنا پر لوگ فخر کرتے رہے اور دین سے غافل ہو گئے قیامت والے دن ان سے نسب کے متعلق کوئی سوال بھی نہیں کیا جائے گا وہاں تو صرف اعمال پوچھے جائیں گے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ﴾

(المومنون: ۱۰۱)

''جب صور میں پھونکا جائے گا تو اس دن ان کے مابین کوئی نسب نہیں ہوں گے اور نہ ہی وہ ایک دوسرے سے سوال کریں گے۔''

خطبہ حجۃ الوداع میں برادری ازم کا رد

یہ فخر وتکبر والے حسب ونسب صرف دنیا میں ہیں قیامت والے دن تو بھائی اپنے بھائی کو بھول جائے گا' پھر برادریوں کیلئے کی ہوئی ساری محنت برباد ہو جائے گی اور صرف دین کی سربلندی کیلئے کئے ہوئے کام باقی رہیں گے' اس لئے کہ فخر صرف رب کی ذات کیلئے ہے۔ ایک شاعر نے اس مفہوم کو یوں ادا کیا ہے:

لَعَمْرُكَ مَا الْاِنْسَانُ اِلَّا بِدِيْنِهٖ
فَلَا تَتْرُكِ التَّقْوٰى اِتِّكَالًا عَلَى النَّسَبِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیری زندگی کی قسم انسان دین کے ساتھ ہی ہے
نسب پر اعتماد کر کے تو تقویٰ نہ چھوڑ
لَقَدْ رَفَعَ الْاِسْلَامُ سَلْمَانَ فَارِسَ
وَقَدْ وَضَعَ الشِّرْكُ الشَّقِیَّ اَبَالَهَبِ
اسلام نے سلمان فارسی کو رفعت بخشی
اور شرک نے بدبخت ابولہب کو گرا دیا [1]

برادری سے باہر شادی پر جھگڑے

برادری اور قبیلے صرف ایک دوسرے کی پہچان اور تعاون کیلئے ہیں فخر و تکبر اور تعصب کیلئے ہرگز نہیں' جس کے ذہن میں اعلیٰ ذات اور گھٹیا ذات کا تصور سمایا ہوا ہے اور جس نے عزت کا معیار اونچی اور نیچی ذات میں رکھا ہوا ہے' وہ یقیناً اسلام اور اسلامی روایات سے ناواقف ہے۔

آج رشتوں کے بندھن بھی ذات پات کی حدود و قیود میں بندھتے ہیں' یوں بھی ہوتا ہے کہ برادری سے باہر شادی کرنے والے خاندان سے برادری کے لوگ قطع تعلق کر لیتے ہیں کیونکہ اس نے برادری سے باہر شادی کی ہے' اس لئے اس خاندان سے رشتہ داری ختم اور یہاں سے ہی دو خاندانوں میں سنگین نوعیت کے جھگڑے پھوٹ پڑتے ہیں اور خونی رشتے دشمنی میں بدل جاتے ہیں' صرف اس وجہ سے کہ اس نے خاندان کی خود ساختہ روایات سے بغاوت کی ہے' اس نے نسلوں سے چلتے آئے اس قانون کو توڑا ہے'' کہ میری بیٹی کیلئے برادری کا چور اچکا اور بدمعاش غیر برادری کے شریف اور نفیس آدمی سے بہتر ہے۔ کیا ہوا اگر وہ بدکردار اور گندہ آدمی تھا'......؟ تھا تو اپنی برادری کا' مجھے چاہیے تھا کہ اس کے دامن پہ لگی رسوائیوں کے سارے داغ نظر

[1] الابداع شرح خطبہ حجۃ الوداع سماحۃ الشیخ عبداللہ بن محمد بن حمید مترجم مولانا رفیق اثری (صفحہ ۸۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انداز کر کے اپنے جگر کے ٹکڑے کو اسی کے گھر میں پھینک دیتا۔" اور کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ میں نے اپنی برادری کے جس بدکردار بندے کو نظر انداز کر کے اپنی بیٹی کا رشتہ دوسری جگہ کیا ہے' اسے وہ بدکردار بندہ اپنی اور اپنی برادری کی توہین سمجھتے ہوئے اوچھی حرکات پر اتر آئے گا۔ کبھی وہ میرے داماد اور بیٹی کو تنگ کرنے کی کوشش کرتا ہے اور کبھی مجھے رسوا کرنے کیلئے ناجائز ہتھکنڈے اختیار کرتا ہے۔ ایسے تمام لوگ اگر مسلمان ہیں تو نبی کائنات ﷺ کے اس فرمان پر غور کریں۔

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَا لِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِیْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاكَ)) [1]

"سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا عورت سے چار غرضوں سے نکاح کیا جاتا ہے۔ (۱) اس کے مال کی وجہ سے (۲) اس کے حسب ونسب کی وجہ سے (۳) اس کے حسن کی وجہ سے (۴) اور اس کے دین کی وجہ سے' (پھر فرمایا) تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں' تو دین والی (عورت) سے شادی کر کے کامیابی حاصل کر۔"

یعنی ان چاروں چیزوں میں سے بہتر چیز دین ہے' اگر حسن و جمال بھی ہو' حسب ونسب اور مال بھی اور اس کے ساتھ دین بھی ہو' تو کیا کہنے' لیکن اگر حسب ونسب' حسن و جمال اور مال بھی ہو مگر دین نہ ہو تو دین کے مقابلہ میں باقی تینوں چیزیں مل کر بھی کامیابی نہیں بن سکتیں۔ بلکہ اگر ساری دنیا کا مال ومتاع ایک طرف ہو تو بھی وہ نیک بیوی کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ درج ذیل حدیث کس قدر واضح ہے:

((عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

---

[1] صحیح بخاری' کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدُّنیَا کُلُّھَا مَتَاعٌ وَ خَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا اَلْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ)) [1]

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' دنیا ساری کی ساری ساز و سامان ہے اور دنیا کا بہترین سامان نیک بیوی ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی سید زادی ہو' لیکن اعمال اچھے نہ ہوں تو اس کی بجائے ایک جوتے پالش کرنے والے کی بیٹی سے نکاح کر لینا زیادہ بہتر ہے جو تقویٰ و طہارت کی مالکہ ہو' اس لئے کہ آدمی کیلئے سب سے زیادہ قیمتی چیز اس کے ایمان اور عزت کی حفاظت ہوتی ہے اور یہ مقصد نیک عورت سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

غیر برادری میں شادی اسلام کی نظر میں

عرب معاشرہ میں انسانوں کی غلامی کا رواج تھا' جانوروں کی طرح غلام منڈیوں میں فروخت ہوتے تھے' پھر ان غلاموں کو آزاد انسانوں سے بہت حقیر اور کم تر درجہ کی مخلوق سمجھا جاتا تھا چنانچہ جب اسلام کا نور پھیلا تو کئی غلام بھی حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے اور چنانچہ اسلام نے ایک آزاد کردہ غلام اور ایک عرب آدمی میں کوئی فرق نہیں رکھا۔ اس سلسلہ کی ایک مثال حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی شادی ہے۔

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت زید رضی اللہ عنہ سے کر دی' حالانکہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا قریشی اور آپ کے خاندان سے تھیں اور حضرت زید رضی اللہ عنہ آزاد کردہ غلام تھے۔ سورۃ احزاب میں اس واقعہ کا ذکر موجود ہے۔ [2]
- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما جو ایک غلام کے بیٹے تھے' ان کا نکاح قریشی خاندان کی عورت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے ہوا۔ [3]

---

[1] صحیح مسلم' کتاب الرضاء باب خیر متاع الدنیا المراۃ الصالحۃ

[2] تفسیر القرآن عبدالرحمن کیلانی جلد ۳ سورۃ الاحزاب

[3] صحیح سنن نسائی کتاب النکاح باب تزوج المولی العربیۃ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❀ حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ جو بدری صحابی تھے' انہوں نے اپنی بھتیجی ہند بنت ولید (جو پہلے ہجرت کرنے والی عورتوں میں سے تھیں) کا نکاح سیدنا سالم رضی اللہ عنہ سے کر دیا جو کہ ایک انصاری عورت کے آزاد کردہ غلام تھے۔ [1]

بلکہ بہت سے ایسے واقعات بھی ملتے ہیں کہ نکاح کے وقت برادری وقبیلہ کا پوچھا تک نہیں۔ اس کی ایک مثال صحیح بخاری کی درج ذیل روایت ہے:

''حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس لئے آئی ہوں تاکہ اپنا جسم آپ کے حوالے کر دوں' (یعنی آپ کی بیویوں کی طرح ہو جاؤں) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو دیکھا' پھر آپ نے (شرم وحیاء سے) اپنا سر جھکا لیا' جب اس عورت کو معلوم ہوا کہ آپ نے اس کے بارے میں کوئی حکم نہیں دیا تو (بیچاری) ایک طرف بیٹھ گئی۔ اتنے میں آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ کو اس عورت کی احتیاج نہیں' تو میرا نکاح اس سے کر دیجئے' آپ نے پوچھا تیرے پاس حق مہر ادا کرنے کو کچھ ہے؟ اس نے کہا اے اللہ کے رسول اللہ کی قسم میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے آپ نے فرمایا تو اپنے عزیزوں کے پاس جا دیکھ تو سہی شاید کچھ مل جائے؟ وہ گیا اور لوٹ کر آیا' کہنے لگا اللہ کی قسم! اے رسول اللہ مجھے کوئی چیز نہیں ملی آپ نے فرمایا پھر دیکھ کچھ تو لے کر آ چاہے لوہے کی ایک انگوٹھی ہی سہی؟ وہ گیا اور پھر لوٹ آیا اور کہنے لگا اے رسول اللہ' اللہ کی قسم مجھے تو لوہے کی انگوٹھی بھی نہ مل سکی البتہ میرا یہ تہ بند حاضر ہے حضرت سہل کہتے ہیں اس (بیچارے غریب) کے پاس اوڑھنے کو چادر بھی نہ تھی' خیر وہ کہنے لگا اسی تہ بند کا آدھا ٹکڑا یہ عورت لے سکتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا اس تہ بند سے کیا ہو سکتا ہے؟ اگر تو اس کو پہنے تو عورت اس کو پہن نہیں سکتی اور اگر عورت پہنے تو تیرے پاس کچھ نہیں بچتا یہ سن کر وہ شخص بیٹھ گیا' بڑی دیر تک بیٹھا رہا' پھر

---

[1] صحیح سنن نسائی کتاب و باب مذکورہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھا اور واپس چل دیا تو نبی ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ اس کو بلا کر لاؤ۔ جب وہ حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا تجھے کون سی سورتیں یاد ہیں؟ وہ کہنے لگا فلاں فلاں سورتیں مجھے یاد ہیں' اس نے کئی سورتیں گن کر بتائیں' تو آپ نے فرمایا:

((اِذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ))[1]

''جا میں نے قرآن (کی ان سورتوں) کے بدلے یہ عورت تیرے نکاح میں دے دی۔''

توجہ طلب باتیں

مذکورہ حدیث سے پتہ چلا کہ نبی ﷺ نے اس جوڑے کا نکاح کرتے وقت ان سے کوئی برادری وغیرہ نہیں پوچھی اور جب اپنی پسند کیلئے ارادہ کیا تھا تو بھی اس عورت سے کوئی ذات برادری نہیں دریافت کی تھی' بلکہ ایک نظر اس کے سراپا کو دیکھا' جو شریعت نے جائز رکھا ہے کہ ہونے والی منگیتر کو ایک نظر دیکھ لیا جائے۔

کوئی لاکھوں میں حق مہر بھی نہیں باندھا' بلکہ لوہے کی ایک انگوٹھی سے بات چلی اور قرآن کی سورتوں پر ختم ہوگئی۔ نبی ﷺ نے حق مہر دینے والے کی مالی پوزیشن کو بھی نہیں دیکھا اور آج اس بات پر بھی خاندانوں میں جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں۔ پتہ بھی ہے کہ جس سے میں اپنی بیٹی کا نکاح کر رہا ہوں' وہ غریب ہیں' لیکن پھر بھی لاکھوں میں حق مہر'...... کیا میں بیٹی دے کر اسے غلام بنانا چاہتا ہوں؟ اسی سے بعد میں میاں بیوی کے درمیان جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں۔''

اسلام میں معیار

اسلام نے افضلیت میں کیا معیار مقرر کیا ہے۔ ذیل کی حدیث سے واضح ہوتا ہے:

''سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مالدار شخص نبی ﷺ کے

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح باب تزویج المعسر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے سے گزرا' آپ نے (وہاں موجود) لوگوں سے پوچھا یہ شخص کیسا ہے؟ انہوں نے کہا یہ ایسا شخص ہے کہ اگر کہیں (نکاح کا) پیغام بھیجے تو لوگ قبول کر لیں' اگر کسی کی سفارش کرے تو لوگ مان لیں' اگر کوئی بات کرے تو لوگ توجہ سے سنیں' یہ پوچھ کر آپ خاموش ہو رہے۔ اس کے بعد ایک اور شخص گزرا جو مسلمانوں میں ایک غریب اور محتاج آدمی تھا' آپ نے پوچھا یہ شخص کیسا ہے؟ انہوں نے کہا یہ تو ایسا آدمی ہے' اگر کہیں شادی کا پیغام بھیجے تو کوئی قبول نہ کرے اگر کسی کی سفارش کرے تو کوئی نہ مانے' اگر بات کرے تو کوئی دل لگا کر نہ سنے' آپ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ

((هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ مِّلْءِ الْاَرْضِ مِثْلَ هٰذَا)) [1]

''پہلے جیسے آدمیوں سے اگر دنیا بھری ہو تو یہ ان (تمام) سے بہتر ہے۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس روایت کو کتاب النکاح میں ذکر کیا ہے اور اس پر باب قائم کیا ہے۔((اَلْاَكْفَاءُ فِي الدِّيْنِ)) ''برابری میں دینداری کا بیان''

بتانا یہ چاہتے ہیں کہ جب تم نکاح کرتے وقت طرفین میں برابری کو دیکھنا چاہو تو نبی ﷺ کی پسند اس مذکورہ حدیث میں واضح ہے۔

اسلام نے ذات پات کے حدود و قیود نظر انداز کر کے ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ [2] ''مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔'' کا درس دیا ہے' انہیں ملت واحدہ قرار دیا' انہیں اسلام کے ایک پلیٹ فارم پر اٹھا لیا' ان کیلئے قبلہ ایک مقرر کیا' نبی ایک' دین ایک' لیکن اعلی وادنی کے ہندووانہ انداز ... یہ انداز مسلمانی ہے؟

منفعت ایک ہے اس قوم کو نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی' دین بھی' ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی اللہ بھی' قرآن بھی ایک

---

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین

[2] سورۃ حجرات: ۱۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں
یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذہبی جھگڑے

پچھلے باب میں ہم نے برادری کی بنیاد پر سیاسی اور سماجی جھگڑوں کے اسباب بیان کئے۔ اس باب میں ہم حقائق کی روشنی میں مذہبی جھگڑوں کے اسباب وعلل بیان کریں گے مذہبی جھگڑوں کی بنیاد عموماً ذیل کی چیزیں بنتی ہیں۔

- تنگ نظری اور دوسرے کو تسلیم نہ کرنا۔
- سمجھانے کا انداز۔
- جہالت یعنی تحقیق نہ ہونا۔
- پہلے نظریہ کی بنیاد بعد میں احادیث کی تلاش۔

اب ان چاروں بڑے اسباب کو ہم ذرا مختصر طور پر بیان کر رہے ہیں۔

تنگ نظری اور دوسرے کے مقام کو تسلیم نہ کرنا

تنگ نظری یہ ہے کہ صرف اپنی ذات کو سامنے رکھ کر سوچنا' اجتماعی فائدے کی بجائے انفرادی مفادات کو سامنے رکھ لینا یہ تنگ نظری اگر گھر میں ہو تو ساس اور بہو کی لڑائی ہو جائے گی اگر بھائیوں میں ہو تو رشتوں کا بندھن ڈھیلا پڑ جائے گا اور اگر مذہب کے علمبرداروں میں ہو تو فرقہ بندیاں اور مذہبی ہنگامے جنم لیں گے' دیکھئے! وسیع سوچ رکھنے والا پورے اسلام اور پوری امت کو سامنے رکھ کر بات کرے گا اور تنگ سوچ رکھنے والا صرف فرقہ اور مسلک کو سامنے رکھ کر بات کرے گا یوں سمجھ لیں جس کی سوچ میں وسعت ہے۔ وہ مبلغ اسلام ہے اور جو تنگ نظر ہے تو وہ صرف فرقہ کا پرچارک ہے اور فرقہ کی طرف دعوت دیتا ہے اور اس کے فرقہ سے ٹکرانے والا ہر بندہ کافر قرار پاتا ہے جبکہ غیر مسلم کی نظر میں وہ دونوں ہی مسلمان ہوتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

واعظ تنگ نظر نے مجھے کافر جانا
اور کافر یہ سمجھتا ہے کہ مسلمان ہوں میں

مشہور مذہبی سکالر ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک رحمۃ اللہ علیہ کو کون نہیں جانتا' جن کے قرآن فہمی لیکچرز سے قرآن حکیم کو غیر مسلموں نے بھی موجودہ دور میں عالمگیر کتاب تسلیم کیا اور ڈاکٹر عطاء الرحمٰن ثاقب رحمۃ اللہ علیہ سے کون واقف نہیں' جنہوں نے ملک بھر میں قرآن فہمی کی کلاسوں سے عوام اور سکول و کالجز کے طلباء میں قرآن کو سمجھنے کا ولولہ پیدا کیا' وہ صرف اس تنگ نظری کی وجہ سے قتل کر دیے گئے۔ 23 نومبر 2004ء کے نوائے وقت میں یہ خبر شائع ہوئی کہ ان کے قاتلوں کو گرفتار کر لیا گیا اور قاتلوں نے اس بات کا انکشاف کیا کہ ہمیں ہماری تحریک کے لیڈر ڈاکٹر حافظ شاہد نے ہدایت کی تھی کہ یہ دونوں گستاخِ رسول ﷺ ہیں۔ انہیں قتل کر دو۔

یہ ہے تنگ نظری کہ فرقہ کے خود ساختہ اصولوں سے اگر اسلام کے ٹھوس دلائل ٹکرائیں تو کفر اور گستاخِ رسول کا فتویٰ...... اگر فرقہ کی ان بند دیواروں کے اندر بیٹھ کے سوچنے والے ان وارثانِ منبر و محراب سے کوئی کہے کہ نور و بشر یا حاضر و ناظر پر وعظ کہنا ہے تو تین گھنٹے تقریر کریں گے اور اگر کہا جائے کہ اسلام کا معاشی نظام کیا ہے؟ اسلام سودی نظام کے متبادل کیا نظام پیش کرتا ہے؟ تو شاید دس منٹ سے بھی زیادہ نہ بول سکیں۔

مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا ایک رسالہ چھپا ہے "وحدت امت" کے نام سے اس میں ایک واقعہ بڑا نصیحت آموز انداز میں ذکر کرتے ہیں فرماتے ہیں

"قادیان میں ہر سال ہمارا جلسہ ہوا کرتا تھا اور سید محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ بھی اس میں شرکت فرمایا کرتے' ایک مرتبہ جلسہ میں تشریف لائے تو میں بھی آپ کے ساتھ تھا' ایک صبح نماز فجر کے وقت اندھیرے میں حاضر ہوا تو دیکھا حضرت سر پکڑے ہوئے بہت مغموم بیٹھے ہیں' میں نے پوچھا حضرت کیا مزاج ہیں؟ کہا ٹھیک ہی ہے۔ مزاج کی

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچتے ہیں عمر ضائع کر دی۔

میں نے عرض کیا حضرت! آپ کی ساری عمر علم کی خدمت میں دین کی خدمت میں گزری ہے' ہزاروں آپ کے شاگرد ہیں اور خدمت دین میں لگے ہوئے ہیں' آپ کی عمر اگر ضائع ہے تو پھر کس کی عمر کام میں لگی؟

فرمایا: میں تمہیں صحیح کہتا ہوں' عمر ضائع کر دی۔

میں نے عرض کیا! حضرت بات کیا ہے؟

فرمایا: ہماری عمر کا ہماری تقریروں کا ہماری ساری کدوکاوش کا خلاصہ یہ رہا ہے کہ دوسرے مسلکوں پر حنفیت کی ترجیح قائم کر دیں' امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مسائل کے دلائل تلاش کریں' یہ رہا ہے محور ہماری کوششوں کا تقریروں کا اور علمی زندگی کا۔ اب غور کرتا ہوں تو دیکھتا ہوں کس چیز میں عمر برباد کر دی (آگے چل کر لکھتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا) جو صحیح اسلام کی دعوت تھی اور دین کی جو ضروریات سبھی کے نزدیک اہم تھیں' جن کی دعوت انبیاء کرام لے کر آئے' جن کی دعوت کو ہمیں عام کرنے کا حکم دیا گیا تھا وہ تو لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہی' حالانکہ گمراہی پھیل رہی ہے' الحاد آ رہا ہے' شرک و بت پرستی چل رہی ہے' حلال و حرام کا امتیاز اٹھ رہا ہے اور ہم لگے ہوئے ہیں' فرعی و فروعی بحثوں میں۔"[1]

اگر ایسی چیز کو ہر مذہبی راہنما سامنے رکھ کر سوچے کہ عمر برباد کر دی' اس وقت کفر اور گمراہی پھیل رہی ہے' کفر کی نظر میں تمام فرقے مسلمان ہیں' کفر اسلام کو مٹانا چاہتا ہے اور ہمارے طرز عمل سے کفر کی سازشیں کامیاب ہو رہی ہیں اور ہم نے اسلام کیلئے کام کرنا ہے فرقہ کیلئے نہیں' تو یقیناً فرقہ بندی اور مذہبی جھگڑوں کا وجود ختم ہونا شروع ہو جائے گا۔

اور پھر تنگ نظری کی انتہا تو یہاں تک ہے کہ میں دوسرے کے وجود کو مانتا ہی

---

[1] وحدت امت از مفتی محمد شفیع صفحہ ۱۵ دارالاشاعت کراچی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوں' میری کوشش یہ ہے کہ دوسرے گروہ کو یا تو ملک بدر کر دیا جائے یا پھر کلی کافر قرار دے دیا جائے تو سوچنے کی بات ہے کہ جب میری ایک مسلمان کے خلاف یہ کوشش ہو گی تو کیا دوسرا خاموشی سے بیٹھ جائے گا۔ یقیناً وہ بھی ردِ عمل کے طور پر اپنی تنظیم بندی کر کے میدان میں نکل آئے گا۔

دیکھئے! خالص اور شفاف اسلام کی تبلیغ ہر مذہبی راہنما کا فرض ہے' جب وہ یہ تبلیغ کرے گا تو جس میں غلطی ہو گی وہ خود ہی اپنی اصلاح کر لے گا' گالیاں' کیچڑ اور کفر کے فتاویٰ جات سے تبلیغ نے نہ کبھی اسلام کو فائدہ پہنچایا اور نہ ہی پہنچ سکے گا' بلکہ یہ طرزِ عمل جھگڑوں اور ہنگاموں کیلئے راہ ہموار کرتا ہے۔

سمجھانے کا انداز

مذہبی جھگڑوں کی دوسری بڑی وجہ سمجھانے کا انداز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ (النحل ۱۲۵)

''آپ (لوگوں کو) اپنے رب کے راستے کی طرف بلائیں حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ۔''

نبی ﷺ نے اسی انداز سے لوگوں کو دین کی طرف بلایا ہے' بلکہ حکمت کا یہ طریقہ اختیار فرمایا کہ ہر بندے کے ساتھ جیسے تعلقات ہیں اور جس قسم کا ماحول ہے اسی آئینہ میں اسے سمجھایا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ان کے ذہن کے مطابق اور ایک دیہاتی کو اس کے ذہن کے مطابق' مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے سامنے تورات کا ایک ورق پڑھتے ہیں تو نبی ﷺ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو جاتا ہے۔ جبکہ دوسری جانب اس حدیث کو دیکھئے:

((عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَعْرَابِیًّا بَالَ فِی الْمَسْجِدِ فَقَامَ عَلَیْهِ بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَعُوْهُ لَا تُزْرِمُوْهُ فَلَمَّا فَرَغَ دَعَا بِدَلْوٍ فَصُبَّهُ عَلَیْهِ)) [1]

[1] صحیح سنن نسائی باب ترك التوقیت فی الماء کتاب الطهارة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے مسجد (نبوی) میں پیشاب کر دیا تو کچھ لوگ (اسے روکنے یا ڈانٹنے کیلئے) اٹھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو اور مت ڈانٹو' چنانچہ جب وہ فارغ ہوا تو آپ نے پانی کا ایک ڈول منگوایا اور اس (پیشاب) پر بہا دیا گیا''

اس حدیث پر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھانے میں وہ انداز اختیار فرماتے تھے' جس سے دین کی تبلیغ ہو۔ لوگ مولویت سے بھاگنے کی بجائے اس کے قریب آئیں اور فساد و جھگڑے کا ایک کانٹا بھی نہ اگنے پائے۔ اس حدیث میں غور کیجئے اور دیکھئے کہ کون کون سی باتیں سامنے آئی ہیں۔

- اس بدو آدمی نے جب پیشاب کیا تو لوگوں کو اسے ڈانٹنے سے روک دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ نیا نیا مسلمان ہوا تھا' قبول اسلام کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا' اس لئے وہ آدابِ مسجد سے ناواقف ہونے کی بناء پر یہ نہیں جانتا تھا کہ مسجد میں پیشاب کرنا سخت گناہ والا کام ہے۔ اس نے تو اپنے پرانے عام حالات کے مطابق ایک کونے میں جا کر پیشاب کرنا شروع کر دیا' جیسے باہر کی عمومی مجالس میں ہوتا ہے' کہ پیشاب کی حاجت ہوئی تو وہاں سے اٹھ کر قریب ہی کسی دیوار کی طرف منہ کر کے اس سے فراغت حاصل کر لی۔ چنانچہ اس ناواقف کو اگر سارے صحابہ ڈانٹتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ زیادہ تقویٰ کے مالک تھے اس بناء پر وہ صحابہ سے بھی زیادہ سختی کا مظاہرہ کرتے تو نتیجۃً وہ بندہ اسلام اور مسلمانوں سے ہی متنفر ہو جاتا۔
- اس نے پیشاب کرنا شروع کیا تو پوری مسجد میں نہیں بلکہ ایک کونے میں' اب اسے روکنے کی کوشش کی جاتی تو دو صورتوں میں سے ایک صورت ضرور پیدا ہو جاتی' اگر وہ فوراً پیشاب کو روکنے کی کوشش کرتا تو پیشاب تو رک جاتا' لیکن اس طرح اچانک روکنے نے اسے کوئی جسمانی بیماری لاحق ہو جاتی اور اگر وہ خوفزدہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو کر بھاگتا تو پوری مسجد میں پیشاب کے چھینٹے پڑتے' پہلے ایک کونا تھا اور اب پوری مسجد کو دھونا پڑتا اور یوں ایک نئی مصیبت گلے پڑ جاتی۔

اس لئے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو' جب وہ پیشاب کر چکا تو نبی ﷺ نے اسے پیار محبت سے سمجھایا' بلکہ ایک روایت میں ہے' اس اعرابی کو جب دین کی سمجھ آ گئی تو اپنا واقع بیان کرتے ہوئے اس نے کہا:

''میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ اٹھ کر میرے پاس آئے' پھر مجھے نہ ڈانٹا نہ برا بھلا کہا بلکہ مجھے سمجھانے کیلئے یوں فرمایا:

((اَنَّ هٰذَا الْمَسْجِدَ لَا يُبَالُ فِيهِ وَاَنَّمَا بُنِيَ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَلِلصَّلَاةِ ثُمَّ اَمَرَ بِسَجْلٍ مِنْ مَاءٍ فَاُفْرِغَ عَلٰى بَوْلِهِ))[1]

''اس مسجد میں پیشاب نہیں کیا جاتا یہ تو اللہ کے ذکر اور نماز کیلئے بنائی گئی ہے' پھر ایک ڈول پانی (لانے) کا حکم دیا جسے پیشاب پر بہا دیا گیا۔''

زبردستی یا دھونس دھاندلی سے دین دوسرے پر مسلط نہیں کیا جا سکتا' سمجھانے کیلئے بندے کے ہاتھ میں سخت کوڑا ہی نہیں ہونا چاہئے' پھول برسانے والی زبان بھی ہونی چاہئے' جو تقریر یا وعظ زخموں پر مرہم لگانے کی بجائے زہر میں بجھے' تیر پیوست کرے وہ وعظ لڑائی جھگڑوں اور جنگ و جدال کا پیش خیمہ بن جاتی ہے۔ سمجھانے کیلئے کڑوے اور زہریلے الفاظ نمازیوں کو اکٹھا نہیں کرتے' بلکہ مسجدوں کو ویران کر دیتے ہیں۔ یہ شعلہ بیانی شیطانیت کے خلاف تو ہونی چاہئے' انسانیت کے خلاف نہیں۔

واعظِ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی
برق طبعی نہ رہی شعلہ مقالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا' تلقین غزالی نہ رہی
رہ گئی رسمِ اذاں روح بلالی نہ رہی

---

[1] صحیح سنن ابن ماجہ کتاب الطہارۃ باب الارض یصیبہا البول علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحبِ اوصاف حجازی نہ رہے

سمجھانے میں نبی ﷺ کا ایک اور واقعہ کس قدر حکمت کی تعلیم ہے جو امام مسلم نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔ ''حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ صحرائی زندگی گزارنے والے آدمی تھے' جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو انہیں پتہ نہیں تھا کہ نماز کے دوران بات چیت کرنا حرام ہے' فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک نمازی کو چھینک آ گئی میں نے دورانِ نماز ہی کہہ دیا ﴿یَرْحَمُكَ اللّٰهُ﴾' صحابہ کرام نے مجھے گھور کر دیکھا تو میں نے کہا تم لوگ اس طرح مجھے کیوں دیکھ رہے ہو؟ انہوں نے اپنی رانوں پر ہاتھ مار کر مجھے خاموش کرانا چاہا' میں نے دیکھا کہ وہ مجھے خاموش کرانا چاہتے ہیں' تو میں ضبط کر کے خاموش ہو رہا' پھر جب رسول اللہ ﷺ نے نماز مکمل کر لی' تو میرے ماں باپ آپ پر قربان' میں نے کوئی معلم نبی ﷺ سے بہتر تعلیم دینے والا نہیں دیکھا' اللہ کی قسم! آپ نے نہ مجھے جھڑکا' نہ مارا اور نہ برا بھلا کہا بس یہ فرمایا:

((اِنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ اِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ))[1]

''یہ نماز ہے' اس میں لوگوں سے کرنے والی باتیں کرنا درست نہیں' اس میں تو تسبیح و تکبیر اور تلاوت ہوتی ہے۔''

پچھلے واقعہ اور اس واقعہ میں ایک بات مشترک ہے' وہ یہ کہ دونوں جگہ جن کو سمجھایا گیا ہے' وہ سمجھانے والے کی تعریف کر رہے ہیں اور اس بات کا اظہار کر رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ شفقت کا برتاؤ کیا گیا۔ یہی ایک معلم' عالم' خطیب یا واعظ کا کمال ہے کہ لوگ اس کی محبت میں دل ہار دیں اور غلطی کو چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں اور یہی نبی ﷺ

---

[1] صحیح مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ باب تحریم الکلام فی الصلاۃ رقم الحدیث ۵۳۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تبلیغ کے اجزاء خاص تھے کہ لوگ کہنے پر مجبور ہو گئے

محبت کے یوں جس نے دریا بہائے — دل ان کا بھی چھینا جو سر لینے آئے
یہ بندہ نوازی کے جوہر دکھائے — کہ خود کھا کے جو اور جواہر لٹائے
خوشی ساری اوروں کے غم میں بھلا دی — دیا دکھ جس نے اسے بھی دعا دی

کیا آج کے واعظین کی ذات اس شخصیت سے بلند تر ہے' جس کے سامنے یمامہ کا بادشاہ ثمامہ بن اثال قیدی کی حالت میں کھڑا ہے' نبی رحمت ﷺ شفقت بھرے انداز میں پوچھتے ہیں' ثمامہ کیا رائے ہے؟ تو ثمامہ تکبر اور حقارت آمیز لہجے میں کہتا ہے ''اگر مجھے قتل کر دو گے تو کوئی پرواہ نہیں' میں نے آپ کے ساتھیوں کا خون بہایا ہے' اگر معاف کر دو گے تو میں ایک ایسا شخص ہوں جو قدر دانی کرنے والا ہے۔''

نبی ﷺ دوسرے دن تشریف لائے تو اس نے پھر وہی جواب دیا۔ تیسرے دن بھی وہی جواب دیا۔ لیکن اس پر سختی کرنے کی بجائے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اسے آزاد کر دو۔ ایک گستاخ کیلئے عجب حکم تھا' صحابہ حیران تھے لیکن تعمیل حکم کیلئے اس کے بند کھول دیئے گئے' ثمامہ کبر و نخوت سے چلتا ہوا مسجد نبوی سے باہر نکل گیا۔ مدینہ منورہ کی ایک جانب بقیع کے نزدیک ایک نخلستان تھا' وہاں ایک مقام پر پانی بھی جمع تھا اس نے اپنی اونٹنی کو وہاں بٹھایا اور سوچنے لگا کہ یہ کیسا واعظ ہے کہ میں سختی کرتا رہا' وہ نرمی کرتا رہا' میں زبان سے پتھر برساتا رہا' وہ انہیں سینے پہ روک کے پھول برساتا رہا' میرا انداز گستاخانہ تھا' اس کا رویہ مشفقانہ تھا چنانچہ ثمامہ آخر دل ہار گیا اور کھجوروں کے سائے میں جمع شدہ پانی سے غسل کیا اور پھر مسجد نبوی کی جانب چل دیا' نبی ﷺ نے دیکھا تو پوچھا ثمامہ تجھے تو آزاد کر دیا تھا۔[1]

کہنے لگا

مجھے اپنا بنا کے چھوڑ دیا — کئی اسیری ہے کیا رہائی ہے

---

[1] عظمت صحابہ کے درخشاں پہلو حصہ اول صفحہ ۶۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب کے سامنے کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا۔

پھر کہنے لگا اے محمد ﷺ! اللہ کی قسم

اسلام قبول کرنے سے پہلے روئے زمین پر مجھے آپ کے چہرے سے زیادہ کوئی چہرہ برا نہ لگتا تھا' لیکن آج میرے لئے کائنات کے تمام چہروں سے محبوب ترین چہرہ آپ ہی کا ہے۔

اللہ کی قسم! آج سے پہلے آپ کا پیش کردہ دین مجھے بہت برا معلوم ہوتا تھا اور اب میرے لئے تمام ادیان سے زیادہ محبوب دین آپ ہی کا ہے۔

اللہ کی قسم! آج سے پہلے آپ کا یہ شہر دنیا کے تمام شہروں سے زیادہ برا معلوم ہوتا تھا اور آج یہ مجھے تمام شہروں سے زیادہ محبوب دکھائی دیتا ہے۔

پھر اس کے بعد درد بھرے لہجہ میں اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے انتہائی افسوس ہے کہ میں نے آپ کے صحابہ کا بے دریغ خون بہایا کیا میرا یہ جرم دھل سکتا ہے؟

آپ نے فرمایا: ''اسلام پہلے والے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔''

ذرا سوچیے! آج کے اس دور میں دوسرے مسلک کا بندہ' جو ہے بھی مسلمان' تو کیا وہ ثمامہ سے بڑھ کے دشمنی اور گستاخی کر سکتا ہے؟ یقیناً آپ کا جواب نفی میں ہو گا' تو پھر کیسی تعجب کی بات ہے کہ میں جس نبی کی مسند کا وارث ہوں' وہ نبی تو کافر سے بھائی جیسا سلوک کرے اور اس کے سینے میں ایمان کی شمع روشن کر دے اور میں مسلمان سے کافر جیسا سلوک کروں اور وہ منبر جس سے نبی کائنات اتفاق و اتحاد کا درس شہد بھری زبان سے دیتے رہے اور میں اسی منبر سے نفرتوں سے بھرے کڑوے پیالے بانٹتا رہوں' میری زبان سمجھانے میں وہ لب و لہجہ اختیار کرے کہ لوگ یوں پکار اٹھیں۔

صدائے منبر و محراب خدا کی پناہ
اس سے نغمہ چنگ و رباب بہتر ہے[1]

---

1 شورش کاشمیری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا یہ دین کی خدمت ہے؟ اگر یہی دین کی تبلیغ اور دین کی خدمت ہے تو پھر انتشار اور بدامنی کس چیز کا نام ہے؟

جہالت یعنی تحقیق نہ ہونا

اگر یہ کہہ دیا جائے کہ مذہبی جھگڑے جہالت کی پیداوار ہیں تو بے جا نہ ہوگا' اس لئے کہ جہالت ہی تنگ نظری کو جنم دیتی ہے اور جہالت کی وجہ سے ہی دین کھیل و تماشہ بنتا ہے۔ جب ہر کس و ناکس بلا تحقیق دینی مسائل کے حل پیش کرنے اور عوام کی راہنمائی کا فریضہ اپنے کندھوں پر اٹھانے کیلئے تیار ہو جائے تو پھر دین واقعتاً ہی بازیچہ اطفال بن جاتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ تو یہ ہے کہ دینی مبلغین کا کوئی میرٹ نہیں ہے۔ کسی دفتر میں ایک معمولی کلرک کو بھرتی کرنے کیلئے اس کی تمام اسناد چیک کرتے ہیں' اس کی ٹائپنگ رفتار دیکھتے ہیں' پھر اس کا انٹرویو لیتے ہیں اور اس نے کام کیا کرنا ہے۔ صرف چند روپوں کی حفاظت اور جبکہ جس نے اس دین کی حفاظت کرنی ہے' جو ہماری جانوں اور مالوں بلکہ سب کچھ سے زیادہ قیمتی ہے' اس شخص کا کوئی میرٹ نہیں' کس مدرسہ سے فارغ ہے کوئی پڑتال نہیں' اس کی علمی کیفیت کیا ہے' کوئی پرواہ نہیں۔ کیا اس کا کسی بڑے شیخ نے انٹرویو لیا؟ کوئی ضرورت نہیں۔ تو پھر اسے اسلام اور امتِ مسلمہ کی راہنمائی کیلئے منتخب کرنے والے کون ہیں؟ اور کس طریقہ سے اس کا انتخاب ہوا ہے؟

انتخاب کا طریقہ

مسجد کے چند وہ بڑے بوڑھے اس کی سلیکشن کیلئے اور انٹرویو کیلئے بیٹھ گئے' جن کی اپنی نماز بھی درست نہیں حتیٰ کہ بعض وہ جنہیں شاید قضائے حاجت کا اسلامی طریقہ بھی نہ آتا ہو' اب مولوی صاحب کو درس دینے یا تقریر کا کہا اور پاس کر دیا۔ اگر ان سے پوچھا جائے کہ آپ نے اسے اسلام کی ضرورت کیلئے موزوں کیوں سمجھا تو جواب ہے اس کے شعر پڑھنے اور ترنم سے بات کرنے کا انداز بڑا اچھا ہے اور اسے فنڈ اکٹھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے میں مہارت تامہ حاصل ہے۔ افسوس

لٹ گئی دولت ایماں' یہ احساس نہیں
کچھ بھی فرمانِ محمد ﷺ کا ہمیں پاس نہیں
ہم وہ پہلی سی روش اور ادا بھول گئے
کیا ہیں محبت میں آدابِ وفا؟ بھول گئے

کیا ہمیں اسلام کی اشاعت کیلئے کوئی مانگت یا گانے والا چاہئے؟ نہیں بلکہ اس وقت تو اسلام کو سکالرز کی ضرورت ہے۔ مذہبی جھگڑوں اور فرقہ بندیوں کا الزام صرف مولویوں پر نہ تھوپئے اس میں عوام بھی برابر کے شریک جرم ہیں' انہیں دینی مدرسہ میں اسلامی مبلغ بنانے کیلئے اپنے بیٹوں میں سے بھی وہ نظر آتا ہے جو سب سے کمزور اور نالائق ہے' جو ذہنی یا جسمانی طور پر کمزور ہے اور خود کو اچھی طرح سنبھال بھی نہیں سکتا۔ اور سب سے ذہین بیٹا مغربی تعلیم کیلئے خاص ہے اور جو سب سے نالائق اور جسمانی و ذہنی طور پر معذور ہے تو اس دینی راہنمائی کیلئے خاص کیا ہے۔ کیا ایسے افراد جدید ذہن کے شبہات کو دور کریں گے؟ کیا ایسے افراد یہودیت' عیسائیت اور لادینیت کا مقابلہ کریں گے جو خود کو بھی سنبھال نہیں سکتے۔

میں اگر سوختہ ساماں ہوں تو یہ روز سیاہ
خود دکھایا ہے میرے گھر کے چراغاں نے مجھے

ہم سب نے مل جل کر جہالت کو پیدا کیا ہے اور جب جہالت عوام کی راہنمائی پر اتر آئے تو پھر وہی ہوتا ہے جو اقبال نے کہا تھا۔

زمن بر صوفی و ملا سلامے
کہ پیغامِ خدا گفتند مارا
ولے تاویل شانِ در حیرت انداخت
خدا جبریل و مصطفےٰ را

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''صوفی و ملا کو میرا سلام کہیے کہ وہ اللہ کے پیغام کو آگے پہنچا رہے ہیں' لیکن وہ (آیات و احکام) کی جیسی تفسیر کر رہے ہیں اس سے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ' جبریل امین اور محمد مصطفےٰ ﷺ کو بھی حیرت میں ڈال رکھا ہے۔''

آیئے دیکھیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی کے انتخاب میں اس کی دینی صلاحیت و دینی تربیت کہاں تک دیکھتے ہیں۔ سنن نسائی میں: ''حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے ساتھ قبیلہ اشعر کے دو آدمی تھے' ان میں سے ایک میرے دائیں جانب تھا اور دوسرا بائیں جانب اور رسول اللہ ﷺ مسواک کر رہے تھے' ان دونوں نے آپ سے کسی نوکری کا سوال کیا' میں نے کہا اے اللہ کے رسول! قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ان دونوں نے مجھے اپنے دل کی اس بات سے آگاہ نہ کیا اور نہ ہی مجھے اس بات کا پتہ چل سکا کہ یہ دونوں ملازمت طلب کریں گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا بلا شبہ ہم نوکری کیلئے کسی ایسے آدمی کا انتخاب نہیں کرتے جو خود اس عہدہ یا ملازمت کی خواہش کا اظہار کرے۔ ہاں ابوموسیٰ! تم جاؤ اور آپ نے ابوموسیٰ کو یمن کا امیر بنا کر بھیجا اور پھر معاذ بن جبل کو ان کے پیچھے بھیج دیا۔''[1]

رسول اللہ ﷺ نے ابوموسیٰ کو صرف امیر ہی نہیں بنا کر بھیجا' بلکہ آپ کا ہر صحابی اسلام کا سفیر بھی تھا۔ آپ نے دیکھا کہ مجلس نبوی میں رہ کر بھی جس کی تربیت ابھی ناقص ہے' تو اس کو بھی اسلام کا سفیر نہیں بنایا کیونکہ ابھی اس کی مزید تربیت کی ضرورت ہے۔ اور یہ بات تو واضح ہے کہ عہدہ مانگنے والے کے دل میں ایک حرص اور لالچ پائی جاتی ہے جو دنیا کی محبت کا پتہ دیتی ہے اور جس کے دل میں عہدہ کی خواہش نہ ہو وہ اصولوں کو پس پشت نہیں ڈالتا کہ عہدہ کا بچاؤ کیا جا سکے۔

---

[1] صحیح سنن نسائی از البانی رحمہ اللہ کتاب الطاهره باب هل يستاك الامام بحضرة رعيته

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے نظریہ کی بنیاد بعد میں احادیث کی تلاش

مذہبی جھگڑوں کی ایک وجہ یہ بھی بنتی ہے کہ کسی جماعت کے افراد اپنا ایک مقصد نظریہ یا منشور ترتیب دے لیتے ہیں کہ اس کے مطابق کام کرنا ہے' لیکن وہ مقصد یا منشور تو اس وقت کے حالات کو دیکھ کر ترتیب دیا گیا تھا' پھر کچھ عرصہ بعد وہ حالات ختم ہو جاتے ہیں جس کیلئے وہ منشور موزوں تھا یا ایک عرصہ تک کام کرنے کے بعد انہیں پتہ چلتا ہے کہ ہماری لائن صحیح سمت نہ تھی' لیکن وہ اپنے نظریہ کو غلط قرار نہیں دیتے اس لئے کہ ؎

آئین نو سے ڈرنا طرز کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

اب اگر وہ یہ کہیں کہ ہمارے منشور میں خرابیاں رہ گئی تھیں' تو اسے دوبارہ متعین کرنے میں کوئی ایسی حرج والی بات نہیں' اس لئے کہ انسان آخر انسان ہے اس کا کوئی نظریہ سو فیصد کامل نہیں کہا جا سکتا' لیکن اپنے اس خیال سے رجوع کرنا وہ اپنی قد آور شخصیت کے منافی سمجھتے ہیں اور وہ اس غیر ضروری نظریہ کو ضروری بنانے کیلئے قرآن و حدیث سے اس کے مطابق دلائل ڈھونڈتے ہیں۔ گویا نظریہ کو قرآن وسنت کے مطابق نہیں بناتے بلکہ قرآن و حدیث کو نظریہ کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں' یہی وہ لوگ ہیں جن کا علم لوگوں کو تفرقوں میں بانٹ دیتا ہے۔

قرآن حکیم نے سابقہ امتوں میں اس تفرقہ بازی کی یوں نشاندہی کی ہے:

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴿﴾

(سورۃ البینۃ: ۴)

''اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی' ان میں تفرقہ بعد میں پیدا ہوا جبکہ پہلے ان کے پاس واضح احکام آ چکے تھے۔''

مولانا عبدالرحمن کیلانی رحمہ اللہ تفسیر القرآن میں اس کی شرح کرتے ہوئے یوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھتے ہیں:

انبیاء کے بعد اُن کی امت جو فرقوں میں بٹنا شروع ہو جاتی ہے' تو اس کی وجہ یہ نہیں ہوتی کہ ان کے پاس روشن دلائل موجود نہیں ہوتے یا ان پر حق بات مبہم رہ جاتی ہے' بلکہ وہ اپنی اپنی اغراض' مفادات اور جاہ طلبی کی ہوس میں فرقہ در فرقہ بٹتے چلے جاتے ہیں۔

آج بہت سے فرقے اس وجہ سے بھی پیدا ہوئے ہیں کہ ان کے بانیان نے اپنے علم کا غلط استعمال کیا۔ بعض دفعہ یوں بھی ہوتا ہے کہ ایک صاحب علم کو اس کی شخصیت کے مطابق مقام نہ دیا جائے تو وہ ایک الگ پلیٹ فارم سے اپنے نظریات کی خشت سازی کرتا ہے' اس کی علمی شخصیت کا سحر اور اندازِ تبلیغ پہلے پہل چند لوگوں کو' پھر ایک وسیع حلقہ کو زیر اثر لیتا ہوا ایک فرقہ کا روپ دھار لیتا ہے تو یہ وہ فرقہ سازی ہے کہ جس میں جہالت نہیں بلکہ علم کردار ادا کرتا ہے اور یہ ایسا علم ہے جو نفع بخش نہیں ہے اور اس سے پناہ مانگی گئی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میاں بیوی کے جھگڑے

ان جھگڑوں کی نوعیت اور اسباب کو سمجھنے سے پہلے یہ جان لینا چاہئے کہ میاں بیوی ایک ایسی کشتی کے دو سوار ہوتے ہیں کہ جو کشتی نفرت کے سمندر میں چلتی ہے۔ یعنی اس کشتی کے اندر محبت کے پھول بکھرے ہوتے ہیں اور جس پانی کے اوپر اس نے سفر کرنا ہے وہ نفرت کا پانی ہے۔ اگر کشتی کی کسی مضبوط دیوار میں کوئی شگاف ہو جائے تو پانی اندر آ جاتا ہے اور یوں جھگڑوں کی آبیاری کے ساتھ کشتی بھی ڈوب جاتی ہے اور اس کشتی میں شگاف' بیرونی فتنے' بدگمانیاں اور ایک دوسرے کے حقوق سے انحراف اور بدعملیاں ڈالتی ہیں۔ اور پھر مرد اور عورت کی جسمانی تخلیق میں بھی فرق ہے جس سے دونوں کی عادات بھی مختلف ہوگئی ہیں۔ اس تخلیقی اختلاف کا ذکر نبی ﷺ نے ان الفاظ میں کیا ہے:

((اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهُ كَسَرْتَهُ فَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ))[1]

''عورتوں سے بہتر سلوک کرو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی کا سب سے ٹیڑھا حصہ اسکے اوپر کا حصہ ہے' اگر تو اسے سیدھا کرنے لگے تو اسے توڑ دے گا اور اگر چھوڑ دے تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی لہذا عورتوں سے اچھا سلوک کرو۔''

ایک اور روایت میں ہے:

---

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح باب الوصاۃ بالنساء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اِنَّ الْمَرْأَۃَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ لَنْ تَسْتَقِیْمَ لَكَ عَلٰی طَرِیْقَۃٍ فَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَبِهَا عِوَجٌ وَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِیْمُهَا كَسَرْتَهَا وَكَسْرُهَا طَلَاقُهَا))

''عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور کسی طرح تمہارے لئے سیدھی نہ ہوگی' اگر تو اس سے اسی حال میں فائدہ اٹھا لے تو فائدہ اٹھا سکتا ہے جبکہ اس میں ٹیڑھا پن بھی ہو' اگر تو اسے سیدھا کرنے لگے تو اسے توڑ دے گا اور اس کا توڑنا اس کی طلاق ہے۔''

عورت اور مرد میں یہ تخلیقی فرق دونوں کی عادات کے مختلف ہونے کا سبب بھی بنا ہے اس لئے مرد کی حرکتیں اگر مردوں جیسی ہی ہوں تو اچھی لگتی ہیں اور عورت کی حرکتیں عورتوں جیسی ہی ہوں تو اچھی اور خوبصورت لگتی ہیں۔ مرد اگر عورتوں جیسی عادات اپنا لے تو یہ اس کی مردانہ شان کے خلاف ہوگا اور عورت مردوں جیسی عادات اور رنگ ڈھنگ اختیار کر لے تو یہ اس کے نسوانی حسن کے منافی ہوگا۔

قابل توجہ بات

پچھلی دونوں روایات میں بیان ہوا ہے کہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے بعض اس کا مفہوم یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہونا عورت کا عیب ہے حالانکہ یہ بات نہیں' کہیں بھی اس ٹیڑھی پسلی کو عیب قرار نہیں دیا گیا' بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ اسی حالت میں اچھی لگتی ہے' اس لئے تم اسے اسی حال میں رکھتے ہوئے اس سے کوئی فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو اٹھا لو اور سیدھا کرنے کی کوشش میں نہ پڑنا کیونکہ تم انسانی تخلیق کو بدل تو نہیں سکو گے' ہاں البتہ یہ ممکن ہے کہ تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش میں توڑ بیٹھو اور اس کے ساتھ چاہتوں کا رشتہ بھی ٹوٹ جائے۔ یہ ٹیڑھی پسلی نازک آبگینے کی مانند ہے' یہ جس قدر نازک ہے' اسی قدر تمہیں بھی احتیاط اور حکمت کے ساتھ کام لینا ہوگا۔ اگر حکمت اعتدال پسندی اور اصول پرستی کا دامن چھوڑ دو گے تو اس نازک پسلی پر شکنیں کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ساتھ پیار و محبت کے تعلقات میں بھی دراڑیں پڑ جائیں گی۔

میاں بیوی میں جھگڑوں کے اسباب

اب آیئے ان اسباب کی طرف جو شوہر بیوی میں جھگڑوں کی وجہ بنتے ہیں' ان اسباب کو ہم پانچ حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں' جو درج ذیل ہیں۔

- ایک دوسرے کے حقوق پورے نہ کرنا۔
- ایک دوسرے کو اس کا مقام نہ دینا۔
- باہر سے اکسانے والے۔
- اخلاقی امراض۔
- نکاح سے پہلے تحقیق نہ کرنا۔

یہ پانچ اسباب ہی عموماً وجہ نزاع بنتے ہیں اور دیگر چھوٹی چھوٹی وجوہات انہی کے گرد گھومتی ہیں۔

ایک دوسرے کے حقوق پورے نہ کرنا

نکاح کے وقت جب ایک جوڑا رشتہ ازدواج میں منسلک ہوتا ہے' تو ان کا مقصد صرف یہی نہیں ہوتا کہ اب انہوں نے زندگی بھر ایک دوسرے کے ساتھ ملازموں کی طرح مل جل کر کام کرنا ہے اور زندگی کی گاڑی کو جیسے تیسے بن پڑے گھسیٹتے ہوئے دن پورے کرنے ہیں' بلکہ مرد اور عورت کا آپس میں ایک جسمانی رشتہ بھی ہوتا ہے۔ نکاح ایمانی تکمیل کا نام ہے۔ اسی لئے ایک موقع پر نبی ﷺ نے فرمایا تھا:

((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ)) [1]

''اے جوانو! جو کوئی تم میں سے جماع کی قدرت رکھتا ہو' تو نکاح کر لے' اس لئے کہ نکاح نظر کو خوب نیچا کرنے والا اور شرمگاہ کی خوب حفاظت کرنے

---

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح باب قول النبی ﷺ من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والا ہے۔"

ظاہری بات ہے کہ یہ مقاصد تب ہی حاصل ہو سکتے ہیں جب میاں بیوی ایک دوسرے کے جسمانی حقوق ادا کرتے رہیں' ایک دوسرے کے جذبات کی تسکین ہوتی رہے' اگر ان حقوق کی ادائیگی میں کسی فریق کی حق تلفی ہو تو یقین کر لیں مرد کا بیوی کو سر سے لے کر پاؤں تک سونے سے بھر دینا اور سسرالیوں کا اپنے داماد کو تاج پہنا دینا بھی انہیں خوش نہیں کر سکے گا اور نہ ہی ان کی نظر میں شرم و حیاء پیدا کر سکے گا۔ نبی ﷺ نے خود ایسے خشک تعلقات کو ناپسند فرمایا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک بیوہ عورت سے شادی کر لی تو نبی ﷺ نے فرمایا

((هَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ))[1]

"تو نے کنواری سے نکاح کیوں نہ کیا کہ تو اس سے کھیلتا اور وہ تجھ سے کھیلتی۔"

ہر عقلمند کیلئے صاف ظاہر ہے کہ نبی ﷺ اپنے اس فرمان میں کیا کہنا چاہتے ہیں۔ یاد رکھیے! ان حقوق میں کوتاہی میاں بیوی کو آپس میں متنفر کر دیتی ہے' ان کی ایک دوسرے سے دلچسپیاں ختم ہونے لگتی ہیں' ان حقوق میں کوتاہی اگر مرد کی طرف سے ہو تو عورت کے دل میں بدگمانیوں کے ساتھ ساتھ مرد سے نفرت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ نبی ﷺ نے ایسی مشینی زندگی کو ناپسند کیا ہے کہ مرد سارا دن کمانے میں لگا رہے' رات کو آئے تو اپنی شریک حیات سے پیار و محبت کی باتیں کرنے کی بجائے کھانا کھائے اور بستر پر گر جائے اور ساری رات سوتا رہے یا وہ سارا دن روزہ رکھے اور ساری رات قیام کرتا رہے۔ سردار دو جہاں ﷺ نے ایسی عبادت کو بھی ناپسند کیا ہے جس میں عورت کے حقوق کی بجا آوری نہ ہونے پائے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

---

[1] بخاری کتاب النکاح باب الثیبات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((يَا عَبْدَاللّٰهِ أَلَمْ أُخْبِرْ أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا))[1]

''اے عبداللہ! کیا مجھے یہ خبر نہیں ملی کہ تو ہر روز دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو عبادت میں کھڑا رہتا ہے' کیا یہ صحیح ہے؟ میں نے کہا جی ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ (یہ بات واقعتاً ایسے ہی ہے) آپ نے فرمایا ایسا مت کر' روزہ رکھ اور افطار بھی کر اور رات کو عبادت کر اور نیند بھی کر' کیونکہ تیرے بدن کا تجھ پر حق ہے' تیری آنکھوں کا تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے۔''

مرد اگر سارا دن باہر کام کرتا ہے تو یہ اس کا کسی پر کوئی احسان نہیں' بلکہ یہ تو اس کا فرض ہے' اس لئے کہ وہ اولاد اور بیوی بچوں کا کفیل ہے اور شام کو گھر لوٹے تو بیوی کا بھی اس پر حق ہے اگر وہ اس حق کو ادا نہ کرے تو بھی مجرم ہے اور اگر پہلے حق کو ادا نہ کرے تب بھی مجرم ہے۔ روٹی' کپڑا اور مکان کا نعرہ سیاسی اور سماجی بنیادوں پر عوامی بہبود کیلئے تو لگایا جا سکتا ہے لیکن بیوی اور گھر والوں کیلئے محض یہی نعرہ کافی نہیں بلکہ دیگر حقوق بھی ادا کرنا ہوں گے۔

اسی طرح مرد کے بھی بیوی پر کچھ حقوق ہیں' اگر بیوی انہیں پورا نہ کرے تو مرد کے دل میں نفرتوں کا الاؤ دہکنے لگتا ہے۔ فی الحال ہم جسمانی حقوق کے حوالہ سے گفتگو کر رہے ہیں جن میں سے چند ایک کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

شوہر کے بستر سے دور رہنا

بیوی اگر شوہر کے بستر سے الگ رہے اور اس کے حقوق کی ادائیگی میں سستی کرے' اسے سختی سے روک دے یا اس سے جھگڑ پڑے تو اس سے دو ہی صورتیں پیدا ہو

[1] بخاری کتاب النکاح باب لزوجك عليك حق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکتی ہیں یا تو دونوں میں لڑائی ہو جائے گی یا پھر مرد خون کے گھونٹ پی کر رہ جائے گا۔ وہ رات اس طرح کے ذہنی تناؤ میں گزارے گا کہ ساری رات اس زندگی سے فرار کا سوچے گا یا پھر اپنی بیوی پر لعنت بھیجتے ہوئے دوسری شادی کا سوچے گا' اس بات کو اسلام نے عورت کی زیادتی اور ظلم قرار دے کر اس انداز میں ڈانٹا ہے:

((اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ اَنْ تَجِیْءَ لَعَنَتْهَا الْمَلَآئِكَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ))[1]

"جب کوئی مرد اپنی بیوی کو بستر پر بلائے اور وہ انکار کر دے تو صبح تک فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔"

ایک دوسری روایت میں الفاظ یوں ہیں:

((قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَذَا بَاتَتِ الْمَرْاَةُ مُهَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَآئِكَةُ حَتّٰی تَرْجِعَ))[2]

"نبی ﷺ نے فرمایا جب عورت رات کو اپنے خاوند کا بستر چھوڑ کر الگ سو رہے تو فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنے خاوند کے بستر پر نہ آ جائے۔"

اتنی سخت وعید اس لئے ہے کہ مرد کیلئے عورت کی یہ حرکت انتہائی ذہنی اذیت کا باعث ہے۔ خود ہی سوچئے جب اس کے جذبات کی تسکین نہ ہو گی تو وہ دوسری شادی کا سوچے گا' کیا اس سے جھگڑا جنم نہیں لے گا' حالانکہ عورت کے اس رویہ کے بعد مرد اس سوچ میں حق بجانب ہے۔ دوسرا یہ بھی ہے کہ جب اس کی اپنے گھر سے تشنگی نہ بجھ سکے تو باہر بھی اس کی نظر میں شرم و حیا نہ رہے گی اور یہ بات بھی بیوی کے لیے بڑی تکلیف کا باعث ہو گی۔

---

[1] بخاری کتاب النکاح باب اذا باتت المراۃ مهاجرۃ فراش زوجها

[2] صحیح بخاری کتاب و باب مذکورہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شوہر کا حق ادا نہ کرنے والی عورت رب کا حق بھی ادا نہیں کر سکتی

ایسی نافرمان عورت جو اپنے شوہر کے بستر سے دور رہتی ہے عقل و ہوش سے نبی ﷺ کے اس فرمان کو پڑھے:

((لَوْ كُنْتُ آمِرًا اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِغَيْرِ اللّٰهِ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَا تُؤَدِّی الْمَرْأَةُ حَقَّ رَبِّهَا حَتّٰى تُؤَدِّیَ حَقَّ زَوْجِهَا وَلَوْ سَأَلَهَا نَفْسَهَا وَهِیَ عَلٰى قَتَبٍ لَمْ تَمْنَعْهُ)) [1]

''نبی ﷺ نے فرمایا اگر اللہ کے علاوہ کسی اور کو میں سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے اور مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے' کوئی عورت اس وقت تک اپنے رب کا حق بھی ادا نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرے' اگر وہ اس سے اس کے نفس کا سوال کرے تو بھی قبول کرے خواہ کجاوے کی پشت پر ہی ہو۔''

اس حدیث سے یہاں تک بات سمجھ میں آتی ہے کہ عورت اگر اپنے رب کی رضا مندی چاہتی ہے تو اسے شوہر کی خدمت میں ملے گی' اس لئے کہ وہی اس کی جنت اور دوزخ ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ)) [2]

''جو عورت فوت ہوئی اس حال میں کہ اس کا شوہر اس سے راضی تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔''

اور نبی ﷺ نے اچھی عورت کی صفت ان الفاظ میں بیان فرمائی:

---

[1] صحیح ابن کتاب النکاح باب حق الزوج علی المراۃ

[2] صحیح ترمذی کتاب الرضاع باب ما جاء فی حق الزوج علی المراۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قِيلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَیُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ قَالَ الَّتِی تَسُرُّهُ اِذَا نَظَرَ وَتُطِيعُهُ اِذَا اَمَرَ وَلَا تُخَالِفُهُ فِی نَفْسِهَا وَمَا لِهَا بِمَا يَكْرَهُ))[1]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا عورتوں میں سے کون سی عورت بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا وہ عورت جس کی طرف شوہر دیکھے تو وہ اسے خوش کر دے، وہ حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور اپنے نفس اور مال میں اس کی چاہت کے خلاف کام نہ کرے۔''

اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جب مرد اس کی طرف دیکھے تو اس کی عورت اسے خوش کر دے۔ اس سے اس بات کی طرف بھی راہنمائی ملتی ہے کہ عورت اپنے شوہر کیلئے میک اپ کرے اس کا بننا سنورنا شوہر کو خوش کرنے کیلئے ہو۔

خاوند کیلئے زیب وزینت نہ کرنا

عورت کی یہ بات شوہر کو اس سے بدظن کر دیتی ہے کہ وہ اپنے شوہر کیلئے کبھی زیب وزینت ہی نہ کرے لیکن جب کسی شادی یا تقریب کیلئے جانا ہو تو بن سنور کر جائے، اچھا لباس پہنے اور شوہر کیلئے کئی دن سے گندا لباس جس میں کھانے والی چیزوں کی بدبو بسی ہوئی ہو اور بکھرے بالوں سے استقبال کرے، اس سے سیدھا سا مفہوم یہ نکلتا ہے کہ عورت کا بناؤ سنگھار پھر شوہر کیلئے نہ ہوا بلکہ باہر کے لوگوں کیلئے ہے تا کہ وہ اس کی طرف متوجہ ہوں۔ ایسی عورتیں نبی ﷺ کا یہ فرمان پڑھ لیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا جہنمیوں میں سے ایک قسم ان عورتوں کی بھی ہے۔ جن میں ذیل والی صفات ہوں:

((نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا

[1] صحیح مسلم کتاب اللباس والزینۃ باب النساء الکاسیات المائلات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِنَّ رِیحَھَا لَیُوجَدُ مِنْ مَسِیرَۃِ کَذَا وَکَذَا))

"وہ عورتیں جو لباس پہننے والی ہیں' لیکن ننگی ہیں لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی اور خود ان کی طرف مائل ہونے والی ہیں ان کے سر بختی اونٹ کی جھکی ہوئی کوہانوں کے مانند ہوں گے ایسی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی بلکہ اس کی خوشبو بھی نہیں پائیں گی' حالانکہ اس کی خوشبو تو اتنے اتنے فاصلے سے آجائے گی۔

نبی ﷺ نے عورتوں کو اس بات کی ترغیب دی ہے کہ وہ اپنے شوہروں کیلئے زیب و زینت کریں اور اپنے لباس کو صاف ستھرا رکھیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر سے واپس آئے اور ہم نے اپنے اپنے گھروں میں جانا چاہا تو نبی ﷺ نے ہمیں یہ کہتے ہوئے روک دیا:

((اَمْهِلُوْا حَتّٰی تَدْخُلُوْا لَیْلًا اَیْ عِشَآءً لِکَیْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِیْبَةُ))[1]

"ٹھہر جاؤ' اب رات کو عشاء کے وقت گھر پہنچنے سے جس عورت کے سر کے بال بکھرے ہوں گے' وہ کنگھی کر لے گی اور جس عورت کا خاوند غائب تھا وہ اُسترا کر لے گی۔"

یہ حدیث واضح ہے' اس بارے میں کہ نبی ﷺ عورتوں کو اپنے شوہروں کیلئے میک اپ کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس لئے کچھ دیر کیلئے روک دیا کہ کہیں وہ اپنی عورتوں کو گندے لباس اور بکھرے بالوں میں دیکھ کر نفرت نہ کرنے لگیں۔ یہی کیفیت آج بھی پیدا ہو سکتی ہے' بلکہ ہوتی ہے اور جب ایک دوسرے کے خلاف دل میں نفرت جگہ لے تو جھگڑوں کیلئے راستہ ہموار ہو جاتا ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح باب تستحد المغیبة وتمتشط

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شوہر کیلئے ہمدردی اور غم خواری کے جذبات نہ ہونا

اگر مرد کو اپنی بیوی سے ہمدردی نہ ہو یا بیوی کو شوہر سے ہمدردی نہ ہو تو یہ چیز بھی دونوں میں تناؤ اور نفرت کو پیدا کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شوہر کو اپنی بیوی سے ہمدردی کا سلوک کرنے کا حکم ان الفاظ میں دیا ہے:

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾ (نساء: ۱۹)

''اُن کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو' اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناگوار گزرے مگر اللہ نے اس میں بہت بھلائی رکھی ہو۔''

یعنی اگر تمہاری بیوی خوبصورت یا تعلیم یافتہ نہیں ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ کفایت شعار ہو اور خانہ داری سے خوب واقف ہو' تنگی ترشی میں خاوند کو ناجائز تنگ نہ کرتی ہو' اس لئے تمہیں اس کی کچھ بری باتوں کو اچھی باتیں سامنے رکھتے ہوئے نظر انداز کر دینا چاہئے۔ گھریلو معاملات کمپرومائز کے بغیر نہیں چل سکتے اور کمپرومائز یہی ہے کہ ایک دوسرے کی خامیوں کی اصلاح کریں اور اچھائیوں پر نظر رکھیں۔

نبی ﷺ نے اپنے ایک فرمان میں اسی جانب یوں راہنمائی فرمائی ہے:

((لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ))[1]

''کوئی مومن مرد اپنی مومنہ بیوی سے بغض نہ رکھے' کیونکہ اگر اسے اس کی کوئی عادت ناپسند ہے تو کوئی دوسری عادت پسند بھی ہو گی۔''

بیوی مرد کی مشیر اور اس کے رحم و کرم پر ہے' اگر وہ ظلم و زیادتی سے کام لے گا تو عورت کا دل اس سے اٹھ جائے گا اور دوسری طرف بیوی کے دل میں بھی اپنے شوہر کی محبت اور اس سے ہمدردی ہونی چاہئے۔ مرد اگر تھکا ماندہ یا کسی پریشانی کا ستایا ہوا اپنی

[1] مسلم کتاب الرضاع باب الوصیۃ بالنساء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیوی کے پاس آئے اور اسے اس بات کا احساس ہو کہ میری بیوی کے دل میں میری محبت اور ہمدردی نہیں ہے تو یقینی بات ہے کہ پھر اس کی پریشانی میں اضافہ ہوگا اور ایسی سوچ بعض دفعہ چڑچڑے پن کو پیدا کر دیتی ہے۔

ایسی عورتیں جو اپنے شوہروں کو تکلیف دیتی ہیں وہ نبی ﷺ کے اس فرمان کو پڑھیں اور ہوش کے ناخن لیں:

((لَا تُؤْذِي اِمْرَاَةٌ زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا اِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ لَا تُؤْذِيْهِ قَاتَلَكِ اللّٰهُ فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيْلٌ يُوْشِكُ اَنْ يُفَارِقَكِ اِلَيْنَا))[1]

''جب کوئی بیوی اپنے شوہر کو دنیا میں تکلیف دیتی ہے تو جنت کی خوبصورت حور جو (جنت میں) اس کی بیوی بننے والی ہے وہ کہتی ہے کہ اللہ تجھے ہلاک کرے اسے تکلیف نہ دے وہ تو تیرے پاس مہمان ہے عنقریب وہ تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس آ جائے گا۔''

نیک بیوی شوہر کی پسند و ناپسند کو سمجھ کر اس کے مطابق عمل کرتی ہے۔ یاد رکھیں کہ بیوی کو عزت اس کے ماں باپ کے گھر میں بھی نہیں مل سکتی اس لئے کہ وہ ان پر بوجھ ہوتی ہے' بھائی اور بھابھیاں اسے بوجھ سمجھتی ہیں' لیکن شوہر کے گھر میں وہ گھر کی مالکہ اور انتظامی امور کو خود چلانے والی ہوتی ہے اور بیٹیاں بھی ان کی بستی ہیں جو اپنے جگر کے ٹکڑوں کو گھر سے رخصت کرتے وقت یوں نصیحت کرتے ہیں کہ بیٹا تیرا شوہر تیرے سر پر شجر سایہ دار ہے' اس کی خدمت کرنا تمہارا فرض ہے' اب تمہارا گھر بابل والا گھر نہیں بلکہ تمہارے شوہر کا گھر تمہارا حقیقی گھر ہے۔

ایک نیک بیوی کا کردار

ام سلیم رضی اللہ عنہا حضرت انس کی والدہ تھیں جو اپنے پہلے خاوند یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ

[1] جامع ترمذی کتاب الرضاع باب ما جاء فی کراھیۃ الدخول علی المغیبات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے والد کی وفات کے بعد بیوہ ہوگئیں تھیں' حضرت انس رضی اللہ عنہ کی پرورش کے خیال سے انہوں نے کچھ دنوں تک نکاح نہیں کیا تھا' اس کے بعد حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا جن سے ایک صاحبزادہ ابوعمیر پیدا ہوا' اتفاق سے ابوعمیر کا انتقال ہوگیا' تو ام سلیم نے اسے نہلایا' دھلایا' کفن پہنایا اور ایک چارپائی پر لٹا دیا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا روزہ تھا' ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کیلئے کھانا وغیرہ تیار کیا اور خود اپنے آپ کو بھی آراستہ کیا اور خوشبو وغیرہ لگائی۔ رات کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو پوچھا میرے بچے کا کیا حال ہے؟ بچے کی ماں ام سلیم نے کہا بچہ پہلے سے زیادہ سکون میں ہے' پھر نیک بیوی نے اپنے خاوند کی خدمت میں کھانا پیش کیا' تو انہوں نے کھا لیا اور رات کے وقت انہوں نے حقوق زوجیت بھی ادا کئے جب فارغ ہوئے تو نیک بیوی نے اپنے شوہر سے ایک سوال کیا ''اگر کسی نے کسی سے کوئی چیز ادھار مانگی ہو تو پھر جب تک اللہ نے چاہا اس کے پاس رہی اور جب چیز کے مالک نے اپنی چیز کی واپسی کا مطالبہ کیا تو کیا اس کو یہ حق ہے کہ وہ اسے دینے سے انکار کر دے اور پھر جب اصلی مالک نے اپنی چیز اپنے قبضہ میں کر لی تو کیا واپس کرنے والے کیلئے یہ مناسب ہے کہ وہ اس پر جزع فزع کرے۔ ابوطلحہ نے جواب دیا کہ نہیں مانگی ہوئی چیز کو فوراً واپس کرنا ضروری ہے' یہ سن کر ام سلیم نے کہا تمہارا بیٹا اللہ کی امانت تھا۔ وہ اللہ نے واپس لے لیا' ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ کدھر ہے؟ ام سلیم نے جواب دیا وہ اس کوٹھڑی میں ہے' ابوطلحہ نے اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور جب صبح ہوئی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اپنی بیوی کا قصہ بیان کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی اور فرمایا کہ شاید اللہ تعالیٰ اس رات میں برکت عطا فرما دیں۔ ایک انصاری کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت دیکھی کہ اس رات کے حمل سے عبداللہ بن ابی طلحہ پیدا ہوئے' جن کے آگے نو بچے ہوئے اور وہ سب کے سب قرآن کے قاری اور حافظ تھے۔''[1]

---

[1] صحیح بخاری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ واقعہ میں کچھ توجہ طلب باتیں

اس واقعہ میں رسول اللہ ﷺ کی صحابیہ نے بتایا ہے کہ کیسے انداز میں شوہر کا استقبال کرنا ہے۔ ایسا انداز اختیار کیا کہ جس سے شوہر کا غم بہت زیادہ ہلکا ہو گیا' اگر وہ ان کے آتے ہی شور مچا کر اور واویلا کرتے ہوئے شوہر کو بچے کی وفات کی خبر دیتی اور صحن میں چالیس پچاس عورتیں بھی پہلے سے موجود ہوتیں تو شوہر جو دن بھر کا بھوکا تھا اور تھکا ماندہ تھا وہ بے چارہ کھانا بھی نہ کھاتا بچہ فوت ہونے کا صدمہ کئی گنا بڑھ کر اس پر حملہ آور ہوتا۔ ام سلیم نے صبر کا وہ انداز اختیار کیا جس میں تکلیف پر صدمہ کی کیفیت انتہائی کمزور ہو گئی اور اسی بات نے شوہر کو بیوی کے انتہائی قریب کر دیا۔ اسی لئے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ بیوی کے بے مثال واقعہ کو رسول اللہ ﷺ سے جا کر بیان کر دیتے ہیں۔

- ہمدردی کا اظہار دو طرح سے ہوتا ہے (۱) زبان سے (۲) عمل سے اور یہاں یہ دونوں صورتیں ہی مطلوب ہیں۔ لیکن عمل سے ہمدردی وہ ہے' جس میں لمبے چوڑے دعوے نہیں کرنے پڑتے' الفاظ کو ترازو اور پیمانوں میں تولنے کی ضرورت نہیں پڑتی' بلکہ عملی ہمدردی صرف دل پر ہی اثر انداز نہیں ہوتی بلکہ دل کو بھی اپنے قبضہ میں کر لیتی ہے۔ اگر بیویاں یہ چاہتی ہیں کہ ان کے شوہر کا محبت والا انداز اور نرمی والا بازو جھکا رہے اور شوہر کا چاہتوں والا سینہ کھلا رہے تو انہیں ام سلیم رضی اللہ عنہا سے عملی ہمدردی کا سبق سیکھنا چاہئے' اس پر عمل کریں تو شوہر کو راہِ راست پر لانے کیلئے جعلی پیروں اور عاملوں کے پاس جانے اور وہاں عزت اور دولت برباد کرنے کی انہیں قطعاً ضرورت نہ رہے گی۔
- گھریلو مصیبتوں پر صبر کا ایک عظیم الشان درس ہے کہ سخت سے سخت مصیبت میں بھی شوہر کی دلداری کا خیال ہے۔ بھلا رونے دھونے سے بچہ زندہ ہو جاتا' ممکن ہی نہیں تھا۔ ایسے موقع پر یہ سبق دیا ۔

مصائب میں الجھ کر مسکرانا میری فطرت ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے اپنی ناکامیوں پر اشک برسانا نہیں آتا

بلکہ اس واقعہ میں شوہر کو یہ اطمینان دلانا بھی مقصود ہے کہ اگر کوئی تنگی ترشی کے دن آئیں جن میں آپ کو میری فکر ہو گی کہ بیوی پتہ نہیں ایسے دنوں کو برداشت کر پاتی ہے یا نہیں' کیا پتہ وہ میرا ساتھ چھوڑ دے یا میکے جا بیٹھے' عملی ہمدردی ایسے تمام خیالات اور واہموں کو جڑ سے اکھیڑ دیتی ہے۔ جب شریکِ حیات سے یہ ثبوت ملے کہ

لے چل آ منجھدار میں لے چل ساحل ساحل کیا چلنا
تو میری فکر ذرا نہ کر میں خوگر ہوں طوفانوں کا

تب تنگیوں اور غربت کے ایام میں بھی گھر میں جھگڑے نہیں ہوتے' بلکہ رشتوں کا بندھن مزید پختہ اور مضبوط ہو جاتا ہے۔

ایک دوسرے کو اس کا مقام نہ دینا

شوہر بیوی کے جھگڑوں میں ایک بہت بڑا سبب یہ بھی ہے کہ اگر ایک فریق دوسرے کی حیثیت اور قدر کو نہ پہچانے یا پھر دونوں ہی ایک دوسرے کو کچھ نہ سمجھیں۔ اس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔

- ایک فرد خود کو دوسرے سے اعلیٰ و برتر تصور کرتا ہے اور دوسرے کو خود سے کم تر
- ایک فرد خود کو ہی سب کچھ سمجھتا ہے اور دوسرے کو بالکل ہی صفر خیال کرتے ہوئے اس کے سارے نظریات' خیالات' آراء اور مشورے یکسر غلط قرار دے دیتا ہے۔

ظاہری بات ہے کہ ہر بندے میں غیرت اور عزتِ نفس کا خیال ہے' وہ کوئی نہ کوئی مقام ضرور رکھتا ہے' یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک مومن میں کوئی بھی خوبی نہ ہو' جبکہ کائنات کا بدترین بندہ بھی اپنے ماننے والوں کے ہاں کچھ نہ کچھ خوبیاں ضرور رکھتا ہے۔ حتیٰ کہ نمرود و فرعون اور ابو جہل کے ماننے والے بھی ان کی کچھ خوبیوں کے قائل تھے اور مومن کا معاملہ تو بہت بلند ہے۔ جب کسی بندے کو باہر لوگ عزت دیتے ہوں' اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاملات میں ثالث مانتے ہوں اور گھر میں فریق ثانی کا رویہ اس سے تضحیک آمیز اور توہین والا ہو تو یہ بات اسے انتہائی اذیت اور کرب میں مبتلا کر دیتی ہے۔ اپنی شرافت کی وجہ سے اپنی بیوی کے حقوق کا خیال تو رکھتا ہے' لیکن دل میں محبت نہیں رہتی۔

یقین کر لیں کہ نفرتوں کی زمین پر محبتوں کی کاشتکاری نہیں ہو سکتی۔ اگر ایسے رویے برقرار رہیں' تو نفرتیں جنم لیتی ہیں اور نفرتیں اگر برقرار رہیں تو قربتیں فاصلوں میں بدل جاتی ہیں' تب ٹکراؤ ہوتا ہے' اور جب ایک دوسرے کے مفادات پر زد پڑتی ہے تو جھگڑے رونما ہوتے ہیں۔ ایک شریعت کا پابند آدمی تو اس ذہنی دباؤ میں زندگی گزار دیتا ہے' اندر ہی اندر سلگتا اور گھلتا رہتا ہے' لیکن جو لوگ شریعت سے دور اور خالص دنیادار ہوں تو ان کا رجحان خودکشیوں کی طرف بڑھتا ہے' وہ اپنے غموں کو شراب کے جام میں ڈبونے لگتے ہیں جس سے آخرت کے ساتھ ساتھ اپنی جوانی بھی برباد کر لیتے ہیں اور جب گھر میں آدمی کو مقام نہ ملے تو پھر اس کی دولت و جائیداد کس کام کی' کسی نے اچھا نقشہ کھینچا ہے۔

غریبِ شہر تو فاقے سے مر گیا عارف
امیرِ شہر نے ہیرے سے خودکشی کر لی

آیئے ان وجوہات پر غور کرتے ہیں' جن سے یہ منفی جذبات جنم لیتے ہیں کہ مقام و مرتبے خاک میں ملے دکھائی دیتے ہیں۔

بڑے خاندان میں شادی

شریعت اسلامیہ میں نکاح کے معاملہ میں کفو کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ کفو یہ ہے کہ ''جوڑے کا آپس میں برابر ہونا''۔ اگرچہ بعض حسب ونسب اور دیگر اشیاء میں بھی برابری کا حکم لگاتے ہیں' لیکن جن روایات سے وہ انہیں اخذ کرتے ہیں' وہ روایات یا تو ضعیف ہیں یا ان میں اس حوالہ سے واضح دلیل موجود نہیں۔ اس لئے فقہاء نے میاں بیوی میں دینی اعتبار سے برابر ہونے کو کفو قرار دیا ہے۔ قرآن حکیم نے بھی واضح الفاظ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اعلان کیا ہے

﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ﴾ (البقرۃ: ۲۲۱)

''مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو' یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔''

﴿اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً﴾ (النور: ۳)

''زانی مرد صرف زانیہ عورت یا مشرکہ عورت سے ہی نکاح کرتا ہے۔''

نبی کائنات ﷺ کا بھی اس بارے میں ایک واضح فرمان موجود ہے۔ آپ نے فرمایا:

((عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا خَطَبَ اِلَیْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِیْنَهٗ وَخُلُقَهٗ فَزَوِّجُوْهُ اِلَّا تَفْعَلُوْا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِیْضٌ))[1]

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص نکاح کا پیغام بھیجے جس کا دین اور اخلاق تم پسند کرتے ہو' تو اس سے نکاح کر دو' اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بہت بڑا فساد ہوگا۔''

ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں بالاتفاق کفایت میں دین کا اعتبار کیا جانے گا' لہذا کسی مسلمان عورت کا کسی کافر سے نکاح جائز نہیں۔[2]

پتہ چلا کہ شوہر اور بیوی دینی اعتبار سے اگر برابر نہ ہوں تو کم از کم قریب تو ضرور ہونا چاہیے۔ اگر دونوں میں علمی مقام و مرتبہ کا فرق ہے' خواہ بہت زیادہ فرق ہے تو عملی اعتبار سے دونوں برابر ہونے چاہئیں' دینی سوچ میں دونوں برابر ہوں' اگر شوہر دیندار ہو اور عورت دنیادار ہو یا مرد دنیادار اور عورت دیندار ہو اور اس کے ساتھ ساتھ

---

[1] حسن: ارواء الغلیل (۱۸۶۸) ترمذی (۱۰۸۴)

[2] فتح الباری (۱۰/ ۱۶۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مال و دولت کا بھی فرق ہو تو نکاح کے بعد ضرور یہ کیفیت پیدا ہوگی کہ وہ ایک دوسرے کا مقام سمجھ نہ پائیں گے۔

معلوم ہوا کہ دو چیزیں عدم تعاون کی بیماری کو پیدا کرتی ہیں (۱) دین میں برابری نہ ہونا (۲) دولت میں برابری نہ ہونا۔

اگر دین میں برابری ہو اور دولت کے اعتبار سے خواہ زمین و آسمان کا فرق ہو' ایک بادشاہ اور دوسرا فقیر' تو تب بھی یہ بیماری پیدا نہیں ہوتی اور اس بیماری کا وجود اس وقت ابھرتا ہے' جب دونوں چیزیں مل جائیں' مثلاً شوہر دیندار اور غریب گھرانے سے تعلق رکھتا ہے اور بیوی دنیا دار ہے اور مالدار گھرانے سے تعلق رکھتی ہے تو وہ کبھی بھی نہ سمجھ پائے گی کہ میرے شوہر کے پاس دین ہے۔ جس کا مقابلہ دنیا اور سامان دنیا سے نہیں ہوسکتا۔ دین کا مرتبہ دنیا سے بہت بلند ہے۔ اب بیوی کے ٹھاٹ باٹھ انداز گفتگو طرز معاشرت اور میل جول میں دنیاداروں والا بانکپن اور شوہر سے الگ ہی انداز ہوگا۔ جب وہ شوہر میں دینی سادگی کی وجہ سے فرق محسوس کرے گی تو وہ شوہر کو بیک ورڈ سمجھتے ہوئے کوئی مقام نہ دے گی اور صورت یہی حال اس وقت بھی ہوگی کہ جب بیوی دیندار اور مرد دنیا دار اور دولت مند ہوگا وہ بیوی سے دنیا دار عورت کے انداز' بانکپن اور طرز زندگی کا مطالبہ کرے گا اور بیوی جب ایسے کام کی طرف قدم بڑھائے گی تو دین روکے گا اور نتیجۃً شوہر سمجھے گا یہ میرے معیار پر پورا نہیں اتر سکی' تو یہی چیز مقام و مرتبہ میں فرق ڈال دے گی۔

اس لئے ان جھگڑوں اور ذہنی ونفسیاتی بیماریوں سے بچنے کیلئے دین میں برابری دیکھنے والا آدمی عقلمند ہے اور جو اس بات کو نظر انداز کر دیتا ہے تو ایک وقت اسے ماتھے پہ ہاتھ رکھ کے یوں پچھتانا پڑتا ہے۔

زندگی اک جبر مسلسل کی طرح کاٹی
جانے کس جرم کی پائی ہے سزا یاد نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب ایک دوسرے کے مقام کو پہچانا نہیں جاتا تو پھر درج ذیل ایک ایسی بیماری جنم لیتی ہے' جو جھگڑوں اور فساد کی جڑ ہے۔

زبان درازی

زبان درازی کی کئی صورتیں ہیں۔

- شوہر سے اس انداز میں بات کرنا' جس سے شوہر کے ملازم ہونے کا احساس ابھرے یا شوہر کا بیوی سے اس انداز میں بات کرنا۔
- دوسرے کے نظریات یا مشوروں کو یکسر غلط قرار دیتے ہوئے اسے بات کے درمیان ہی ٹوک کر خاموش کروا دینا۔
- دوسرے کی ساری خوبیوں کو نظر انداز کر دینا اور اسے دنیا جہان کے تمام عیوب کا مجموعہ اور مرقع سمجھنا اور ہمیشہ اس سے بدگمان رہنا۔
- دوسرے کو کسی ہمدردی اور اچھے سلوک کا مستحق نہ سمجھنا اور ان تمام صورتوں میں اپنی زبان کو بے لگام رکھنا یہ تمام صورتیں ایسے جھگڑوں کی بنیاد ہیں جو ایک فریق کو نفسیاتی مریض بنا دیتی ہیں۔

باہر سے اکسانے والے

شوہر بیوی کے جھگڑوں میں خاندان کے دوسرے افراد ایک سنگین شیطانی کردار ادا کرتے ہیں کہ شوہر کو بیوی کے خلاف اور بیوی کو شوہر کے خلاف بھرتے ہیں۔ بعض کا مقصد تو محض اپنے چسکے کو پورا کرنا ہوتا ہے اور باتوں کا مزہ لینے کیلئے وہ بستے بستے گھر میں جھگڑوں کے بیج بو دیتے ہیں اور اس میں خاص کردار عورتوں کا ہوتا ہے' مثلاً بیوی کی سہیلیاں اس کی آنٹیاں اور دیگر دور ونزدیک کی عورتوں کے فتنے مل جل کر اس آگ کو بھڑکاتے ہیں اور سسرال والے عقلمند ہوں تو کسی بھی جھگڑے میں اپنی بیٹی کی حمایت نہیں کرتے بلکہ اس کے شوہر کی طرفداری کرتے اور بیٹی کو سمجھا بجھا کے صبر کی تلقین کرتے ہوئے زندگی کی پریشانیوں میں گزرنے کا طریقہ بتلاتے ہیں اور جو ماں باپ اپنی بیٹی کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حمایت کرتے ہوئے اسے شوہر سے بدظن کرتے ہیں اور اس کی باتیں سن کر اسے کائنات کی مظلوم ترین عورت ظاہر کرتے ہوئے اس کے شوہر کو ظالم قرار دیتے ہیں۔ ان کی ایسی شوہر سے بدظن بیٹی کبھی نہیں بس سکتی اور بیوی کو شوہر کے خلاف بھرنے والے کو اسلام نے کس نظر سے دیکھا ہے۔ درج ذیل روایات پڑھ لیجئے

((مَنْ خَبَّبَ عَلَى امْرِیءٍ زَوْجَتَهُ فَلَيْسَ مِنَّا))[1]

''جس نے شوہر کے خلاف اس کی بیوی کو بدظن کیا' وہ ہم میں سے نہیں۔''

''ہم میں سے نہیں'' کا مطلب ہے کہ وہ بندہ ہمارے طریقے' ہمارے دین اور ہماری سنت پر نہیں ہے' اس کا اسلام نامکمل اور ناقص ہے' وہ مکمل مومن نہیں' وہ شریعت کا پابند نہیں۔ اور یاد رکھیں اس طرح شوہر و بیوی کو ایک دوسرے کے خلاف بدظن کرنے والا مکمل شیطانی کردار ادا کرتا ہے۔ اس کی دلیل نبی ﷺ کا درج ذیل فرمان ہے' جسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے' پھر وہ لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے اپنے لشکر بھیجتا ہے' اس کے نزدیک اس شیطان کا مرتبہ زیادہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنہ پرور ہو۔ ایک شیطان' ابلیس کے پاس آتا ہے اور اطلاع دیتا ہے کہ میں نے فلاں فلاں کام کیا ہے' ابلیس کہتا ہے تو نے کچھ نہ کیا' اس کے بعد ایک اور شیطان آتا ہے اور یوں اطلاع دیتا ہے:

((مَا تَرَكْتُهُ حَتَّى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ قَالَ فَيُدْنِيهِ مِنْهُ وَيَقُولُ نِعْمَ أَنْتَ))[2]

''میں نے فلاں فلاں شخص کی جان نہ چھوڑی یہاں تک کہ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈال دی' آپ ﷺ نے فرمایا: شیطان اس کو

[1] صحیح الجامع الصغیر رقم الحدیث ۱۰۲۹

[2] مسلم کتاب صفة القیامة والجنة والنار باب تحریش الشیطان وبعثه سرایاه لفتنة الناس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے قریب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تو نے اچھا کام کیا ہے۔"

اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ میاں بیوی کی جان نہ چھوڑنا یہاں تک کہ انہیں بدظن کرتے کرتے جدا کر دینا شیطانی عمل ہے اور ایسا کام کرنے والے کو شیطان مبارکباد دیتا ہے۔

افسوس آج یہ شیطانی کردار ادا کرنے والے فرامین رسول اللہ ﷺ کو بھولے ہوئے ہیں اور بیٹی والوں کا اپنی بیٹی کو اس کے شوہر کے خلاف بھڑکا کر بدظن کرنا' پھر اپنی بیٹی کے بسنے کی خواہش کرنا اور سمجھنا کہ ان کے گھروں میں خوشیوں کے پھول کھلیں گے یہ وہ فضول توقع ہے جس پر جس قدر بھی رویا جائے کم ہے' بلکہ ان کا حال تو یہ ہے کہ

کچھ لوگ سجا کر کانٹوں کو گلشن کی توقع رکھتے ہیں
شعلوں کو ہوائیں دے دے کر ساون کی توقع رکھتے ہیں

نکاح سے پہلے تحقیق نہ کرنا

شوہر و بیوی کے جھگڑوں کی ایک وجہ ایک دوسرے کو سمجھے اور دیکھے بغیر رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جانا بھی ہے' شریعت نے اسی تحقیق کیلئے منگیتر کو ایک نظر دیکھنے کی اجازت دی کہ کہیں ایسا نہ ہو بعد میں دونوں ایک دوسرے سے محبت ہی نہ کریں اسی طرح لڑکی کی اجازت کے بغیر نکاح کو جائز قرار نہ دیا۔ لڑکی خود بھی اپنے اچھے برے کو سوچے' جب تک اس کی اجازت نہ ہوگی نکاح نہیں ہو سکے گا۔ نکاح میں ولی کو شرط قرار دیا اور یہ بھی کسی عام بندے کو نہیں' بلکہ جو لڑکی کا سب سے قریبی ہے' جسے لڑکی کی تکلیف اور غمزدہ صورت اپنے دل پر محسوس ہوتی ہے کہ وہ بھی مکمل تحقیق کر لے پھر خطبہ نکاح کی آیات میں بھی واضح فرما دیا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝﴾ (احزاب: ۷۰-۷۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی سیدھی بات کہو۔ اللہ تمہارے اعمال کو درست کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو بلاشبہ اس نے بہت بڑی کامیابی کو پا لیا۔"

سیدھی بات کا مطلب یہ ہے کہ اپنا کوئی عیب نہ چھپاؤ، تم جیسے ہو جس حیثیت میں بھی ہو وہ صاف بیان کر دو۔ دوسرے کو متاثر کرنے کیلئے مصنوعی طریقے استعمال نہ کرو، اگر تم کھرے ہو گے، تو شادی کے بعد اللہ تعالیٰ تمہارے معاملات کو ضرور درست فرما دیں گے، تمہاری چھوٹی موٹی کوتاہیوں کو بھی نظر انداز کر دیا جائے گا۔ تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا ہوا رسول اللہ ﷺ والا طریقہ استعمال کرو اسی میں تمہاری کامیابی ہے۔ یہ بچپن کی منگنیاں، بلکہ پیدائش سے پہلے ہی منگنی کر لینا اور پھر دونوں کو اسی بندھن میں باندھنا خواہ دونوں کی عادات میں زمین و آسمان کا فرق ہو اور بلا تحقیق ظاہری چمک دمک سے متاثر ہو کر نکاح کر لینا، بعد میں جھگڑوں کی آندھیوں کو تیز کر دیتا ہے۔

❀ ❀ ❀ ❀

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حسد

حسد کا مطلب ہے کسی شخص پر اللہ کی نعمت سے جلنا کہ یہ نعمت اسے کیوں ملی، اسے نہیں ملنی چاہئے تھی، یہ نعمت اس سے چھن جائے تو بہتر ہے۔ اور حاسد کی بعض دفعہ تمنا یہ ہوتی ہے کہ یہ نعمت اس سے چھن کر مجھے مل جائے۔ اور بعض دفعہ یہ کہ اس سے چھن جائے اور مجھے ملے نہ ملے اس کے پاس یہ نعمت نہیں ہونی چاہئے۔ حسد ایک بلاوجہ کی دشمنی ہے جو بعض دفعہ انتقامی صورت اختیار کر جاتی ہے اور المناک بات یہ ہے کہ جس کو حسد کی وجہ سے انتقامی کاروائی کا نشانہ بنایا جا رہا ہوتا ہے، اس بیچارے کو پتہ بھی نہیں ہوتا اور حسد جہاں جھگڑے کا سبب بنتا ہے وہاں یہ آدمی کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف بھی لے جاتا ہے۔

آسمانوں میں پہلی نافرمانی اور زمین پر پہلا قتل

اہلِ علم فرماتے ہیں کہ

''آسمان میں اللہ تعالیٰ کی سب سے پہلی نافرمانی حسد کی وجہ سے ہوئی جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو حکم دیا کہ وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرے، تو ابلیس نے حسد کی وجہ سے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اور زمین پر سب سے پہلی نافرمانی اور قتل بھی حسد کی وجہ سے رونما ہوا، آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل میں کسی مسئلہ پر اختلاف ہو گیا، یہ تنازعہ ذرا پیچیدہ تھا، آدم علیہ السلام نے اس مسئلہ کے حل کیلئے دونوں بیٹوں کو رب کی راہ میں قربانی دینے کا کہا کہ جس کی قربانی قبول ہو جائے گی اس کے حق میں فیصلہ کر دیا جائے گا۔ قرآن حکیم میں یہ واقعہ ان الفاظ میں مذکور ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ○ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ○ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ○ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ○﴾

(المائدة: ۲۷ تا ۳۰)

”آپ (اے نبی ﷺ!) انہیں آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا سچا واقعہ پڑھ کر سنایئے جب ان دونوں نے (اللہ کے حضور) قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قربانی تو قبول ہوگئی اور دوسرے کی نہ ہوئی' دوسرے نے پہلے سے کہا میں ضرور تمہیں مار دوں گا' پہلے نے کہا (اس میں میرا کیا قصور) اللہ تو صرف پرہیزگاروں کی قربانی قبول کرتا ہے۔ اگر تو مجھے مار ڈالنے کیلئے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھائے گا تو میں تجھے قتل کرنے کیلئے اپنا ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا بے شک میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ تو میرا اور اپنا گناہ سب کچھ سمیٹ لے اور اہلِ دوزخ سے ہو جائے اور ظالم لوگوں کی یہی سزا ہے۔ بالآخر دوسرے کو اس کے نفس نے اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کر دیا' چنانچہ اس نے اسے مار ڈالا اور نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگیا۔“

یہ کائناتِ ارضی پر سب سے پہلے قتل تھا اور اس کی وجہ حسد بنا کہ ہابیل کی قربانی قبول ہوگئی' لیکن قابیل کی قربانی قبول نہ ہوئی' قابیل کے دل میں یہ حسد پیدا ہوا کہ ہابیل کو شرف قبولیت سے کیوں نواز دیا گیا ہے اور بعد ازاں یہ حسد انتقامی کاروائی میں بدل گیا۔ آج حکومت کی لڑائیاں اور دفاتر وغیرہ میں مناصب اور عہدوں کے جھگڑے ستر فیصد حسد کا شاخسانہ ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوسف علیہ السلام سے دشمنی

سیدنا یوسف علیہ السلام کو دیکھئے انہیں بھی جو تکلیف پہنچائی گئی' اس کے پیچھے حسد کار فرما تھا۔ اللہ فرماتے ہیں:

﴿إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَاجِدِينَ ۝ قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَىٰ إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا ۖ إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝﴾ (یوسف: ۴-۵)

''جب یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا اے میرے ابا جان! میں نے (خواب میں) گیارہ ستارے اور سورج اور چاند کو دیکھا ہے' میں نے انہیں دیکھا ہے کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا اے میرے بیٹے! اپنے خواب کا ذکر اپنے بھائیوں سے نہ کرنا' وہ تیرے لئے کوئی چال چلنے لگیں گے' بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔''

یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کے سامنے خواب بیان کرنے سے روک دیا' اس لئے کہ اس خواب میں یوسف علیہ السلام کی برتری کا اظہار تھا' یعقوب علیہ السلام نے اس کی تعبیر یوں سمجھی کہ گیارہ ستاروں سے گیارہ بھائیوں کی طرف اور چاند اور سورج سے میرے اور میری بیوی کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے سوتیلے بھائیوں کی اخلاقی حالت حضرت یعقوب علیہ السلام اچھی طرح جانتے تھے' اس لئے انہوں نے یوسف علیہ السلام سے فرمایا کہ یہ خواب اپنے بھائیوں کو نہ سنانا ورنہ وہ حاسدانہ ذہنیت کے پیش نظر تمہارے خلاف خفیہ تدبیریں اور منصوبے بنانا شروع کر دیں گے' خواب بیان نہ کیا گیا' لیکن پھر بھی بھائی حسد کے ہاتھوں مجبور انتقام لینے سے باز نہ آئے۔ سورۃ یوسف میں ایک دوسرے مقام پر ہے:

﴿إِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَىٰ أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ أَبَانَا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنِ ۝ اقْتُلُوْا یُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا یَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِیْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِیْنَ ۝ (یوسف :۸۔۹)

''جب انہوں نے (آپس میں) تذکرہ کیا کہ یوسف اور اس کا بھائی ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں حالانکہ ہم جماعت (کی جماعت) ہیں بلاشبہ ہمارا باپ صریح غلطی پر ہے۔تو یوسف کو قتل کر دو یا کسی (دور کی) زمین پھینک آؤ' تو پھر تمہارے لئے تمہارے باپ کی توجہ خالی ہو جائے گی اور تم اس کے بعد صلاحیت والی جماعت بن جاؤ گے۔''

بھائیوں کو اس بات کا رنج تھا کہ ان کے والد کی توجہ یوسف علیہ السلام کی طرف ان سے بڑھ کر کیوں ہے اسی چیز نے ان کو دشمنی پر ابھارا اور انہوں نے یوسف کو کسی تاریک کنویں میں پھینک دیا جس کی وجہ سے یوسف علیہ السلام بھی آزمائش میں مبتلا ہوئے اور ان کے والد یعقوب علیہ السلام بھی۔

اس سے معلوم ہوا کہ منصب اور عہدے کی ہوس بھائیوں میں بھی دشمنی کو پیدا کر دیتی ہے اور اسی حسد کی وجہ سے بھائی اور خاندان آپس میں لڑ پڑتے ہیں۔

ابوجہل کی دشمنی کی وجہ

ابوجہل جو کافروں کا سردار اور اسلام اور مسلمانوں کا بدترین دشمن تھا اور یہ وہ ظالم تھا کہ جس کے ہاتھوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت تکلیفیں اٹھائیں' اس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کا سب سے بڑا سبب حسد تھا۔ مولانا صفی الرحمن مبارک پوری نے الرحیق المختوم میں ابن ہشام کے حوالہ سے لکھا ہے:

''ایک بار قریش کے ایسے تین آدمی اکٹھے ہوئے' جن میں سے ہر ایک نے اپنے بقیہ دو ساتھیوں سے چھپ چھپا کر تن تنہا قرآن مجید سنا تھا' لیکن بعد میں ہر ایک کا راز دوسرے پر فاش ہو گیا تھا کہ اور ان ہی تینوں میں سے ایک ابوجہل بھی تھا پھر جب تینوں اکٹھے ہوئے تو ایک نے ابوجہل سے دریافت کیا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتاؤ! تم نے جو کچھ محمد ﷺ سے سنا ہے' اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟

ابوجہل نے کہا میں نے کیا سنا ہے؟ بات دراصل یہ ہے کہ ہم نے اور بنو عبد مناف نے شرف وعظمت میں ایک دوسرے کا مقابلہ کیا' انہوں نے غرباء ومساکین کو کھلایا تو ہم نے بھی کھلایا' انہوں نے داد ودہش میں سواریاں دیں تو ہم نے بھی دیں' انہوں نے لوگوں کو عطیات سے نوازا' تو ہم نے بھی ایسا کیا یہاں تک کہ جب ہم اور وہ ایک دوسرے کے ہم پلہ ہو گئے اور ہماری اور ان کی حیثیت ریس کے دو مدِ مقابل گھوڑوں کی ہو گئی' تو اب بنو عبد مناف کہتے ہیں کہ ہمارے اندر ایک نبی (ﷺ) ہے جس کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے۔ بھلا بتایئے' ہم اسے کب پا سکتے ہیں؟ اور اس میں ان کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں؟ اللہ کی قسم! ہم اس شخص پر کبھی ایمان نہ لائیں گے اور اس کی ہرگز تصدیق نہ کریں گے۔[1]

چنانچہ یہی حسد ہمیشہ ابوجہل کو دشمنی پر ابھارتا رہا اور وہ مکہ کی سرزمین کو فتنوں سے بھرتا رہا۔

عبداللہ بن أبي منافق کی دشمنیاں اور جھگڑے

جس طرح مکہ میں ابوجہل مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن تھا' اسی طرح مدینہ میں عبداللہ بن ابی منافق مسلمانوں کا اور نبی ﷺ کا سب سے بڑا اور بدترین دشمن تھا اور اس کی دشمنی کی وجہ بھی حسد تھا' ابن ہشام میں مذکور ہے:

مدینہ طیبہ میں رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے اوس اور خزرج دو قبیلے ہمیشہ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے آخر آپس کی خانہ جنگیوں سے تھک کر انہوں نے فیصلہ کیا کہ ایک شخص کو اپنا سردار منتخب کر لیا جائے اور اس مقصد کیلئے قبیلہ خزرج کے رئیس عبداللہ بن ابی بن سلول پر قریب قریب سب متفق ہو چکے تھے اور اس بات کی تیاریاں

[1] الرحیق المختوم بحوالہ ابن ہشام ۱/ ۳۱۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر رہے تھے کہ اس کو اپنا بادشاہ بنا کر باقاعدہ اس کی تاجپوشی کی رسم ادا کریں' حتیٰ کہ اس کیلئے تاج بھی بنالیا گیا تھا۔[1]

دوسری طرف صورتحال یہ تھی کہ مدینہ کے بعض گھر نبی ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر کے اسلام قبول کر چکے تھے اور دن بدن مدینہ میں اسلام کی روشنی مزید بڑھ رہی تھی۔ جب نبی ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد بڑھ گئی اور آپ کے گرد مہاجرین و انصار کا ایک وسیع حلقہ قائم ہو گیا۔ جس سے عبداللہ بن ابی کی سرداری کا معاملہ کھٹائی میں پڑ گیا۔ چنانچہ عبداللہ بن ابی اور اس کے حامی سرداروں کا ٹولہ لوگوں کی نظروں سے بچنے کیلئے چار و ناچار اسلام میں داخل ہو گیا۔ حالانکہ ان سب کے دل جل رہے تھے اور خاص طور پر عبداللہ بن ابی کو اس بات کا سخت غم تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بادشاہت چھین لی ہے۔ کئی سال تک اس کا یہ منافقانہ ایمان اور اپنی ریاست چھن جانے کا غم طرح طرح کے رنگ دکھاتا رہا' یہ منصب اور عہدے کی ہوس میں حسد کی جنگ تھی۔ اس کی چند ایک دشمنیاں اور منافقانہ چالیں پڑھیے:

- ایک دفعہ نبی ﷺ کسی راستے سے گزر رہے تھے کہ ابن ابی نے آپ سے بدتمیزی کی' آپ نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے اس کی شکایت فرمائی تو انہوں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول (ﷺ) اس شخص کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیجئے' آپ کی تشریف آوری سے پہلے ہم اس کیلئے تاج شاہی تیار کر رہے تھے اور اب یہ سمجھتا ہے کہ آپ نے اس سے بادشاہی چھین لی ہے۔[2]

غزوۂ احد کے موقع پر فتنہ انگیزی

حسد بندے کو بگاڑ اور فساد کی طرف لے جاتا ہے جس سے بعض دفعہ پوری

---

[1] ابن ہشام ج ۲ صفحہ ۲۳۴

[2] ابن ہشام ج۲ صفحہ ۲۳۸،۲۳۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعت یا امت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے اور اس کی ایک صورت جنگ احد کے موقع پر سامنے آئی۔ نبی ﷺ مدینہ منورہ سے چلے تو عبداللہ بن ابی بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ساتھ تھا۔ جب نبی ﷺ نے مقام شوط پر پہنچ کر فجر کی نماز پڑھی تو آپ اس وقت دشمن کے بالکل قریب تھے اور ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ یہاں پہنچ کر عبداللہ بن ابی منافق نے بغاوت کر دی اور بلا وجہ کے بہانے تراشتا ہوا یہ کہہ کر واپس چل دیا کہ ہم نہیں سمجھتے کہ ہم کیوں خواہ مخواہ اپنی جانیں دے رہے ہیں' اس کے ساتھ اس کے تین سو ساتھی بھی تھے' جس نازک گھڑی اس نے یہ حرکت کی' اس کی نزاکت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ قریش کے لوگ تین ہزار کا لشکر لے کر مدینہ پر چڑھ آئے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان کے مقابلے میں صرف ایک ہزار آدمی ساتھ لے کر مدافعت کیلئے نکلے تھے۔ ان ایک ہزار میں سے بھی یہ منافق تین سو آدمی توڑ لایا اور آپ کو صرف سات سو کی جمعیت کے ساتھ تین ہزار دشمنوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ اس بغاوت سے عبداللہ بن ابی جو مقاصد حاصل کرنا چاہتا تھا وہ بڑے خوفناک تھے۔ مثال کے طور پر چند ایک یہ سامنے آتے ہیں:

1. اسلامی لشکر میں ایسے وقت کھلبلی مچانا چاہتا تھا' جب دشمن اس کی ایک ایک نقل و حرکت دیکھ رہا تھا تا کہ ایک طرف تو عام فوجی نبی ﷺ کا ساتھ چھوڑ دیں اور جو باقی رہ جائیں ان کے حوصلے ٹوٹ جائیں۔
2. یہ منظر دیکھ کر دشمن کی ہمت بندھے اور اس کے حوصلے بلند ہوں' ان کیلئے مسلمانوں پر کاری وار کرنا آسان ہو جائے۔
3. یہ کاروائی نبی ﷺ اور ان کے مخلص ساتھیوں کے خاتمے کی ایک موثر تدبیر تھی جس کے بعد اس منافق کو توقع تھی کہ اس کی اور اس کے رفقاء کی سرداری و سربراہی کیلئے میدان صاف ہو جائے گا۔ (الرحیق المختوم صفحہ ۳۴۵' و تفہیم القرآن تفسیر سورۃ المنافقون)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریب تھا کہ یہ منافق اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جاتا کیونکہ مزید دو جماعتوں یعنی قبیلہ اوس میں سے بنو حارثہ اور قبیلہ خزرج میں سے بنو سلمہ کے قدم بھی اس بددلی سے اکھڑ چکے تھے اور وہ بھی واپسی کا سوچ رہے تھے' لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کا خوف دور کر کے ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا۔ ان ہی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝﴾ (آل عمران ۱۲۲)

"جب تم میں سے دو جماعتوں نے ارادہ کیا کہ بزدلی اختیار کریں اور اللہ ان کا ولی (مددگار) تھا اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔"

دو جماعتوں میں جھگڑے کی سازش

ایک دفعہ غزوۂ بنی مصطلق کی مہم میں عبداللہ بن ابی اور اس کے منافق ساتھیوں کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جانے کا موقع مل گیا اور یہاں انہوں نے بیک وقت دو ایسے عظیم فتنے کھڑے کر دیے جو مسلمانوں کی جمعیت کو بالکل پارہ پارہ کر سکتے تھے۔

پہلا واقعہ اس وقت پیش آیا جب بنی مصطلق کو شکست دینے کے بعد اسلامی لشکر ابھی اسی بستی میں ٹھہرا ہوا تھا' جو مریسیع نامی کنویں پر آباد تھی' کہ یکایک پانی پر دو صاحبوں کا جھگڑا ہو گیا' ان میں سے ایک کا نام جہجاہ بن مسعود غفاری تھا' جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذاتی ملازم تھے اور ان کا گھوڑا سنبھالنے کی خدمت انجام دیتے تھے۔ دوسرے صاحب سنان بن وبرا لجہنی تھے جن کا تعلق قبیلہ خزرج کے ایک حلیف قبیلہ سے تھا۔[1]

گویا ایک کا تعلق مہاجرین سے تھا اور دوسرے کا انصار سے' امام بخاری نے ان الفاظ میں ذکر کیا ہے:

((فكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ فَسَمِعَ

---

[1] تفہیم القرآن جلد ۵ تفسیر سورۃ المنافقون صفحہ ۵۱۱ بحوالہ ابن ہشام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذَاكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ قَالُوْا يَا رَسُوْلُ اللّٰهِ كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ دَعُوْهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ)) [1]

''ایک آدمی نے جس کا تعلق مہاجرین سے تھا' انصار کے ایک آدمی کو لات ماردی تو انصاری نے (مدد کیلئے) فریاد کی اے انصار دوڑو' اور مہاجر نے فریاد کی' اے مہاجرین دوڑو' یہ آواز نبی ﷺ نے سنی تو فرمایا کیا جاہلیت والی پکار لگانے لگے' لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ایک مہاجر نے انصاری کو لات ماردی ہے' تو آپ نے فرمایا ایسی جہالت کی باتیں چھوڑ دو اور یہ بالکل ناپاک باتیں ہیں۔''

عرب والے جاہلیت میں لڑائی کے وقت اپنے اپنے قبیلے کو آواز دیا کرتے تھے' جس سے دونوں فریق جمع ہو جاتے۔ اس موقع پر بھی مہاجرین وانصار میں جاہلیت والی حمیت لوٹ آئی تھی' دونوں گروہ اپنے اپنے مددگاروں کی حمایت کیلئے دوڑے' اس موقع سے عبداللہ بن ابی نے فائدہ اٹھایا اور اوس وخزرج کو بھڑکانا شروع کر دیا کہ دوڑو اپنے حلیف کی مدد کرو۔ اگر رسول اللہ ﷺ بروقت نہ پہنچ گئے ہوتے تو عبداللہ بن ابی اپنے مذموم مقصد میں کامیاب ہو چکا ہوتا اور مسلمان اپنے ہی بھائیوں کے خون سے ہاتھ رنگ چکے ہوتے۔

عبداللہ بن ابی نے اسی واقعہ کو بنیاد بنا کر دوسری فتنہ انگیزی یہ کی کہ لوگوں کے دلوں میں مہاجرین کے خلاف عداوت بھرنا شروع کر دی اور کہنے لگا:

((وَقَدْ فَعَلُوْا وَاللّٰهِ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ)) [2]

---

[1] بخاری کتاب التفسیر باب قوله سواء علیهم استغفرت لهم

[2] بخاری' کتاب التفسیر باب قوله یقول لئن رجعنا الی المدینة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مہاجرین غالب آ گئے' اللہ کی قسم! اگر ہم لوٹ کر مدینہ پہنچے تو ضرور جو عزت والا ہے ذلت والے کو مدینہ سے نکال دے گا۔''

ان الفاظ میں جہاں رسول اللہ ﷺ کی گستاخی تھی' وہاں انصار کیلئے بھی برانگیختگی تھی اور جب یہ بات رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو اس وقت عمر بن خطاب بھی موجود تھے وہ جلال میں آ گئے اور کہنے لگے:

((دَعْنِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ اَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ اَصْحَابَهُ))[1]

''اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس منافق کی گردن مار دوں' آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کر' جانے دے' لوگ کہیں گے کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہیں۔

توجہ طلب باتیں

اس واقعہ میں ہمارے لئے کئی توجہ طلب باتیں ہیں۔

- حسد بعض دفعہ ایسی آگ لگاتا ہے کہ جس سے ساری ملت کا شیرازہ بکھر جاتا ہے اور ایک بڑی جماعت کی قوت جھگڑوں کی وجہ سے پارہ پارہ ہو جاتی ہے۔ جیسے عبداللہ بن ابی نے مہاجرین وانصار کی ایک مجتمع قوت کو بکھیرنے کی کوشش کی۔
- حسد آدمیوں کو لڑاتا بھی ہے اور ان کی نیکیاں بھی برباد کر ڈالتا ہے جیسے عبداللہ بن ابی جو مدینہ کا چوہدری تھا' لیکن حسد کی وجہ سے بارگاہِ رسالت میں گستاخی کر بیٹھا جس سے اس کے سارے اعمال برباد ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کی سازشوں اور گستاخیوں کے باوجود اسے قتل کرنے کا حکم نہیں دیا' اس کی بھی کئی وجوہات ہیں' ایک وجہ تو یہ بیان کی کہ اگر اسے قتل کر دیا جائے تو لوگ کہیں گے کہ دیکھو محمد (ﷺ) اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کرتا ہے' اس

[1] بخاری کتاب التفسیر باب قوله یقولون لئن رجعنا الی المدینة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ایک اور بڑا فتنہ رونما ہو جاتا۔ گویا اس منافق کی موجودگی تو فتنہ تھی ہی' لیکن اسے قتل کرنا اس سے بڑے فتنہ کا پیش خیمہ بن جاتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے قاتلینِ عثمان رضی اللہ عنہ پر ہاتھ نہیں ڈالا تھا اور تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے کہ جھگڑے کی آگ بجھانے کیلئے ایک حاسد اور دشمن کے جرائم کو نظر انداز کر دیا کہ اس سے دو دو ہاتھ کرنا ایک نئے جھگڑے کی بنیاد کھڑی کرنا تھا۔ آج بے شمار جھگڑے اس لئے بھی جنم لیتے ہیں کہ کوئی حسد کی آگ میں دوسرے سے غلط رویہ اختیار کرتا ہے تو دوسرا فوراً اس کے خلاف کارروائی کیلئے اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور نتیجۃً ایک نیا جھگڑا جنم لیتا ہے جس سے دونوں فریق ہی نقصان اٹھاتے ہیں حالانکہ اس کارروائی سے حاسد کا حسد ختم نہیں ہوگا' بلکہ مزید بھڑک اٹھے گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے اس بات کا درس دیا ہے کہ حاسد کو اس کے حسد کی آگ میں جلنے مرنے دو یہ بار بار کی اذیت ہی اس کیلئے کسی عذاب سے کم نہیں اور تم اس سے الجھنے کی بجائے اپنے کام سے کام رکھو وہ تمہارے کام میں خلل ڈالنا چاہتا ہے' اس کی طرف دیکھو گے تو سازشوں اور جھگڑوں میں الجھ کر نشانِ منزل کھو بیٹھو گے' اسے اس کے حال پہ چھوڑ دو اور اپنا کام جاری رکھو۔

جام اپنا اپنا سبو اپنا اپنا
کئے جاؤ میخوارو کام اپنا اپنا

اور اگر آدمی حسد کرنے والے سے بھی نیک سلوک کرے تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں مقام و مرتبہ تو ہے ہی' اس کے ساتھ ساتھ عوامی سطح پر بھی ایسے تاثرات ابھرتے ہیں' جو حاسد کی سازشوں اور فتنہ انگیزیوں کو دفن کر دیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کے ساتھ یہی طریقہ اختیار فرمایا۔

بخاری میں ہے' جب عبداللہ بن ابی منافق مر گیا' تو اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا صحابی تھا اور یہ وہی جانثار تھا کہ جب عبداللہ بن ابی نے یہ گستاخانہ الفاظ کہے تھے کہ "مدینہ میں پہنچ کر ہم عزت والے ذلت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والوں کو نکال دیں گے۔'' تو عبداللہ نے مدینہ پہنچنے پر اپنے منافق باپ کو تلوار سونت کر روک لیا اور کہا:

((وَاللّٰهِ لَا نَقْلِبُ حَتّٰى تُقِرَّ اَنَّكَ الذَّلِيْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعَزِيْزُ))[1]

''ہم یہاں سے ہرگز نہیں جائیں گے جب تک تو اقرار نہ کرے کہ تو ذلیل ہے اور رسول اللہ ﷺ عزت والے ہیں۔''

وہی بیٹا اپنے منافق باپ کی موت پر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور آپ سے درخواست کی کہ آپ اپنا کرتہ عنایت فرمائیے' تاکہ میں اپنے باپ کو اس میں کفن دوں' آپ نے کرتہ دے دیا' پھر اس نے درخواست کی آپ اس کی نماز جنازہ پڑھا دیں' نبی ﷺ نماز جنازہ پڑھانے کیلئے چل دیے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کے آپ کا کپڑا تھام لیا اور عرض کی! اے اللہ کے رسول (ﷺ) آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں' حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسے منافقوں پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔ آپ نے فرمایا:

((اَنَّمَا خَيَّرَنِي اللّٰهُ فَقَالَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً وَسَاَزِيْدُهٗ عَلَى السَّبْعِيْنَ قَالَ اِنَّهٗ مُنَافِقٌ قَالَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ))[2]

''اللہ نے مجھے اختیار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ ان کیلئے دعا کریں یا نہ کریں اگر آپ ستر بار بھی ان کیلئے دعا کریں (اللہ ہرگز انہیں معاف نہیں کرے گا) تو میں ستر مرتبہ سے زیادہ اس کیلئے دعا کروں گا''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا (اے اللہ کے رسول ﷺ) وہ تو منافق تھا۔

---

[1] صحیح جامع ترمذی کتاب تفسیر القرآن تفسیر سورۃ المنافقون

[2] بخاری کتاب التفسیر باب قولہ استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھا دی (اس پر) اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرما دیا "اگر ان (منافقوں) میں سے کوئی مر جائے تو آپ اس پہ نماز نہ پڑھیں اور اس کی قبر پر بھی کھڑے نہ ہوں۔"

ایک حاسد اور منافق سے یہ انتہا درجہ کا بہتر سلوک ہے جس نے ایک طرف حاسدوں کے منہ میں خاک ڈال دی تو دوسری طرف آپ نے کردار کی عظمت کو چار چاند لگا دیے۔ لہٰذا نبی ﷺ کے طریقہ سے پتہ چلا کہ حاسدوں کے فتنوں سازشوں اور مذموم مقاصد سے بچاؤ کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ ان کی مجرمانہ حرکات وسکنات کو نظر انداز کر کے ان سے انتہائی نرم رویہ رکھو۔ لیکن یہ طریقہ بھی ان کیلئے ہے جنہوں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے۔ یہود ونصاریٰ جو حسد کی وجہ سے ایمان نہ لائے اور آج تک انتقامی آگ میں جلتے ہوئے مسلمانوں سے کھلم کھلا دشمنی کا اظہار کر رہے ہیں' ان کے پنجہ ظلم کو تلوار سے روکنا چاہئے اور ان ہی لوگوں سے جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔

علماء میں حسد کی وجہ سے جھگڑے

شیطان کا طریقہ واردات یہ ہے کہ وہ خصوصاً اس بندے پر حملہ آور ہوتا ہے' جس کا وجود دوسروں کیلئے مشعل راہ ہو' جسے اللہ تعالیٰ نے علم سے نوازا اور ایک مقام عطا کیا ہو تو شیطان ایسے بندے کی نظر میں اس کا رائی برابر علم بھی پہاڑ کی شکل میں مزین کر دیتا ہے اور ایسے آدمی کو کچھ دوسرے اشخاص علمی اعتبار سے کمتر دکھائی دینے لگتے ہیں۔ اب اس کے سامنے کسی اور صاحب علم کا نام لیا جائے یا اس کے علمی مرتبہ کا ذکر کیا جائے تو اس کے تن بدن میں آگ سی لگ جاتی ہے اور وہ دوسرے کی علمی مجلس اس کے مرتبہ اور حلقہ احباب سے نفرت کرنے لگتا ہے' اس کے طریقہ تبلیغ و تدریس اور انداز تحریر میں کیڑے نکالنا شروع کر دیتا ہے اور یہیں سے ہی جھگڑوں کا بیج پھوٹ پڑتا ہے۔ مشہور قول ہے:

﴿ اَلْمُعَاصِرَةُ سَبَبُ الْمُنَافِرَةِ "ہم عصر ہونا منافرت کا سبب ہے۔" یعنی ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمانہ کے اصحاب علم ایک دوسرے کے وجود کو برداشت نہیں کرتے' وہ دینی خدمت کی بجائے ایک دوسرے کی اکھاڑ پچھاڑ میں لگ جاتے ہیں جس سے عوام میں بھی ایک بے یقینی کی فضا پیدا ہو جاتی ہے اور ایسے لوگ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کامل علم کسی کو عطا نہیں کیا اور ہر صاحب علم سے بلند تر بھی کوئی ذات ہے۔ اس بات کی واضح مثال صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی یہ روایت ہے:

موسیٰ علیہ السلام نے لوگوں سے ایک دن وعظ فرمایا' جس کے اثرات یہ ہوئے کہ:

﴿فَاضَتِ الْعُيُوْنُ وَرَقَّتِ الْقُلُوْبُ وَلّٰى فَاَدْرَكَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ اَىْ رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ فِى الْاَرْضِ اَحَدٌ اَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ لَا فَعَتَبَ عَلَيْهِ﴾

''اس وعظ سے لوگوں کی آنکھیں بہہ پڑیں اور دل پگھل گئے اور (جب موسیٰ علیہ السلام) پیٹھ موڑ کر چلے تو آپ سے ایک آدمی ملا' اس نے پوچھا اے اللہ کے رسول علیہ السلام! کیا روئے زمین میں آپ سے بڑا کوئی عالم دین ہے' تو موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا ''نہیں'' تو اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں آزمائش میں ڈال دیا۔''

اس لئے کہ انہیں یہ بات اللہ کے حوالے کرنا چاہئے تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی کی کہ دو دریاؤں کے سنگھم پر میرا ایک بندہ ''خضر'' ہے' جو تم سے زیادہ عالم ہے' موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی میں اسے کیسے مل سکتا ہوں؟

فرمایا: ''اپنے ساتھ ایک مچھلی رکھ لو جہاں وہ مچھلی گم ہو جائے وہیں وہ بندہ ملے گا۔''

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک مچھلی اپنی زنبیل میں رکھ لی اور اپنے خادم یوشع بن نون کو ساتھ لے کر سفر پر روانہ ہو گئے' راستے میں ایک چٹان پر پہنچے تو نیند آ گئی اور چٹان پر اپنا سر رکھ کر سو گئے' (خادم جاگ رہا تھا) اچانک اس وقت مچھلی زنبیل میں سے تڑپ کر نکلی اور دریا میں جا گری اور سرنگ کی طرح کا بنا ہوا راستہ چھوڑ گئی' اللہ تعالیٰ نے اس راستہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پانی کی روانی کو روک دیا اور سرنگ کی طرح پانی میں ایک راستہ سا بنا رہ گیا' جب موسیٰ علیہ السلام بیدار ہوئے تو ان کا خادم انہیں اس واقعہ کی اطلاع دینا بھول گیا اور وہ دونوں سفر پر چل کھڑے ہوئے اور دن کا باقی حصہ اور رات بھی چلتے رہے۔ دوسرے دن صبح موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا کھانا لاؤ ہم تو اس سفر سے بہت تھک گئے ہیں' تو یوشع کو یاد آیا اور انہوں نے جواب دیا کہ "دیکھئے کل جب ہم نے چٹان کے پاس دم لیا تھا تو اس وقت مچھلی عجیب طرح کا راستہ بناتی ہوئی دریا میں چلی گئی تھی اور شیطان نے مجھے ایسا بھلایا کہ اس واقعہ کا آپ سے ذکر کرنا ہی بھول گیا۔"

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا "وہی جگہ تو ہماری منزل مقصود تھی" چنانچہ وہ دونوں اپنے نقش پا کو دیکھتے دیکھتے واپس اسی چٹان تک آ گئے' وہاں انہوں نے ایک شخص کو کپڑا اوڑھے دیکھا تو موسیٰ علیہ السلام نے اسے سلام کہا تو اس نے کہا (تم کون ہو؟) تمہارے ملک میں سلام کا طریقہ کہاں سے آیا؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا "میں موسیٰ ہوں" سیدنا خضر نے کہا بنی اسرائیل کے موسیٰ (علیہ السلام)؟

تو موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا ہاں' میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ اللہ نے آپ کو بھلائی کی باتیں سکھائی ہیں ان میں سے کچھ مجھے بھی سکھا دیں؟ سیدنا خضر نے جواب دیا' موسیٰ دیکھو! اللہ تعالیٰ نے اپنے علوم میں سے ایک علم مجھے سکھایا ہے جسے آپ نہیں جانتے اور ایک علم آپ کو سکھایا ہے' جسے میں نہیں جانتا' لہٰذا تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے' موسیٰ علیہ السلام نے کہا "میں انشاء اللہ ضرور صبر کروں گا اور کسی معاملہ میں آپ سے اختلاف نہیں کروں گا' سیدنا خضر نے کہا "اگر میرے ساتھ چلنا ہے تو پھر مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا' یہاں تک کہ میں خود اس کی حقیقت آپ کو بیان کر دوں۔"

اس معاہدہ کے بعد وہ دریا کے کنارے کنارے چل دیئے اور ان کا گزر ایک کشتی پر ہوا' تو انہوں نے کشتی والوں سے کہا کہ ہمیں بھی سوار کر لو' کشتی والوں نے حضرت خضر کو پہچان کر بغیر کرایہ کے ہی سوار کر لیا' ابھی وہ کشتی میں سوار ہوئے ہی تھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ خضر نے اس کشتی کا ایک تختہ توڑ دیا اور اسے عیب دار بنا دیا' موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ ان لوگوں نے تو کرایہ لئے بغیر ہمیں کشتی پر بٹھا لیا اور آپ نے ان کی کشتی کو توڑ دیا' کہ سب کشتی والوں کو ڈبو دو یہ تم نے کیا عجیب حرکت کی؟ سیدنا خضر نے کہا میں نے آپ کو بتلایا نہیں تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے'' موسیٰ علیہ السلام نے کہا ''مجھ سے بھول ہو گئی' آپ درگزر کیجئے اور میرا کام مجھ پر دشوار نہ کیجئے۔''

موسیٰ علیہ السلام اور خضر جیسے علماء کے علم کے مقابلہ میں

اللہ کے علم کی وسعت

دورانِ سفر ایک چڑیا آئی' جس نے کشتی کے کنارے پر بیٹھ کر دریا میں سے اپنی چونچ سے پانی لیا جسے دیکھ کر سیدنا خضر نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا

﴿مَا عِلْمِيْ وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ اِلَّا مِثْلَ مَا نَقَصَ هٰذَا الْعُصْفُوْرُ مِنْ هٰذَا الْبَحْرِ﴾

''اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں میرا اور آپ کا علم (دونوں مل کر) اتنے ہیں' جس قدر اس چڑیا نے اس دریا میں سے (چونچ سے) پانی لیا ہے۔''

پھر وہ دونوں کشتی سے نکل آئے اور ساحل پر چلتے گئے۔ راستہ میں سیدنا خضر نے ایک لڑکے کو دیکھا جو دوسرے لڑکوں سے مل کر کھیل رہا تھا' خضر نے اس لڑکے کے سر کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر مروڑا اور اسے جان سے مار دیا' موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے ''ارے بھائی آپ نے ایک پاکیزہ جان کو ناحق مار دیا' یہ تو آپ نے بہت برا کیا'' سیدنا خضر کہنے لگے میں نے آپ کو کہا نہیں تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے۔؟

موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہ کام تو پہلے کام سے بھی سخت تر تھا' پھر کہا کہ اچھا اگر آئندہ میں نے آپ پر کوئی اعتراض کیا تو بے شک مجھے اپنے ساتھ نہ رکھنا' کیونکہ آپ کی طرف سے مجھ پر اتمام حجت ہو جائے گا' وہ پھر دونوں چل کھڑے ہوئے' چلتے چلتے ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بستی میں پہنچے اور بستی والوں سے کھانا طلب کیا لیکن انہوں نے کچھ بھی کھانے کو نہ دیا۔ اتفاق سے انہوں نے ایک دیوار دیکھی کہ جو گرانے ہی والی تھی' سیدنا خضر نے اس کو سیدھا کر دیا' موسیٰ علیہ السلام نے کہا ان لوگوں نے نہ تو ہمیں کھانا دیا اور نہ ضیافت کی اگر آپ چاہتے تو ان سے دیوار درست کرنے کی مزدوری بھی لے سکتے تھے (جس سے ہم کھانا کھا سکتے)' سیدنا خضر کہنے لگے بس اب جدائی کی گھڑی آ پہنچی اور اب میں آپ کو ان واقعات کی حقیقت بتاتا ہوں جن پر آپ صبر نہ کر سکے۔[1]

سیدنا خضر نے کہا کشتی کو عیب دار کرنے سے میری غرض یہ تھی کہ جب یہ کشتی اس ظالم بادشاہ کے سامنے جائے (جو دریا میں اچھی کشتیوں کو چھین رہا تھا) تو اسے عیب دار سمجھ کر چھوڑ دے اور کشتی والے پھر اسے درست کر لیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔

دوسرے واقعہ کی تاویل یہ ہے کہ اس لڑکے کے ماں باپ ایمان دار تھے اور لڑکے کی قسمت میں کفر لکھا تھا' ہم ڈرے کہ کہیں یہ اپنے ماں باپ کو کفر اور سرکشی میں نہ پھنسا دے ہم نے چاہا اللہ تعالیٰ اس سے بڑھ کر پاک وصاف لڑکا انہیں عطا کرے۔[2]

مذکورہ واقعہ اور کچھ نصیحت آموز باتیں

- دنیا میں کوئی عالم یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے بڑا عالم کوئی نہیں ہے یہ بات اللہ کو بھی ناپسند ہے اور موسیٰ علیہ السلام تو اللہ کے نبی تھے' اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلاح کر دی۔ اگر موجودہ کوئی بندہ ایسا دعویٰ کر بیٹھے تو یہ دعویٰ اس کی حدیث میں کم فہمی کی دلیل ہے اور جب وہ اپنی بات یا رائے کے خلاف کسی دوسرے کا ٹھوس اور مضبوط موقف دیکھے گا تو تکبر اور حسد کی وجہ سے اسے ٹھکرا دے گا تو اس سے دو گروہوں میں نفرت پھیل جائے گی اور یہی جھگڑے کی بنیاد ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر باب قولہ اذ قال موسی لفتۃ لا ابرح حتی ابلغ مجمع البحرین

[2] بخاری کتاب التفسیر باب مذکورہ جامع ترمذی ابواب التفسیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- موسیٰ علیہ السلام نے اپنے سے بڑے عالم کے بارے سنا تو بطور طالب علم کے اس سے کچھ سیکھنے کیلئے چلے گئے اس راستے میں نہ تو ان کا علمی وقار رکاوٹ بنا اور نہ ہی دوسرے کا علمی طور پر بڑا ہونا انہیں ناگوار گزرا' بلکہ تجسس کے ہاتھوں اس بڑے شیخ سے ملنے چلے گئے اور یہی طریقہ انبیاء کا طریقہ ہے جو وارثانِ انبیاء کیلئے نمونہ ومثال ہے۔ جس سے حسد کی جڑ کٹ کے رہ جاتی ہے۔
- اس واقعہ میں یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے دوسرے کے علمی وقار سے متاثر ہو کر اندھی تقلید نہیں کی' کہ بڑا عالم جو چاہے کرے اسے مان لو' بلکہ جس چیز کو انہوں نے برائی سمجھا' فوراً اس پر ٹوکا خاموش نہ رہ سکے اور حتیٰ کہ جذبہء اصلاح نے وعدہ بھی بھلا دیا۔

عالم ہونے کے باوجود حسد نے ہدایت کا راستہ روک لیا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو جہاں عبداللہ بن اُبی اپنی سرداری چھن جانے کی وجہ سے مرتے دم تک منافقت اور حسد کے ہاتھوں مسلمانوں کا دشمن بنا رہا' وہاں عیسائیوں کا ایک بہت بڑا عالم دین ابو عامر کے نام سے معروف بھی تھا۔ وہ صرف اس وجہ سے دشمنی پر اتر آیا کہ اسے اپنا علمی وقار خطرے میں نظر آتا تھا۔ یہ شخص انصار کے قبیلہ خزرج سے تعلق رکھتا تھا' اس نے درویشی کا طریقہ اختیار کر لیا تھا اور یوں رہبانیت کے ساتھ ساتھ اس کی درویشی کا سکہ بھی مدینے اور اطراف کے جاہل عربوں میں بیٹھا ہوا تھا۔ خصوصاً خزرج کا قبیلہ اس کے زہد اور درویشی کا بڑا معتقد تھا اور اس کی تعظیم کرتا تھا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچے تو اس کی مشیخیت وہاں خوب چل رہی تھی' مگر یہ علم اور درویشی اس کے اندر حق شناسی اور حق جوئی نہ پیدا کر سکی' بلکہ الٹا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا روحانی حریف سمجھ لیا۔ کیونکہ آپ کی آمد کے بعد لوگوں کی توجہ ابو عامر کی طرف سے ہٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مبذول ہو گئی تھی۔ پہلے تو یہ شخص اس انتظار میں رہا کہ قریش مکہ ہی اس شخص اور اس کے ساتھیوں سے نمٹنے کیلئے کافی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ مگر جب بدر میں قریشِ مکہ کو شکستِ فاش ہوئی تو اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف اس کی چھپی ہوئی عداوت بھڑک اٹھی' اس کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا' چنانچہ یہ مدینہ سے نکل کھڑا ہوا اور اس نے قریش اور دوسرے عرب قبائل میں اسلام کے خلاف تبلیغ شروع کر دی۔ احد کی جنگ جن لوگوں کی کوشش سے بپا ہوئی' ان میں یہ بھی شامل تھا اور کہا جاتا ہے کہ احد کے میدانِ جنگ میں اسی نے وہ گڑھے کھدوائے تھے' جن میں سے ایک میں گر کر نبی ﷺ زخمی ہوئے۔ پھر جنگ احزاب میں جو لشکر مدینہ پر چڑھ آئے تھے' ان کو اکٹھا کرنے اور لڑائی پر ابھارنے میں بھی اس کا نمایاں حصہ تھا۔ اس کے بعد جنگ حنین تک جتنی لڑائیاں ہوئیں' ان سب میں یہ عیسائی درویش اسلام کے خلاف شرک کا سرگرم حامی رہا۔ اسلام کے خلاف کوئی سازش بھی کفار یا منافقین کی طرف سے تیار ہوئی تو اس میں اس کا عمل دخل ضرور ہوتا تھا۔ جب حنین میں کافروں کو شکست ہوئی تو اس نے سمجھ لیا کہ اب عرب کے اندر کوئی طاقت ایسی نہیں رہ گئی جو اسلام اور مسلمانوں کو کچل سکے اس لئے اس نے عرب کو چھوڑ کر روم کا رخ کیا اور اپنے مذہب کا واسطہ دے کر قیصر روم کو مسلمانوں کے خلاف ابھارنے اور کاروائی کرنے کیلئے اشتعال دلانے کا منصوبہ تیار کیا۔[1]

مدینہ کے منافقین ایسے تمام کاموں میں اس کے ہمراز اور معاون ہوتے تھے۔ جب وہ روم کی طرف روانہ ہونے لگا تو اس کے اور منافقین کے درمیان یہ قرارداد پاس ہوئی کہ مدینہ میں یہ لوگ اپنی ایک الگ مسجد بنالیں گے' تاکہ عام مسلمانوں سے بچ کر منافق مسلمانوں کی علیحدہ جتھہ بندی اس طرح کی جا سکے کہ اس پر مذہب کا پردہ پڑا رہے اور وہاں منافقین نہ صرف منظم ہو سکیں' بلکہ آئندہ کاروائیوں کیلئے مشورے کر سکیں اور ابو عامر سے جو ایجنٹ خبریں اور ہدایات لے کر آئیں' وہ بھی غیر مشتبہ فقیروں اور مسافروں کے روپ میں اس مسجد میں ٹھہر سکیں۔ قرآن حکیم نے اس مسجد کا یوں ذکر کیا ہے:

[1] تفہیم القرآن جلد دوم تفسیر القرآن جلد ۲ اشرف الحواشی تفسیر سورۃ توبہ آیت ۱۰۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَا اِلَّا الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝﴾ (توبہ:۱۰۷)

''وہ لوگ جنہوں نے ایک مسجد بنائی' اس لئے کہ وہ (دعوتِ حق کو) نقصان پہنچائیں اور اللہ کی بندگی کرنے کی بجائے کفر کا ارتکاب کریں اور مومنین کے درمیان تفرقہ بازی کو ہوا دیں اور اس شخص کیلئے کمین گاہ بنائیں جو اس سے پہلے اللہ اور اس کے رسول کے خلاف برسرِ پیکار رہ چکا ہے اور وہ ضرور قسمیں اٹھا کر کہیں گے کہ ہمارا ارادہ بھلائی کے سوا کچھ نہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یقیناً یہ جھوٹے لوگ ہیں۔''

چنانچہ مسجد قباء اور مسجد نبوی کے درمیان قبا سے کچھ قریب ایک تیسری مسجد تیار ہونے لگی اور اس کی ضرورت یہ بتلائی گئی کہ ہم میں سے بہت لوگ کمزور اور ناتواں ہیں' بارش اور سردیوں کی راتوں میں عام لوگوں کو اور خصوصاً ضعیفوں اور کمزوروں کو جو ان دونوں مسجدوں سے دور رہتے ہیں' پانچوں وقت حاضری دینی مشکل ہوتی ہے۔ لہٰذا نمازیوں کی سہولت کیلئے یہ نئی مسجد بنائی جا رہی ہے' یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کی کہ آپ وہاں چل کر افتتاح کے طور پر دو رکعت نماز پڑھا دیں' اس سے منافقوں کی غرض صرف مسلمانوں کو فریب دینا اور اپنی سازشوں پر پردہ ڈالنا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا'' اس وقت تو میں جہاد پر جا رہا ہوں' واپسی پر دو رکعت نماز پڑھا دوں گا۔''

جب آپ غزوہ تبوک پر روانہ ہو گئے تو پیچھے رہ جانے والے منافقین بغلیں بجانے لگے' انہیں یقین تھا کہ اب مسلمان بچ کر واپس نہیں آ سکیں گے اور قیصرِ روم کی فوجیں مسلمانوں کو کچل کر رکھ دیں گی۔ لہٰذا وہ اس مسجد میں بیٹھ کر سازشیں کرتے رہے کہ جونہی مسلمانوں کی شکست کی خبر ملے تو تاج شاہی عبداللہ بن ابی منافق کے سر پر رکھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا جائے اور اسے اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا جائے" مگر اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ ہوا یہ کہ جب آپ ﷺ تبوک پہنچے تو شاہِ غسان کو مقابلہ پر آنے کی ہمت ہی نہ پڑی اس کی دو وجوہات تھیں' ایک یہ کہ مَلک غسان کچھ عرصہ پہلے جنگ موتہ میں مسلمانوں کی جرأت ایمانی ملاحظہ کر چکا تھا کہ کس طرح اس کا ایک لاکھ کا لشکر تین ہزار مجاہدین پر بھی غالب نہ آ سکا اور سیدنا خالد بن ولید نے کس بے جگری کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا تھا اور اب غزوۂ تبوک میں مسلمانوں کی تعداد تیس ہزار تھی۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ اسے قیصرِ روم سے مزید کمک کی امید تھی لیکن قیصر روم نے جب ابوسفیان سے بھرے دربار میں پیغمبر اسلام کے حالات سنے تو آپ کی صداقت سے اتنا متاثر ہوا کہ اسلام لانے کو تیار تھا۔ مگر اپنے وزیروں' مشیروں کے تیور دیکھ کر اس نے اسلام کا اعلان کرنے کی جرأت نہ کی' لیکن اس کے دل میں پیغمبر کائنات ﷺ کی دھاک بیٹھ گئی تھی اور یہی وجہ تھی کہ اس نے مَلک غسان کو امداد بھیجنے سے انکار کر دیا۔ اس طرح مَلک غسان کے لشکر کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ مسلمانوں کے مقابلے پر آنے کی جرأت نہ کر سکا۔ آپ ﷺ نے بیس دن تبوک میں رہ کر انتظار کیا' اس قیام سے ایک تو دشمن پر اپنی دھاک بٹھانا مقصود تھا' دوسرے بہت سے عربی قبائل جو پہلے قیصرِ روم کے باجگزار تھے' اس سے کٹ کر اسلامی ریاست کے تابع ہو گئے تھے۔

مسجد ضرار کا انہدام

تبوک سے واپسی کے سفر میں جب آپ مدینہ کے قریب ذی اوان نامی مقام پر پہنچے تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ ایک آیت جو پیچھے گزر چکی اور دوسری یہ آیت

﴿لَا تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ ۚ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ○ أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَمْ مَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ۝﴾ (توبة ۱۰۸'۱۰۹)

"(اے نبی ﷺ! آپ منافقوں کی تعمیر کی ہوئی) اس مسجد میں ہرگز (عبادت کیلئے) کھڑے نہ ہوں وہ مسجد جس کی پہلے دن سے تقویٰ پر بنیاد رکھی گئی تھی' زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں' اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ کیا وہ شخص بہتر ہے جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کے خوف اور اس کی رضا پر رکھی ہو یا وہ شخص جس نے اپنی عمارت کی بنیاد ایک کھوکھلے گڑھے کے کنارے پر رکھی ہو' جو اس کو بھی لے کر جہنم کی آگ میں جا گرے اور ایسے ظالم لوگوں کو اللہ کبھی سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔"

جب یہ آیات نازل ہوئیں تو آپ ﷺ نے وہیں سے چند صحابہ کو حکم دیا کہ فوراً جا کر اس مسجد کو آگ لگا دیں' چنانچہ آپ کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی اس مسجد کو پیوند خاک کر دیا گیا' جس کا مرکزی کردار ابو عامر عیسائی عالم دین تھا۔

کچھ توجہ طلب باتیں

- ابو عامر وہ عالم تھا کہ جس کے پاس علم ہونے کے ساتھ عمل بھی تھا اسی لئے وہ عالم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک درویش کے طور پر زیادہ مشہور تھا' لیکن اس کے علم اور درویشی کو صرف ایک حسد نے آگ لگا دی۔ وہ تھا تو عالم جس کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہوتا ہے' لیکن حسد کی وجہ سے اللہ کا دشمن قرار پایا اور قرآن نے اس کے بارے ﴿حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾ (جس نے اللہ اور اس کے رسول کے خلاف جنگ کی) کے الفاظ استعمال کئے اور اس کے حسد کی مرکزی وجہ پر اگر غور کیا جائے تو وہ یہ ہے کہ "لوگوں کی زیادہ توجہ رسول اللہ ﷺ کی طرف کیوں ہے میری طرف کیوں نہیں۔" جہاں یہ سوچ آ جائے تو وہاں شیطان کیلئے فتنوں اور لڑائی جھگڑوں کیلئے راستے آسان ہو جاتے ہیں' بندہ حق سچ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور چلا جاتا اور ہٹ دھرمی پر اتر آتا ہے۔ اُس وقت اس کا علم قوم کی بہتری اور فلاح کیلئے استعمال نہیں ہوتا' بلکہ وہ اپنے علمی وقار سے لوگوں کے ذریعہ دوسروں کو نقصان پہنچانے کیلئے فوائد حاصل کرتا ہے۔ ایک عالم عبداللہ بن سلام تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کے اسلام قبول کیا اور جنت کے وارث بن گئے اور ایک ابو عامر تھا کہ علم ہونے کے باوجود ساری عمر حسد کی آگ میں جلنے مرنے کے بعد جہنم کا ایندھن بن گیا۔

- عبداللہ بن ابی منافق کا بیٹا صحابی رسول ﷺ تھا' لیکن والد کو چوہدراہٹ کی حسرت لے ڈوبی اور ابو عامر کا بیٹا حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں' جنہیں رسول اللہ ﷺ نے غسیل الملائکہ کا لقب دیا تھا' (تفسیر ابن کثیر و اشرف الحواشی حاشیہ آیت مذکورہ) تو حسد وہ سنگین بیماری ہے کہ دونوں منافق و حاسد' گھر میں حق کی شمع روشن ہونے کے باوجود ہدایت نہ پا سکے۔

- مسجد بنانا اگرچہ نیک اور صالح کام ہے' لیکن جو مسجد لوگوں کو تکلیف دینے اور مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کیلئے اور تفرقہ بازی کو ہوا دینے کیلئے استعمال ہو' اسلام نے ایسی مسجد کو بھی پسند نہیں کیا' بلکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے گرا دینے کا حکم دے کر اس بات کا اظہار کیا ہے کہ مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے اور ان کو آپس میں ملانے اور قریب لانے کا عمل ایک ایسی مسجد بنانے سے کہیں بہتر ہے جو تفرقہ بازی کیلئے استعمال ہو اور اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ دو بندوں کی اگر مسجد میں لڑائی ہو جائے تو وہ مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کیلئے ایسی بات کا اظہار کریں ''ہماری بات نہیں مانتے' ہم مسجد الگ بنا لیتے ہیں'' یہی تو تفرقہ بازی ہے جس کے پیچھے یہ ہوس کارفرما ہے کہ میری بات مانی جائے۔

؎ ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوع انساں کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر آدمی حق پر ہو' مساجد کے حوالہ سے بھی انتظامیہ میں سو طرح کے مسائل سامنے آجاتے ہیں' تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ میں وہاں سے بھاگ کر مورچہ کے طور پر الگ ایک مسجد بنالوں۔

○ اللہ رب العزت نے جہاں نبی ﷺ کو مسجد ضرار میں نماز پڑھنے سے روکا' وہاں اس کے ساتھ ایک بہترین تمثیل بھی رکھ دی ہے۔ فرمایا:

﴿أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَمْ مَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ○﴾ (توبۃ: ۱۰۹)

"(ذرا سوچو) کیا وہ شخص بہتر ہے کہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کے خوف اور اس کی رضا پر رکھی ہو' یا وہ شخص بہتر ہے کہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد ایک کھوکھلے گڑھے کے کنارے پر رکھی ہو؟ جو اس کو بھی لے کر جہنم کی آگ میں جا گرے اور ایسے ظالم لوگوں کو اللہ کبھی سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔"

اس میں بتایا گیا ہے کہ انسان کا عمل ایک عمارت ہے اور اس عمارت کو دیکھ کر آخرت والے دن فیصلہ ہوگا۔ اگر عمل کی بنیاد تقویٰ اور خیر پر رکھی جائے تو اس کی بنیاد مضبوط ہے اور اگر عمل کی بنیاد کھوکھلی زمین پر رکھی جائے تو اس سے ایسی عمارت تعمیر ہوگی کہ جو گڑھے میں گرتے وقت اس کے مکینوں کو بھی لے ڈوبے گی۔

تو حسد وہ گڑھا ہے کہ جو عمارت کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیتا ہے' اگر بندہ کوئی بھی نیک عمل تقویٰ اور خیر کی نیت سے کرنے کی بجائے دوسروں کو نیچا دکھانے یا حسد کی وجہ سے کرے تو اس کی بنیاد کھوکھلے گڑھے پر ہے' جو ثواب کی بجائے اس کیلئے نقصان کا باعث بنے گا۔

تنظیموں میں حسد کی وجہ سے جھگڑے

مذہبی و سیاسی تنظیموں میں جھگڑوں کی جو بے شمار وجوہات ہیں' ان میں سے ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ حسد بھی ہے' جب کسی تنظیم کے بانیوں اور کارکنوں میں تقویٰ ہو اور وہ ہر کام اللہ کے دین کی سربلندی کیلئے کریں تو اللہ رب العزت انہیں عروج اور ترقی سے نوازتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں وہ تنظیم جس کے افراد سست روی کا شکار ہو کر بدعملی کو شعار بنا چکے ہوں اور ان کے پیشِ نظر بغیر عمل اور حرکت کے کامیابیوں کی خواہش ہو تو ان کا گراف قدرتی طور پر گرنا شروع ہو جاتا ہے' نتیجۃً وہ نوجوان طبقہ جن کے دلوں میں کچھ کر گزرنے کے جذبات پیدا ہوتے ہیں' وہ کوئی ایسا پلیٹ فارم ڈھونڈتے ہیں کہ جہاں سے وہ بدعملی اور سست روی سے بچ کر اپنے گرم خون کو اسلام کی سربلندی کیلئے صرف کریں۔ بدعمل تنظیم کیلئے ایسے عملی نوجوانوں سے محروی جہاں اس کے گراف کو مزید نیچا گراتی ہے' وہاں ان کے دلوں میں یہ بات بھی ڈال دیتی ہے کہ ''ہماری ساری محنت کو دوسری تنظیم نے برباد کر دیا' وہ ہماری محنت لے اڑے'' تو بس یہیں سے دوسری عملی تنظیم سے حسد کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ وہ افرادی قوت ٹوٹنے کے اسباب پر غور نہیں کرتے اور اپنی بدعملی کا سارا قصور دوسری تنظیم پر تھوپ کر ان سے دشمنی شروع کر دیتے ہیں جس سے مساجد اور تنظیموں میں جھگڑے اور تو تکار شروع ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر دوسری تنظیم کے کسی عالم کا درس نہیں ہونے دینا' کیا وجہ ہے وہ مسلمان نہیں؟ مسلمان بھی ہے کیا نمازیں نہیں پڑھتے......؟ یہ بات بھی نہیں' نمازیں اور تقویٰ میں تو ہم سے بہت بہتر ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے؟ ایک ہی وجہ ہے کہ جب تک میرے جسم میں جان ہے تو اس وقت تک ان کا بندہ میری مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا۔ یہ ہے ایک بلا وجہ کا جھگڑا جس کی بنیاد حسد کے سوا کچھ بھی نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوشی اور غمی میں جذبات کی رو میں بہہ جانا

دو کیفیتوں سے ہر انسان کا ضرور واسطہ پڑتا ہے اور وہ دو کیفیتیں ''خوشی'' اور ''غم'' ہیں۔

ان دونوں حالتوں میں سے کسی حالت میں بھی آدمی اگر حد اعتدال سے تجاوز کر جائے یا دوسرے لفظوں میں خود پر کنٹرول نہ کر سکے تو یہ بات بعض دفعہ لڑائی کا پیش خیمہ بن جاتی ہے اور یوں خوشی غمی میں بدل جاتی ہے۔ خوشی اور غم ہی انسانیت کا امتحان ہوتے ہیں اور یہ چیزیں ہی دکھاتی ہیں کہ انسان میں انسانیت کہاں تک ہے۔ کیا اس میں شعور ہے یا وہ درندہ بن گیا ہے۔ بہادر شاہ ظفر نے بڑی اچھی بات کہی تھی۔

ظفر آدمی نہ اس کو جانیئے گا خواہ ہو وہ کتنا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی جسے غم میں خوفِ خدا نہ رہا

ہمارے ملک میں بہت سی لڑائیاں خوشی کے موقع پر ہو جاتی ہیں اور ان لڑائیوں میں مرکزی کردار یہی بات ادا کرتی ہے کہ ''خوشی میں جذبات پر کنٹرول نہیں رہا تھا'' اگر افراد کو متاثر کرنے والی خوشیوں کا گہری نظر سے جائزہ لیا جائے تو انہیں مختلف حالتوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر

- کسی کامیابی پر خوشی۔
- شادی بیاہ اور اس سے متعلقہ خوشیاں۔
- تہواروں پر خوشیاں۔
- مغرب کی نقالی میں خوشیاں وغیرہ۔

اب ہم مختصر طور پر ان خوشیوں کا جائزہ لیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی کامیابی پر خوشی

کسی بھی مقصد میں کامیابی پر دل و دماغ میں خوشی کی لہر کا دوڑ جانا ایک فطری بات ہے اور یہ مقاصد کئی طرح کے ہو سکتے ہیں۔ لیکن ہم یہاں ان مقاصد یا مہمات کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں جن میں کامیابی پر تخریبی عناصر جھگڑوں کی فضا بنا دیتے ہیں اور ان مہمات میں سرفہرست الیکشن میں کامیابی ہے۔ اس کامیابی کے بعد جھگڑوں میں جس قدر جانیں ضائع ہوتی ہیں' اخبارات کے چہرے ایسی خبروں سے سیاہ ہوتے ہیں اور دانشوروں کے قلم ان سیاہ خبروں سے ایک عرصہ تک لکیریں کھینچتے رہتے ہیں۔ دراصل یہ وہ کامیابی ہے' جس میں دو گروپوں کے درمیان ہار جیت کا فیصلہ ہوتا ہے' اگر جیتنے والا خوشی سے معمور ہوتا ہے' تو ہارنے والا بھی غم سے بدحال اور غصے سے لبریز ہوتا ہے' تو ایسے میں اگر جیتنے والا جلوس نکالے گا' نعرے بازی کرے گا' ہوائی فائرنگ کرتے اور ہارنے والے کو ہوٹنگ کرتا ہوا اس کے دروازے کے سامنے سے گزرے گا تو ضرور دوسرا بھی جو کہ پہلے ہی غم وغصہ سے بھرا ہوا ہے' طیش میں آ کر مرنے مارنے پر اتر آئے گا اور اگر دونوں کے پاس افرادی قوت بھی ہوئی تو دونوں گروپوں میں جنگ کا میدان بن جائے گا۔

ذرا سوچئے کہ جیتنے کے بعد وہ ہوائی فائرنگ کرتا ہوا جلوس کیوں نکال رہا ہے؟ یہ کام کرنے پر اسے کس چیز نے مجبور کیا؟ اس کام پر اسے کتنے فوائد ملیں گے؟ یقیناً جواب یہی ہوگا کہ اس نے خوشی میں آ کر یہ سارے کام کیے۔ بس یہی وہ خوشی ہے جسے ہم حد اعتدال سے بڑھا ہوا گردانتے ہیں' جو لڑائی جھگڑوں کی جڑ اور جاہلیت کی ایک پرانی رسم ہے۔

ہماری خوشی کا انداز جاہلیت والا ہے

دورِ جاہلیت میں کافر لوگ جب درندگی اور وحشت پر اترتے تو مخالف فریق کو شکست دینے کے بعد ان کے بیوی بچوں کو لونڈیاں اور غلام بنا لیتے' پھر شراب وکباب کی مجلسیں سجا کر مغنیہ کے لبوں سے لب ملا کر شراب پیتے اور تڑپتی لاشوں پر بھنگڑا ڈالتے۔ اور آج اکیسویں صدی کا مہذب انسان اسی جاہلیت اور درندگی کی طرف پلٹ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہا ہے کہ جیتنے کے بعد ہمارا انداز بعینہ وہی ہوتا ہے' جو فتح احد کے بعد ابوسفیان کا تھا۔

فتح احد کے بعد ابوسفیان کی خوشی کا انداز

غزوۂ احد میں ابوسفیان نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے شہید ہونے کی افواہ پھیل گئی ہے اور مشرکین نے واپسی کی تیاری مکمل کر لی تھی' تو ابوسفیان جبل احد پر نمودار ہوا اور بلند آواز سے بولا کیا تم میں محمد ﷺ ہیں؟ لوگوں نے کوئی جواب نہ دیا' اس نے پھر کہا کیا تم میں ابو قحافہ کے بیٹے (ابوبکر) ہیں؟ تو لوگوں نے کوئی جواب نہ دیا اس نے پھر سوال کیا تم میں عمر بن خطاب ہیں؟ لوگوں نے اب کی مرتبہ بھی جواب نہ دیا اس لئے کہ نبی ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کا جواب دینے سے منع فرما دیا تھا' ابوسفیان نے ان تینوں کے سوا اور کسی کے بارے میں نہ پوچھا' کیونکہ اسے اور اس کی قوم کو معلوم ہو گیا تھا اسلام کا قیام ان ہی تینوں کے ذریعہ سے ہے اور جب کوئی جواب نہ ملا تو ان سے کہا' چلو ان تینوں سے تو خلاصی ہوئی۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بے قابو ہو گئے اور بولے ''اوئے اللہ کے دشمن! جن کا تو نے نام لیا وہ سب زندہ ہیں اور ابھی اللہ نے تیری رسوائی کا سامان باقی رکھا ہے'' اس کے بعد ابوسفیان نے کہا تمہارے مقتولین کا مثلہ ہوا لیکن میں نے نہ اس کا حکم دیا تھا اور نہ اس کا برا منایا' پھر اس نے نعرہ لگایا اُعْلُ هُبَل (ھبل بلند ہو) یہ سن کر نبی ﷺ نے صحابہ سے فرمایا:

((اَجِيبُوهُ قَالُوا مَا نَقُولُ قَالَ قُولُوا اللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ قَالَ اَبُو سُفْيَانَ لَنَا الْعُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَجِيبُوهُ قَالُوا مَا نَقُولُ قَالَ قُولُوا اللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ قَالَ اَبُو سُفْيَانَ يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ وَالْحَرْبُ سِجَالٌ))[1]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوة احد وقول الله تعالی واذا غدوت من اهلك تبوی المومنین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''نبی ﷺ نے فرمایا (ابوسفیان کا) جواب دو! صحابہ نے عرض کیا' کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا کہو اللہ اعلیٰ واجل (اللہ ہی اعلیٰ اور برتر ہے) ابو سفیان نے نعرہ لگایا ﴿لَنَا الْعُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ﴾ ہمارے لئے عزی ہے تمہارا کوئی عزی نہیں تو نبی ﷺ نے فرمایا اسے جواب دو' صحابہ نے پوچھا ہم کیا کہیں' آپ نے فرمایا کہو ﴿اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ﴾ (اللہ ہمارا مولیٰ ہے تمہارا کوئی مولیٰ نہیں)' اس کے بعد ابوسفیان نے کہا آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے اور لڑائی تو ڈول کا نام ہے۔''

اس واقعہ میں توجہ طلب بات یہ ہے کہ ابوسفیان کو مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی خوشی تو تھی ہی' مگر اس کا مسلمانوں کی جمعیت کے پاس آ کر للکارنے اور نعرے لگانے کا کیا مطلب تھا' اس موقع پر ابوسفیان نے نہ تلوار چلائی اور نہ ہی کوئی ہتھیار سے حملہ کیا پھر اس طرح نعرے لگانے اور برتری کا اظہار کرنا' آخر کس مقصد کیلئے تھا؟ درحقیقت ابو سفیان کا یہ فعل اپنی انتقامی کیفیت کو سکون دینے کیلئے تھا جو حد اعتدال سے تجاوز کر گئی تھی۔ اس کے اس انداز میں خوشی کا اظہار کرنے سے دوسرا فریق بھی مشتعل ہو سکتا تھا اور یقیناً ہو جاتا' اگر رسول اللہ ﷺ وہاں موجود نہ ہوتے' پھر دیکھیں کہ رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے کے باوجود بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رہا نہ گیا اور انہوں نے جواب دے ہی ڈالا۔ اگر وہاں رسول اللہ ﷺ کی شخصیت موجود نہ ہوتی یا صحابہ آغوشِ نبوت کے پروردہ نہ ہوتے تو ضرور چند لمحات کے بعد ابوسفیان کی لاش خاک و خون میں تڑپ رہی ہوتی۔ بالکل ایسی ہی کیفیت کا اظہار ہمارے نام نہاد الیکشنز میں جیتنے والے لوگ کرتے ہیں۔ گویا فتح کے بعد ہماری خوشی کا انداز ابوسفیان والا ہے' ابوسفیان تو بعد میں مسلمان ہو کر دامانِ نبوی سے وابستہ ہو گئے تھے ان کا شمار صحابہ میں ہوا اور پھر انہوں نے جاہلیت کی رسموں کو یکسر بھلا دیا' لیکن وائے ہماری مسلمانی کہ مسلمان ہونے کا دعویٰ ہے اور خوشیوں' غموں کے انداز جاہلیت والے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح دیہاتوں اور بڑے سکولوں میں فٹ بال اور ہاکی ٹیموں کے مقابلے ہوتے ہیں' ان میں بھی ہار جیت کے بعد نوجوان کا گرم خون کچھ ایسے ہی جذبات کا اظہار کرتا ہے جس کے بعد ہاکیوں اور لاٹھیوں سے ہی لڑائی کا آغاز ہو جاتا ہے اور پھر ہوتے ہوتے مستقل بنیادوں پر دشمنیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ کیا رسول اللہ ﷺ کا بھی ایسا انداز تھا؟ رسول اللہ ﷺ نے بڑی سے بڑی فتح پر بھی تحمل اور بردباری کا درس دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے خوشی منانے کا انداز

رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو پورا عرب ایک طرح سے آپ کے زیرِ نگیں آ چکا تھا مکہ کی فتح' بہت بڑا کارنامہ اور اللہ کی طرف سے انعام تھا' جب آپ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کو وہ تمام لوگ ہی یاد تھے' جو آپ کے راستوں میں کانٹے بچھاتے اور آپ پر گندگی پھینکتے رہے' جنھوں نے آپ کی راہ میں گڑھے کھودے' آپ پر پتھر برسائے' یہاں تک کہ آپ کو شہید کرنے کیلئے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور انتہائی لاچاری کے عالم میں آپ ﷺ کو مکہ چھوڑ کے رات کی تاریکی میں چھپتے چھپاتے مدینہ پہنچنا پڑا تھا۔ اس وقت آپ ان سے جیسا سلوک چاہتے کر سکتے تھے لیکن تاریخ گواہ ہے کہ آپ نے نہ انہیں برانگیختہ کرنے کیلئے نعرے بازی کی' نہ جلوس نکالا' نہ ہی مخالفین کو رسوا کیا' بلکہ بڑی عاجزی و انکساری سے داخل ہوئے اور قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلٰى نَاقَتِهٖ وَهُوَ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفَتْحِ))[1]

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے دن اپنی اونٹنی پر سوار دیکھا اور آپ سورۃ الفتح کی تلاوت فرما رہے تھے۔"

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب این رکز النبی الرایۃ یوم الفتح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب آپ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے تمام مخالفین کو ﴿لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ﴾ (آج کے دن تم پر کوئی سرزنش نہیں) کہہ کر معاف فرما دیا۔ ایسے کردار کو دیکھ کر وہی ابوسفیان جس نے احد کی کامیابی پر خوشی میں مسلمانوں کے زخموں پر الفاظ کے نشتروں سے نمک پاشی کرنا چاہی تھی، بے اختیار آپ کے سامنے ان الفاظ میں چند اشعار سنائے۔

لعمرك الى حين احمل راية
لتغلب خيل اللات خيل محمد
لكا لمد لج الحيران اظلم ليله
فهذا اوانى حين اهدى فاهتدى
هدانى ها دغير نفسى و دلنى
على الله من طردته كل مطرد [1]

"تیری عمر کی قسم! جس وقت میں نے اس لئے جھنڈا اٹھایا تھا کہ لات کے شہسوار محمد (ﷺ) کے شہسواروں پر غالب آ جائیں تو میری کیفیت رات کے اس مسافر کی سی تھی جو تیرہ تار رات میں حیران و سرگرداں ہو۔ لیکن اب وقت آ گیا ہے کہ مجھے ہدایت دی جائے اور میں ہدایت پاؤں، مجھے میرے نفس کی بجائے ایک ہادی نے ہدایت دی اور اللہ کا راستہ اسی شخص نے بتایا، جسے میں نے ہر موقع پر دھتکار دیا تھا" یہی فتح کا دن تھا۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ نے فتح مکہ کے دن غسل کیا پھر آپ نے اپنے گھر میں آٹھ رکعات ادا فرمائیں۔" [2]

یہ سارے آپ کے خوشی کے انداز تھے اگر ان طریقوں کو اختیار کیا جائے تو

---

[1] الرحیق المختوم صفی الرحمٰن مبارک پوری باب اسلامی لشکر مکہ کی راہ میں۔

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب منزل النبی ﷺ یوم الفتح۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھگڑے پیدا ہونا تو درکنار' مخالفین بھی فاتح کی قیادت میں کام کرنا اعزاز سمجھنے لگ جاتے ہیں' مخالفتوں کے کانٹے اکھڑنا شروع ہو جاتے ہیں اور ان کی جگہ محبت کے گلابوں کی کاشتکاری شروع ہو جاتی ہے۔ ہمارے سامنے کسی بھی مقصد میں کامیابی کے بعد رسول اللہ ﷺ کی زندگی سے کتنے پیارے نمونے موجود ہیں جن پر عمل میں نجات ہی نجات ہے۔ دنیا میں جھگڑوں' نفرتوں' بلا وجہ کی دشمنیوں اور تخریبی سازشوں سے بچاؤ اور آخرت میں جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ سے نجات' جو قاتل اور جھگڑالو کو اپنا لقمہ بنانے میں دیر نہیں لگاتی۔

شادی بیاہ سے متعلقہ خوشیاں

خوشیوں میں ایک بہت بڑی خوشی کا موقع کسی کا رشتہ ازدواج میں منسلک ہونا بھی ہے اور ایسے موقع پر گھر بار میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے' دوست واقارب اور رشتہ داروں کی آمد خوشی کو مزید دوبالا کر دیتی ہے۔ شادی کی بے شمار فضول اور بے ہودہ رسوم سے صرف نظر کرتے ہوئے ہم یہاں صرف ان باتوں کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو جھگڑوں کی بنیاد بنتی ہیں۔ ان میں پہلا موقع بارات والا دن ہوتا ہے' دولہا کے گھر والے شادی کی خوشی میں بھول جاتے ہیں' کہ ان کا تعلق انسانوں اور شریف لوگوں کی بستی سے ہے۔ بارات والے دن نوجوان طبقہ کو خوشی میں مادر پدر آزاد ہو جانے کی مکمل آزادی دے دیتے ہیں اور دولہا بھائی بھی جتنے مشتنڈوں کو اکٹھا کرنا چاہیں کر لیتے ہیں۔ لوگوں کو بتانے کیلئے کہ یہ رب نے ہمارے لئے خوشی کا موقع فراہم کیا ہے ہوائی فائرنگ کیلئے جتنا اسلحہ مل سکے وہ بھی اکٹھا کر لیا جاتا ہے۔ اب جیسے ہی اسلحہ سے لیس یہ بارات لڑکی والوں کے گاؤں یا شہر کے کسی چوک میں اترتی ہے تو شہنائیوں کی گونج میں ہوائی فائرنگ کی تڑاتڑ سے پورا محلّہ لرز اٹھتا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے' جیسے یہ باراتیے نہیں' بلکہ حملہ آور ہوں' جو زبردستی لڑکی کو اٹھا لے جانا چاہتے ہوں۔ بے شمار ایسے واقعات سامنے آتے ہیں' کہ اس فائرنگ سے نشانہ چوک جانے پر قیمتی جانوں کا ضیاع ہو جاتا ہے'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوشی' غمی میں بدل جاتی ہے' شہنائیاں ماتم کا رنگ اختیار کر لیتی ہیں' ایک جان کا ضائع ہو جانا کوئی معمولی بات تو نہیں ہے اور نتیجۃً بات تو تکار سے لڑائی تک اور پھر عدالت تک پہنچتی ہے۔

اسلحہ جنگ اور جہاد کیلئے ہے نمائشی کاموں کیلئے نہیں دورِ رسالت میں نبی ﷺ نے خود بے شمار صحابہ کا نکاح پڑھایا' خود بھی شادیاں کیں' اس وقت اُس دور کے مطابق اسلحہ ہوتا تھا' لیکن کبھی بھی شادیوں پر یوں نمائشی کام نہیں ہوئے اور شادیوں پر اس طرح سے اسلحہ کی نمائش بھی دہشت گردی کی ایک قسم ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ سفر میں اپنی اور سواریوں کی حفاظت کے علاوہ کسی کے پاس اسلحہ ہونا ہی نہیں چاہیے۔ بقول شاعر

مگس کو باغ میں جانے نہ دیجئے
ناحق خون پروانے کا ہو گا

یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ شادی کی خوشی کو دوبالا کرنے کیلئے خصوصاً دولہا کے دوست بعض دفعہ شراب سے بھی اپنا دل بہلا رہے ہوتے ہیں۔ مجھے خود ایسی شادیوں میں جانے کا اتفاق ہوا ہے' خود ہی سوچیئے کہ شرابیوں کے ہاتھوں سے ہونے والی فائرنگ کیا گل کھلائے گی؟ پھر پٹاخے چلانے سے آخر جسمانی صحت پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں' کیا بیماریاں دور ہوتی ہیں یا خون بڑھتا ہے؟ یہ چیزیں ماسوائے اپنے تخریبی جذبات کی تسکین کے اور کچھ نہیں ہیں۔

○ شادیوں میں جھگڑوں کا ایک سبب یہ بھی بنتا ہے کہ بارات وقت سے گھنٹوں لیٹ پہنچتی ہے' اس کی وجہ عموماً یہ بات بنتی ہے کہ جتنے دوست احباب اکٹھے کئے تھے وہ وقت کو نظر انداز کر کے راستے میں جگہ جگہ سیر سپاٹے کرتے ہوئے لڑکی والوں کے گھر پہنچتے ہیں' اس سے کئی گھنٹوں کی تاخیر لڑکی والوں کو الجھن میں ڈال دیتی ہے اور باہر سے آئے ہوئے مہمانوں کو الگ تنگ ہونا پڑتا ہے۔

حالانکہ نبی ﷺ کے وعدہ کی پابندی میں کتنے فرامین موجود ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ شادی سے ایک دن پہلے رسم حناء کے نام سے جو غل غپاڑا اڑایا جاتا ہے' اس میں بھی نوجوان طبقہ فائرنگ' شور شرابے' اور ہاؤ ہو سے پورے محلے کی نیند غارت کر دیتا ہے۔ رسم مہندی ایک تو ہے یہ بالکل غیر شرعی کام' دوسرا ایسے شور شرابے شادیوں کے جھگڑوں کا سبب بنتے ہیں۔

تہواروں پر خوشیاں اور مغرب کی نقالی

تہواروں کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں' ایک تو اسلامی تہوار ہیں' جیسے عیدین کے مواقع اور دوسرے غیر اسلامی تہوار ہیں' جو مغرب کی نقالی میں منائے جاتے ہیں۔ عید کی خوشیوں میں بھی ہنگامے ہوتے ہیں' لیکن بہت کم اور یہ ہنگامے ان جگہوں پر ہوتے ہیں جہاں ان خوشیوں میں شراب کو شامل کر لیا جائے یا بلند آواز میں ڈیک لگا کر محلہ والوں کو تنگ کیا جائے اور مغرب کی نقالی میں جو خوشیاں منائی جاتی ہیں' ان میں ایک تو وہ گندے اعمال ہیں جو بعض مخصوص دنوں میں دہرائے جاتے ہیں' جیسے ویلنٹائن ڈے جو ۱۴ فروری کو منایا جاتا ہے۔ اس میں یہ آزادی ہوتی ہے کہ کوئی بھی مرد کسی بھی دوشیزہ کو ویلنٹائن کارڈ پر فحش عبارت لکھ کر پھول سے منتھی کر کے پکڑا دے جس سے بے حیائی کے ساتھ ساتھ جھگڑے بھی رونما ہوتے ہیں۔ اپریل فول مناتے ہوئے جھوٹی افواہیں جھگڑوں کیلئے ماحول کو سازگار کرتی ہیں۔ ہیپی نیو ایئر کی رات شراب و کباب کی مجلسیں اور بازاروں میں شور و غل جھگڑوں کی آندھی کو تیز کرتے ہیں۔[1]

مغربی تہواروں کے علاوہ ایک خالص ہندوانہ رسم بسنت ہے جس کا مفصل حال ہم ''غیر مسلم تہوار'' میں لکھ چکے ہیں۔ یہ وہ گندی رسم ہے' جو جوانوں کو سرطان کی طرح لگ چکی ہے' جتنے جھگڑے اور جتنے حادثے اس فضول رسم پر رونما ہوتے ہیں' شاید ہی کسی اور دن ہوتے ہوں' تیز ڈور سے سائیکل اور موٹر سائیکل سواروں کے گلے کٹنے کے واقعات' چھتوں سے گر کر مرنے' چلتی گاڑیوں کے نیچے آنے اور بجلی کے کرنٹ سے

[1] ان تہواروں کی مکمل تاریخی و شرعی حیثیت کے لیے مؤلف کی کتاب ''غیر مسلم تہوار'' کا مطالعہ کیجیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرنے والے واقعات اگرچہ یہ سارے اپنی غفلت اور کوتاہی سے پیدا ہوتے ہیں' لیکن مرنے والے کے لواحقین بلا وجہ قصور قریبیوں پر ڈال کر دست وگریبان ہو جاتے ہیں۔ خود ہی سوچئے کہ اگر کسی شریف غیرت مند کے گھر کے پاس میں اونچی چھت پر بلند آواز سے ڈیک لگا کر لڑکوں' بالوں کے ہاتھوں میں پتنگیں پکڑا دوں تو کیا وہ شرفاء جو اپنے ہی گھروں میں بے پردہ ہو کر رہ گئے' وہ خاموشی سے بیٹھ جائیں گے؟ اگر وہ کچھ طاقتور ہوئے تو بات لڑائی تک پہنچ جائے گی اور اگر وہ کمزور اور لڑائی سے پہلوتہی کرنے والے ہوئے تو پھر بھی اپنے دل میں نفرت کو پال لیں گے اور محبتوں کے رشتوں میں دراڑیں پیدا ہو جائیں گی اور پھر جتنی اونچی چھت ہو' اتنی ہی دور تک لوگوں کے گھروں میں نظر جاتی ہے۔ گویا یہ کوئی شرفاء والا کام نہیں ہے اور ایک مسلمان اور وہ بھی تہذیب یافتہ فرد کو یہ کھیل قطعاً زیب نہیں دیتا۔ ہم ان تہواروں سے اگر ایک طرف جھگڑوں کو مول لے رہے ہیں' تو دوسری طرف اپنی روشن تہذیب کے شفاف چہرے پر زخم بھی لگا رہے ہیں۔ اگر یہی کیفیت رہی تو

تمہاری تہذیب اپنے ہی خنجر سے خودکشی کرے گی
شاخِ نازک پہ جو آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہو گا

اسلامی تہذیب وتمدن کا الگ امتیاز اور جداگانہ شان ہے' اس پر عمل میں امن و سلامتی اور صلح وصفائی کی فضا برقرار رہتی ہے اور اغیار کی نقالی میں اپنی تہذیب کو ہاتھ سے چھوڑنے والا یقیناً خسارے میں ہے۔

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی

ان تہواروں میں ناچنا' بھنگڑے ڈالنا' رقاصاؤں پر نوٹ نچھاور کر کے عصمتوں کے آبگینے سر بازار پھوڑنا اور اپنی نظروں کو بے باک اور ہاتھوں کو حوا کی بیٹیوں کے سروں پر لپٹے آنچلوں کی طرف دراز کرنا' یہ وہ روشن خیالی اور آزادی ہے کہ جس میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی دین سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور،

دین ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت میں مسلمان کا خسارہ

غم کی کیفیتوں میں حد اعتدال سے بڑھنا

خوشی کی طرح غم بھی ایک ایسی ہی کیفیت کا نام ہے جو اگر اچانک حملہ آور ہو تو بندہ کچھ دیر کیلئے اردگرد کے ماحول سے بے خبر ہو جاتا ہے اور لاشعوری طور پر ایسی حرکات اس سے سرزد ہو جاتی ہیں کہ عام حالات میں شاید کبھی بھی ان کا ظہور نہ ہوتا۔ بعض دفعہ غم کے ساتھ ساتھ غصہ بھی شامل ہو جاتا ہے اور غم وغصہ کا ملاپ اگر انتقامی رنگ اختیار کر لے تو اس سے توڑ پھوڑ اور لڑائی جھگڑوں کے وہ طوفان اٹھتے ہیں کہ جنہیں کنٹرول کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ غم کے وقت اپنے غصے کو سنبھالنا جس قدر مشکل ہے، اسی قدر ضروری بھی ہے۔ غم وغصہ کے وقت لڑائی کے اس قدر امکانات ہوتے ہیں کہ بس یوں سمجھ لیں کہ پٹرول کو دیا سلائی دکھانے والی بات ہوتی ہے اور جیسے ہی کچھ ماحول بنا تو لڑائی شروع ہوگئی۔ اسی لئے نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِى يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ))[1]

''پچھاڑ دینے والا طاقتور نہیں ہے، بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر کنٹرول رکھے۔''

دراصل غم کے وقت غصہ اپنے نقصان کی تلافی کیلئے ہوتا ہے۔ غم احساس محرومی پیدا کرتا ہے اور غصہ اس محرومی کا علاج، توڑ پھوڑ اور تخریبی کاروائیوں میں ڈھونڈتا ہے جس سے فتنہ وفساد کی آگ خوب بھڑک اٹھتی ہیں تو جس طرح خوشی کے مواقع جانے پہچانے ہیں اسی طرح غم کی کیفیات کو بھی چند شکلوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

[1] صحیح بخاری کتاب الادب باب الحذر من الغضب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثال کے طور پر:

- کسی مہم میں ناکامی۔
- اپنے کسی عزیز کی موت۔
- کسی بڑی شخصیت کی موت۔
- خودساختہ غم والے مہینے۔

اگر عقلمندی سے کام نہ لیا جائے تو مذکورہ چاروں صورتیں کسی نہ کسی حوالہ سے جھگڑوں کا سبب بن جاتی ہیں۔ آج ملک کے طول وعرض میں جھگڑوں کی فضا گرم کرنے کیلئے غیر ملکی عناصر کسی مشہور مذہبی یا سیاسی شخصیت کے قتل سے اپنے ہاتھوں کو رنگ لیتے ہیں اور ایسے میں اس شخصیت سے محبت کرنے والے اپنے غم وغصہ کا اظہار توڑ پھوڑ کے ذریعے کرتے ہیں۔ حالانکہ اس طرح کرنے سے نہ کبھی قاتلوں کی گرفتاری عمل میں آئی اور نہ ہی امن قائم ہوا' ہاں یہ ممکن ہے کہ دو چار قتل اور ہو جائیں۔

اس طرح محرم کے مہینہ میں خصوصی طور پر غم کی محفلیں اور عزاداری کی مجالس کا انعقاد پھر جلسے جلوس اور توڑ پھوڑ جیسی چیزیں محرم کا خاصہ بن کے رہ گئی ہیں حالانکہ محرم کے مہینہ کو غم کا مہینہ قرار دینے والی کوئی دلیل موجود نہیں' اگر اس مہینہ کو شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کی وجہ سے سوگ والا مہینہ قرار دیا جائے' تو بھی یہ کم علمی کی دلیل ہے' اس لئے کہ دین تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ہی مکمل ہوگیا تھا اور اس آیت کے ذریعہ اس پر تکمیل کی مہر بھی لگا دی گئی تھی کہ:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدة : ۳)

''آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت کو بھی تم پر مکمل فرما دیا اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین چن لیا۔''

اور تعجب کی بات ہے کہ شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کا واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پچاس سال بعد پیش آیا اور تکمیل دین کے پچاس سال بعد کون سی ایسی نص تھی کہ جس نے محرم کو سوگ والا مہینہ قرار دیا ہے؟ دین سے دوری بھی ہمارے لئے بہت سے جھگڑوں کو پیدا کر دیتی ہے۔ محرم وہ مہینہ ہے کہ جس کے غمناک جھگڑے دین سے دوری کا نتیجہ ہیں' یہ وہ مہینہ ہے' جس کا سوگ سینکڑوں سالوں سے چلا آ رہا ہے اور اب وہ اس قدر پختہ ہو گیا ہے کہ اسے دماغوں سے کھرچنا انتہائی مشکل ہے' لیکن ناممکن نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبان بے لگام کے جھگڑے

حضرت تھانوی رحمہ اللہ علیہ اپنی کتاب ''العاقلات الغافلات میں لکھتے ہیں:

''ایک بزرگ کے پاس ایک عورت آئی اور کہا کہ مجھے ایک ایسا تعویذ بنا دیجئے' جس کو میں اپنے پاس رکھوں تو میرا شوہر مجھ سے لڑنے کی بجائے مجھ پر مہربان ہو جائے' انہوں نے اس عورت کو برتن میں کچھ پانی ڈال کر دے دیا اور کہا کہ اسے بوتل میں سنبھال کر رکھ لینا' جس وقت تیرا شوہر آئے تو اس میں سے تھوڑا سا پانی نکال کر اپنے منہ میں رکھ لینا اور جب تک تیرا شوہر چلا نہ جائے پانی اس وقت تک تیرے منہ میں رہنا چاہئے۔ وہ عورت پانی لے گئی اور اس نے ایسا ہی کیا' جیسے ہی اسے اپنے شوہر کے آنے کے آثار ملے' اس نے فوراً بوتل کھول کر کچھ پانی منہ میں ڈال لیا اور بوتل کہیں ایک طرف رکھ دی' کچھ عرصہ بعد اس کا خاوند مہربان ہو گیا' تو وہ بزرگ کے پاس کچھ نذرانہ لائی اور کہا کہ حضرت! اب تو وہ مجھے کچھ نہیں کہتا' اس بزرگ نے ہنس کر فرمایا وہ تو ایک ترکیب تھی' کوئی جھاڑ پھونک نہیں تھی' مجھے تیری باتوں سے یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ تو ایک زبان دراز عورت ہے اس وجہ سے تیرا خاوند سختی کرتا ہے' میں نے زبان کو روکنے کیلئے یہ ترکیب کی تھی' اب زبان درازی مت کرنا اور یہ روپیہ اور نذرانہ واپس لے جاؤ۔[1]

(زبان ایک ایسی چیز ہے کہ جو بندے کو تخت سے فرش پر گرا دیتی ہے اور اسی زبان کے استعمال سے بندہ فرش سے تخت نشین بھی ہو سکتا ہے۔ اسی زبان کی بدولت جھگڑنے اور ایک دوسرے کا گریبان پکڑنے والے باہم شیر وشکر ہو جاتے ہیں' تو دوسری طرف اسی زبان سے فتنہ وفساد اور لڑائی جھگڑوں کی وہ آگ بھڑکتی ہے' جو خرمنِ محبت کو

---

[1] العاقلات الغافلات صفحہ ۴۴ مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلا کر خاکستر کر دیتی ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذَا اَصْبَحَ ابْنُ اٰدَمَ فَاِنَّ الْاَعْضَاءَ کُلَّهَا تُکَفِّرُ اللِّسَانَ تَقُوْلُ اتَّقِ اللّٰهَ فِيْنَا فَاِنَّمَا نَحْنُ بِكَ فَاِنِ اسْتَقَمْتَ اسْتَقَمْنَا وَاِنِ اعْوَجَجْتَ اعْوَجَجْنَا)) [1]

"جب انسان صبح کرتا ہے تو بدن کے تمام اعضاء زبان کے سامنے عاجزی کرتے ہیں اور کہتے ہیں' ہمارے بارے میں اللہ سے ڈرنا' اس لئے کہ ہمارا معاملہ تیرے ساتھ وابستہ ہے' اگر تو سیدھی رہے گی تو ہم بھی سیدھا رہیں گے' اگر تو کجی اختیار کرے گی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے"۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ زبان کے استعمال میں کس قدر احتیاط برتنی چاہئے اور اعضاء کی سلامتی بھی زبان کے استعمال میں پوشیدہ ہے۔ اس لئے کہ جب جھگڑا ہو گا تو مار پیٹ جسم کو ہی برداشت کرنا پڑے گی' نہ کہ زبان کو اور ممکن ہے کہ زبان تک بھی چوٹ کا اثر جا پہنچے اور بعض دفعہ سارے جسم کو ہی موت کی نیند سلا دیا جاتا ہے' بلکہ جنت اور جہنم کا فیصلہ بھی زبان کے استعمال پر موقوف ہے' حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی روایت منقول ہے' فرماتے ہیں کہ:

"ہم کسی سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے' تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا' اے اللہ کے رسول مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں لے جائے اور جہنم سے مجھے دور کر دے' آپ نے فرمایا تو نے بہت بڑی بات کا سوال کیا ہے' لیکن یہ اس پر آسان ہے' جس پر اللہ تعالیٰ اس کو آسان فرما دے۔ (یعنی عمل کی توفیق دے دے) چنانچہ آپ نے فرمایا کہ تو اللہ کی عبادت کر' اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرا' نماز قائم کر' زکوٰۃ دے' رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر' اگر اس سفر کی

[1] حسن جامع ترمذی ابواب الزھد باب ما جاء فی حفظ اللسان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طاقت رکھے' پھر فرمایا کیا میں تجھے بھلائی کے دروازے نہ بتاؤں؟ روزہ ڈھال ہے' صدقہ گناہ کو بجھا دیتا ہے (یعنی اس کے اثر کو دور کر دیتا ہے) جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آدمی کا رات کے پچھلے پہر نماز پڑھنا' پھر آپ نے یہ آیت:

﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ ''ان کے پہلو بستروں سے دور رہتے ہیں۔'' پڑھی' یہاں تک کہ یَعْلَمُوْنَ تک پہنچ گئے۔

پھر فرمایا کیا میں تجھے دین کا سر اس کا ستون اور اس کے کوہان کی بلندی نہ بتاؤں؟ میں نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول (ضرور بتلایئے)' آپ نے فرمایا دین کا سر اسلام ہے' اس کا ستون نماز ہے اور اس کے کوہان کی بلندی جہاد ہے۔

پھر آپ نے فرمایا کیا میں تجھے ایسی بات نہ بتاؤں جس پر ان سب کا دارومدار ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں آپ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا:

((كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهٖ فَقَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ يَامُعَاذُ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ))[1]

''اس (زبان) کو روک کے رکھ' میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی کیا ہم زبان کے ذریعہ سے جو گفتگو کرتے ہیں اس پر بھی ہماری گرفت ہوگی' آپ نے فرمایا تیری ماں تجھے گم پائے' جہنم میں لوگوں کو ان کی زبانوں کی کاٹی ہوئی کھیتیاں ہی اوندھے منہ گرائیں گی۔''

غور فرمایئے! اس حدیث میں نبی ﷺ نے نیکی کے تمام کاموں کا دارومدار زبان کی حفاظت کو قرار دیا ہے یہاں تک کہ جنت اور جہنم کی راہیں بھی زبان ہی متعین کرتی ہیں۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] حسن جامع ترمذی کتاب الایمان باب ما جاء فی حرمة الصلاة

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((مَنْ يَضْمَنُ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنُ لَهُ الْجَنَّة))[1]

''جو شخص مجھے اپنے دو جبڑوں کے درمیانی چیز (زبان) اور اپنی دونوں ٹانگوں کے درمیانی چیز (شرم گاہ) کی حفاظت کی ضمانت دے دے تو میں اس کیلئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔''

حفاظت کا مطلب ہے کہ ان کا استعمال صرف جائز جگہوں پر کیا جائے اور ناجائز استعمال سے ان کی حفاظت کرے۔

بعض دفعہ بندے کے منہ سے ایک کلمہ ہی نکلتا ہے' جو اسے جہنم کا ایندھن بنا دیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں:

((اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ فِيهَا يَزِلُّ بِهَا اِلَى النَّارِ اَبْعَدَ مِمَّا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ))[2]

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) ''بندہ ایک بات کرتا ہے' اس میں غور وفکر نہیں کرتا اور وہ اس بات کی وجہ سے مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ جہنم کی آگ کی طرف گر جاتا ہے۔''

(انسان کی ایک ایک بات اور ایک ایک ادا کو نوٹ کرنے کیلئے کندھوں پر فرشتے بیٹھے ہیں۔ اچھی بھلی یا بری باتیں خواہ چھوٹی ہوں یا بڑی' سب اس میں درج ہو رہی ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں)

﴿اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ ○ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ○﴾ (سورۃ ق)

---

[1] صحیح بخاری کتاب الرقاق باب حفظ اللسان وقول النبی من کان یومن

[2] صحیح بخاری' کتاب الرقاق باب مذکورہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جب دو فرشتے ضبط تحریر میں لانے والے اس کے دائیں اور بائیں بیٹھے ہوئے (لکھتے رہتے) ہیں' وہ لفظ منہ سے نکالنے نہیں پاتا کہ مگر اس کے پاس ہی ایک تاک لگانے والا تیار رہتا ہے۔''

مفسر قرآن عبدالرحمٰن کیلانی اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

''ضروری نہیں کہ یہ فرشتے قلم اور دوات لے کر ہر بات قلم بند کر رہے ہوں' بلکہ اس کے اور بھی کئی طریقے ممکن ہیں جیسے آج کا انسان ویڈیو کیسٹ تیار کر چکا ہے' جس کے ذریعہ انسان کے اقوال و افعال' حرکات و سکنات' تصویر' لب و لہجہ غرض ہر چیز ایسی ریکارڈ ہوتی ہے' کہ اصل اور نقل میں ذرہ بھر فرق نہیں رہتا۔ اور اللہ کے فرشتوں کے وسائل تو انسان کے وسائل سے بہت زیادہ ہیں۔ عین ممکن ہے کہ انسان کے اپنے بدن پر اس کے اعضاء پر قرب و جوار کے مقامات پر اور فضا کے ذرات پر انسان کا ریکارڈ ضبط ہو رہا ہو۔ جسے کسی بھی وقت متعلقہ انسان کو دکھایا جا سکتا ہو''[1]

اسی بات کی وضاحت قرآن حکیم میں ایک اور مقام پر یوں کی گئی ہے:

﴿وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا ۝ اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ۝﴾ (الاسراء ۱۳'۱۴)

''اور ہم نے ہر انسان کا عمل اس کے گلے میں لٹکا رکھا ہے' جسے ہم قیامت والے دن ایک کتاب کی صورت میں نکالیں گے اور وہ اس کتاب کو کھلی ہوئی دیکھے گا۔ (ہم کہیں گے) اپنا اعمال نامہ پڑھ لے' آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو کافی ہے۔''

اور انسان جب اپنی ایک ایک حرکت اور طور طریقہ کو جب اپنے سامنے پائے گا' تو انگشت بدنداں رہ جائے گا اور اس وقت ہلاکت کو آوازیں دے گا' سورۃ الکھف میں اس کا نقشہ یوں کھینچا گیا ہے:

---

[1] تفسیر القرآن جلد ۴ سورۃ ق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّا اَحْصَاهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا﴾ (کھف:۴۹)

''اور اعمال نامہ (ہر ایک کے سامنے) رکھ دیا جائے گا' تو آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ وہ اپنے اعمال نامہ کے مندرجات سے ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے' ہائے ہماری ہلاکت اس کتاب نے نہ تو کوئی چھوٹی بات چھوڑی ہے اور نہ ہی بڑی' سب کچھ ہی شمار کر لیا ہے اور جو کام وہ کرتے رہے' سب اس میں موجود پائیں گے اور آپ کا پروردگار کسی پر (ذرہ بھر بھی) ظلم نہیں کرے گا۔''

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اختیار دیا ہے کہ جیسی چاہے ڈائری لکھوا لے۔ اچھے اور برے راستے کی پہچان کیلئے اسے دماغ دیا اور اچھا اور برا راستہ بھی شریعت میں واضح کر دیا' اب کسی کو ہاتھ پکڑ کر سیدھے راستے کی طرف زبردستی مائل کرنا یا برے راستے کی طرف دھکیل دینا' نہ اللہ کی ذمہ داری ہے اور نہ ہی انبیاء کو ایسا داروغہ بنایا گیا تھا۔ ایسے ہی حفاظت زبان کیلئے اعمال ناموں' کراماً کاتبین اور بے شمار احادیث کا اس بارے میں وارد ہونا' بندے کو سمجھانے کیلئے کافی ہے' لیکن زبان چونکہ بندے کے اپنے اختیار میں ہے' اس لئے زبردستی نہ اس سے نیکی کا کلمہ کہلوایا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کی زبان کو باندھا جا سکتا ہے۔ اب انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے دماغ اور دل سے سوچے اور پھر بولے' انسانی جسم میں دو ہی ایسی چیزیں ہیں کہ اگر ان کا استعمال صحیح کیا جائے' تو وہ پاکیزہ ترین چیزیں ہیں اور اگر ان کا برا استعمال کیا تو بدترین چیزیں ہیں۔ اس ضمن میں حکیم لقمان کا واقعہ کس قدر بصیرت افروز ہے۔ منقول ہے کہ غلامی کے زمانہ میں ان کے مالک نے ایک دفعہ ایک بکری کی طرف اشارہ کر کے کہا'' جاؤ اسے ذبح کرو اور گوشت کا بہترین حصہ نکال لاؤ۔'' وہ گئے بکری کو ذبح کیا اور اس کی زبان اور دل لے جا کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالک کے سامنے رکھ دیا' دو چار روز بعد اس نے دوسری بکری دی اور کہا ''اب گوشت کا بدترین حصہ نکال لاؤ'' انہوں نے بکری ذبح کی اور پھر وہی زبان و دل اس کے سامنے لے جا کر رکھ دیئے' مالک ان کا یہ فعل دیکھ کر نہایت متحیر ہوا اور کہا یہ کیا؟ میں نے گوشت کے بہترین حصے مانگے تب بھی تم دل اور زبان کو لائے اور بدترین حصے مانگے تو اب بھی تم وہی دونوں چیزیں لے آئے ہو انہوں نے عرض کیا حضرت! میرے نزدیک تو ایسا ہی ہے یہی دل و زبان اگر پاک ہوں تو ان سے بہتر کوئی چیز نہیں اور اگر یہ ناپاک ہوں تو ان سے بری بھی کوئی چیز نہیں[1]''

ایک عربی مقولہ ہے ﴿لِسَانُ الْفَتٰی نِصْفٌ وَنِصْفٌ فُؤَادُهُ﴾ ''آدمی کی زبان نصف ہے اور اس کا دل دوسرا نصف ہے۔'' ان دونوں پر ہی بندے کے اخلاق و کردار کا دارومدار ہے۔ ایک حدیث مبارکہ میں نبی ﷺ نے دل کے انسانی اخلاق و کردار پر پڑنے والے اثرات کو یوں واضح فرمایا:

((اَلَا وَاِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ))[1]

''خبردار اور جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے' جب وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جائے تو سارا جسم ہی بگڑ جاتا ہے' یاد رکھو کہ وہ دل ہے۔''

جب دل میں روحانیت اور خوف الٰہی کی شمعیں جگمگا اٹھیں' تو اس کی نورانیت کا ظہور آدمی کی زبان سے بھی ہوتا ہے اور اگر دل میں شیطانیت اور درندگی در آئے تو اس کا اظہار بھی اس کی زبان اور سارے جسم سے ہوتا ہے۔

۱۔ زبان سے بری بات نکالنے سے بہتر ہے کہ آدمی خاموش رہے' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

---

[1] تحفظ زبان پروفیسر نور محمد چوہدری صفحہ ۲۳۰' حضرت لقمان مضامین شرر از عبدالحلیم شرر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ))[1]

''جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کہے یا پھر خاموش رہے اور جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے اور جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی تکریم کرے۔''

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھنے کی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ بندہ منہ سے بری بات نکالنے کی بجائے خاموش رہے اس خاموشی میں ہی اس کی نجات ہے۔ جیسا کہ ایک موقع پر نبی ﷺ نے فرمایا ((مَنْ صَمَتَ نَجَا))[2] ''جو خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔''

حفاظتِ زبان درحقیقت حفاظت اسلام ہے۔

نبی ﷺ نے مسلمان کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ))[3]

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

ایک اور روایت میں ایسے بندے کو مسلمانوں میں سے افضل مسلمان قرار دیا

---

[1] صحیح بخاری کتاب الرقاق باب حفظ اللسان وقول النبی ﷺ من کان یومن باللہ والیوم الاخر

[2] سلسلہ احادیث الصحیحۃ ۵۳۶ صحیح الترہیب والترغیب ج ۳ صفحہ ۹۳

[3] صحیح بخاری کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

((اَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ)) [1]

"اے اللہ کے رسول (مسلمانوں میں) کون سے لوگوں کا اسلام افضل ہے؟ آپ نے فرمایا جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔"

لڑائی کی وجہ بننے والے زبان کے فتنے

گذشتہ اوراق میں ہم نے زبان کی حفاظت کے بارے میں تمہیداً چند باتیں عرض کیں' اب ہم زبان کے غلط استعمال سے اٹھنے والے جھگڑوں کے طوفان اور ان کے اسباب بیان کر رہے ہیں۔ زبان سے اٹھنے والے فتنوں کی وجہ عموماً درج ذیل اسباب بنتے ہیں:

(۱) غیبت۔

(۲) تہمت۔

(۳) فوت شدہ کے بارے میں غلط الفاظ کا استعمال۔

(۴) مسلمان کو کافر کہہ کر پکارنا۔

غیبت

غیبت لڑائی جھگڑوں کے اسباب میں سے ایک بہت بڑا سبب ہے اور اس کا تعلق زبان کے ساتھ ہے' غیبت کیا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے اس کی وضاحت ہوتی ہے:

((عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ؟ قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قَالَ اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِيْ اَخِيْ مَا اَقُوْلُ قَالَ اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان باب ای الاسلام افضل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقَدِاغتَبْتَهُ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ))[1]

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: تیرا اپنے بھائی کا ایسی چیز کے ساتھ ذکر کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہے' (کسی نے) پوچھا آپ کا کیا خیال ہے اگر وہ چیز میرے بھائی میں موجود ہو جو میں کہتا ہوں' آپ نے فرمایا اگر وہ چیز اس میں موجود ہو جو تم کہہ رہے ہو تو یقیناً تم نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ چیز اس میں موجود نہیں تو تم نے اس پر بہتان لگایا۔''

غیبت کا مقصد درحقیقت کسی بندے کے بارے میں لوگوں کو بدظن کرنا ہوتا ہے' تاکہ دوسروں کے دل سے اس کا احترام اٹھ جائے اور لوگ اس سے نفرت کرنے لگ جائیں۔ اب ممکن ہے جن لوگوں میں بیٹھ کر غیبت کی گئی ہے' ان میں کوئی ایسا بندہ موجود ہو جو جا کر یہ نفرت والے کلمات اس بندے سے بیان کر دے جس کی غیبت کی گئی ہے اور کوئی بندہ بھی دوسرے کے سامنے اپنی توہین برداشت نہیں کرتا' جیسے ہی وہ اپنے بارے میں ایسے بغض بھرے الفاظ سنے گا' مشتعل ہو جائے گا' جس سے نفرت انگیز جھگڑے کا الاؤ دہک پڑے گا۔

(غیبت والے الفاظ زہر میں بجھے ہوئے وہ تیر ہیں جو دوسرے کے سینے کو زخمی کر دیتے ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے ایک دفعہ آپ کی دوسری زوجہ محترمہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ وہ جو پست قد ہے' تو آپ نے فرمایا:

((لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَتْ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمَزَجَتْهُ))[2]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان باب ای الاسلام افضل

[2] صحیح سنن ابی داؤد کتاب الادب باب الغیبۃ ح ۴۰۸۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”تو نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر اسے سمندر کے پانی میں ملا دیا جائے تو یہ اس کو کڑوا کر دے۔“

(جب ایسی بات سمندر کے مزاج کو بدل سکتی ہے تو یقیناً کسی انسان کے مزاج کو بھی بدل سکتی ہے) اس کا رویہ بھی سمندر کی مانند کڑوا ہو سکتا ہے اور ایسا رویہ پھر شہد میں بھرے پیالے تو نہیں بانٹتا بلکہ اس سے زہر تقسیم ہوتا ہے، ایسا زہر جو محبتوں کے نازک رشتوں میں نفرتوں کی کڑواہٹ ملا دے۔

غیبت کی تباہ کاریاں

غیبت اگر دنیا میں فتنہ وفساد کا باعث بنتی ہے تو آخرت میں رب تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بھی ہے اور اس کی وجہ سے جہنم کی آگ مزید تیز ہو جائے گی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَمَّا عُرِجَ بِی مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ اَظْفَارٌ مِّنْ نُحَاسٍ يَخْمِشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَيَقَعُوْنَ فِي أَعْرَاضِهِمْ)) [1]

”جب مجھے معراج کرائی گئی تو میرا گزر کچھ ایسے لوگوں سے ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے، وہ (ان سے) اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، میں نے پوچھا جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے (غیبت کرتے) ہیں اور ان کی عزتوں کو پامال کرتے ہیں۔“

عزتیں پامال کرنے سے مراد لوگوں کے سامنے برائی بیان کر کے ان کی ساکھ اور وقار کو مجروح کرنا ہے۔ قرآن حکیم میں اس فعل سے ان الفاظ میں روکا ہے:

﴿وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّأْكُلَ لَحْمَ أَخِيْهِ مَيْتًا

[1] صحیح سنن ابی داوود کتاب الادب باب الغیبة ح ۴۸۷۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ۝ (الحجرات ۱۲)

"تم میں سے کوئی شخص دوسرے کی غیبت نہ کرے کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے' تم تو اسے ناپسند کرتے ہو' اللہ سے ڈرو' یقیناً اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔"

اس آیت میں تعالیٰ نے غیبت کو مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے جس سے اس فعل کے انتہائی برا ہونے کا تاثر واضح ہوتا ہے کہ مردار کا گوشت کھانا بجائے خود نفرت کے قابل ہے کجا یہ کہ وہ گوشت بھی کسی جانور کا نہیں' بلکہ انسان کا ہو اور انسان بھی کوئی اور نہیں بلکہ خود اپنا بھائی ہو پھر اسے سوالیہ انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ ہر شخص اپنے ضمیر سے پوچھ کر خود فیصلہ کرے کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانے کیلئے تیار ہے؟ اگر نہیں اور اس کی فطرت اس چیز سے نفرت کھاتی ہے تو پھر وہ یہ بات کیسے پسند کرتا ہے کہ اپنے ایک مومن بھائی کی غیر موجودگی میں اس کی عزت پر حملہ کرے' جہاں وہ اپنی مدافعت نہیں کر سکتا' جہاں اس کو یہ خبر تک نہیں ہے کہ اس کی بے عزتی کی جا رہی ہے اور غیبت کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے اس لئے تشبیہ دی ہے کہ جس طرح مردہ انسان پر حملہ کیا جائے تو وہ اپنا دفاع نہیں کر سکتا' ایسے ہی جس کی غیبت کی جا رہی ہے وہ وہاں موجود نہیں ہے' وہ اپنا دفاع بھی نہیں کر سکتا' حالانکہ یہ بات اگر اس کی موجودگی میں کی جائے تو وہ تڑپ اٹھے گا۔

غیبت کی جائز صورتیں

دنیاوی امور میں بعض دفعہ دوسرے فرد کے بارے میں کچھ بتانا بھی پڑ جاتا ہے' اسلام نے ان مواقع کی نشاندہی کر دی ہے' جن میں اصلاح کا پہلو نمایاں ہے اور ان کے بغیر چارہ کار نہیں ہے۔ اور یہ وہ صورتیں ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❶ مظلوم آدمی کا خود پر ظلم بیان کرنا

جس آدمی پر ظلم ہوا ہے' وہ ظالم کے بارے میں لوگوں کو بتا سکتا ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ﴾ (نساء: ۱۴۸)

''اللہ اس بات کو پسند نہیں فرماتے کہ کوئی بری بات کے ساتھ آواز کو بلند کرے مگر جس پر ظلم کیا گیا (اسے اجازت ہے۔)

مظلوم آدمی قاضی کے پاس یا عدالت میں جا کر اپنے حق کا مطالبہ کر سکتا ہے' اس کیلئے اسے ضرور ظالم کے ظلم کے متعلق بتانا پڑے گا' وگرنہ اسے حق نہیں مل سکے گا' چنانچہ ایسے بندے پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔

❷ فتویٰ لینے کیلئے

اگر کوئی فتویٰ لینا چاہے اور اس فتویٰ کا تعلق لوگوں کے ساتھ ہو تو مفتی ظاہر سی بات ہے' اس وقت تک فتویٰ نہیں دے سکتا' جب تک اسے مکمل تفصیل نہ بتا دی جائے اور اس میں کسی فرد کی بات بھی ہو سکتی ہے۔ صحیح بخاری میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

((قَالَتْ هِنْدُ امْرَاَةُ اَبِیْ سُفْيَانَ لِلنَّبِيِّ اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ وَلَيْسَ يُعْطِيْنِيْ مَا يَكْفِيْنِيْ وَوَلَدِيْ اِلَّا مَا اَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ؟ قَالَ خُذِيْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ)) [1]

''ابوسفیان کی بیوی حضرت ہند رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ابوسفیان بخیل آدمی ہے' وہ مجھے اتنا خرچ نہیں دیتا کہ مجھے اور میرے بچوں کو کافی ہو جائے' کیا میں اس کے علم کے بغیر اس کے مال سے کچھ لے لیا کروں؟ آپ

---

[1] صحیح بخاری' کتاب النفقات باب نفقة المرأة اذا غاب عنها زوجها ح ۵۳۵۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا تمہارے اور تمہارے بچوں کیلئے جتنا کافی ہو معروف طریقے کے ساتھ لے لیا کرو۔"

فتویٰ لینے کیلئے حضرت ہند رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند کی ایک برائی بیان کی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس بات سے روکا نہیں' بلکہ تفصیل سن کر فتویٰ دے دیا ہے۔

۳ رشتہ یا کاروباری معاملات میں مشورہ

اگر ایک بندہ کہیں رشتہ کرنا چاہتا ہے' جبکہ جس سے وہ رشتہ کرنا چاہ رہا ہو وہ بدقماش آدمی ہو' ایسا آدمی اگر تحقیق کیلئے کسی سے پوچھے تو اسے صاف صاف بتا دینا اس کی خیر خواہی ہوگا' یا کاروباری معاملات میں دھوکے باز آدمی کے متعلق اپنے بھائی کو مطلع کر دینا خیر خواہی ہے' اگر وہ خاموش رہے اور کچھ نہ بتائے تو دوسرا بھائی نقصان اٹھائے گا اور یہ بات بھائی چارے اور مسلمانیت کے منافی ہوگی۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((اَتَیتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقُلْتُ اِنَّ اَبَا الْجَهْمِ وَمُعَاوِیَةَ خَطَبَانِی؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَمَّا مُعَاوِیَةُ فَصُعْلُوْكٌ لَا مَالَ لَهُ وَاَمَّا اَبُو الْجَهْمِ فَلَا یَضَعُ الْعَصَا عَلٰی عَاتِقِهِ))[1]

"میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ ابوجہم اور معاویہ ان دونوں نے مجھے نکاح کا پیغام بھیجا ہے (میں کیا کروں؟) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معاویہ تو مفلس آدمی ہے' اس کے پاس مال ہی نہیں اور ابوجہم اپنے کندھے سے لاٹھی نہیں اتارتا۔"

ایک روایت میں یوں الفاظ ہیں: ﴿وَلٰكِنْ عَلَیْكِ بِاُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ﴾[2]

"اور لیکن تم اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لو۔"

---

[1] صحیح مسلم کتاب الطلاق باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها ح ۱۴۸۰

[2] صحیح مسلم کتاب و باب مذکور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ نے مشورہ دیتے ہوئے خود فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا پر دونوں کے حالات واضح کر دیئے۔

④ سرِعام برائی ہو یا برائی پھیل رہی ہو

اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیا ہے اور یہ ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ اگر کہیں کوئی برا کام ہو رہا ہو' مثلاً شراب پی جا رہی ہو ہے' یا بدکاری وفحاشی کا مرکز قائم ہے تو اس کے متعلق لوگوں کو بتانا اور اس برائی کو ختم کرنا مسلمان کی ذمہ داری ہے اور اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو اس کی خاموشی' برائی پر مدد کی دلیل ہوگی۔

⑤ برے آدمی کے شر سے بچانے کیلئے

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

((اَنَّ رَجُلًا اسْتَاْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ا فَقَالَ ائْذَنُوا لَهُ بِئْسَ اَخُوا الْعَشِيرَةِ))[1]

''ایک آدمی نے نبی ﷺ سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا اس کو اجازت دے دو یہ اپنے خاندان کا برا آدمی ہے۔''

مطلب یہ ہے کہ لوگ اس کی ظاہری حالت سے دھوکا نہ کھائیں' ایسے آدمی کے متعلق تمہیں خبردار کیا جاتا ہے' ورنہ تم اس سے دین و دنیا کا نقصان اٹھا سکتے ہو۔

اسی طرح حدیث کے راویوں پر جرح کرنا تاکہ صحیح اور ضعیف کا امتیاز کیا جا سکے' غیبت نہ ہوگا۔

تہمت سے جھگڑوں کی آگ

تہمت کا مطلب ہے کسی پاکباز مرد یا عورت پر ناجائز الزام لگانا اور زبان یہ کام بڑے مزے لے لے کر بیان کرتی ہے' حالانکہ اس کی سزا پر اگر غور کیا جائے تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ قرآن حکیم میں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○﴾ (النور: ۲۳'۲۴)

''جو لوگ پاکدامن اور بھولی بھالی مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں' ان پر دنیا میں بھی لعنت ہوگی اور آخرت میں بھی اور انہیں بہت بڑا عذاب ہوگا' جس دن ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں ان کے کرتوتوں کے متعلق گواہی دیں گے۔

ان آیات میں تین سزاؤں کا ذکر ہے (۱) دنیا میں لعنت (۲) آخرت میں لعنت (۳) قیامت والے دن عذاب عظیم۔

یہ ان لوگوں کیلئے ہے جو دکانوں اور چوراہوں میں کھڑے ہوکر گزرنے والی اپنی ماؤں بہنوں پر انگلیاں اٹھاتے ہیں' حالانکہ ان بے چاریوں کو اس بات کا پتہ تک نہیں ہوتا۔

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ○﴾ (النور: ۴)

اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگائیں' پھر چار گواہ پیش نہ کرسکیں' انہیں اسّی (۸۰) کوڑے لگاؤ اور آئندہ کبھی ان کی شہادت قبول نہ کرو اور یہی لوگ بدکار ہیں۔

یہ اس لئے ہے کہ تہمت میں شریف زادیوں کے بارے میں لوگوں کے غلط نظریات قائم ہوتے ہیں اور یہ تہمت کسی غیرت مند آدمی کے تن بدن میں آگ لگانے کیلئے مہلک ہتھیار کا درجہ رکھتی ہے اور یہ چیز اسے دوسرے سے اپنی توہین کا بدلہ لینے کیلئے اکساتی ہے جس سے لڑائیوں کے خوفناک جھکڑ چلنا شروع ہوجاتے ہیں۔

فوت شدہ افراد کے لئے نازیبا کلمات استعمال کرنا

زبان سے پھوٹنے والے جھگڑوں سے ایک بہت بڑا جھگڑا اس وقت رونما ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جب کسی مرنے والے کے بارے میں نازیبا کلمات استعمال کئے جائیں' ظاہر سی بات ہے کہ مرنے والے کے ساتھ لواحقین کو ایک قدرتی لگاؤ ہوتا ہے یہ رشتہ جتنا زیادہ قریبی ہوگا اتنا ہی زیادہ قلبی تعلق گہرا ہوگا اور یہ یقینی بات ہے کہ وہ اپنے قریبی مرنے والے کے بارے برُے الفاظ سننا پسند نہ کریں گے' بلکہ کہنے والے کو یا تو سختی سے روکیں گے یا مرنے مارنے پر اُتر آئیں گے۔ اس جھگڑے سے بچاؤ کیلئے نبی ﷺ نے ان الفاظ میں روک دیا ہے۔

((لَاتَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰی مَا قَدَّمُوْا))[1]

''فوت شدہ لوگوں کو برا بھلا مت کہو اس لئے کہ انہوں نے (اچھے یا برُے) جو عمل آگے بھیجے وہ ان کو پہنچ گئے۔''

وہ اپنے اعمال کے مطابق سزاء و جزاء کے مستحق ہوں گے' ہمیں اب انہیں برا کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

تو جب کسی جماعت یا گروہ کے اکابرین کو برا بھلا کہا جائے' بعض دفعہ یہ جھگڑا وسیع سطح پر پھیل جاتا ہے۔ ہمارے کسی کو مردہ باد یا لعنتی وغیرہ کے الفاظ کہنے سے مردے کے عذاب میں قطعاً اضافہ نہیں ہوگا۔ بلکہ ممکن ہے کہ وہ قیامت والے دن ہماری نیکیوں سے حصہ لے جائے ہم سے ہمارے اعمال کی بابت سوال ہوگا اکابرین کا نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ لعنتی تھے یا مردہ باد۔

قرآن حکیم نے اس فعل سے ان الفاظ میں روک دیا ہے۔

﴿تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝﴾ (البقرة ۱۴۱)

یہ جماعت گزر چکی ان کو وہ (ملے گا) جو انہوں نے کیا اور تم کو وہ جو تم نے کیا اور جو وہ عمل کرتے تھے ان کے متعلق تم سے نہیں پوچھا جائے گا۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ما ینھی عن سب الاموات ح ۱۳۹۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی کو کافر کہہ کر پکارنا

بعض دفعہ کفریہ فتووں سے بھی لڑائیاں پھوٹ پڑتی ہیں حالانکہ ایسے الفاظ میں جس قدر احتیاط کا حکم ہے وہ ذیل کی روایت سے واضح ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا

((اِذْ قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيْهِ: يَاكَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَافَإِنْ كَانَ كَمَاقَالَ وَاِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ)) [1]

''جب آدمی اپنے (مسلمان) بھائی کو اے کافر کہتا ہے تو وہ دو باتوں میں سے کسی ایک کی طرف ضرور لوٹتا ہے اگر وہ ایسا ہوا جیسا کہ اس نے کہا (تو درست) ورنہ وہ کفر اس کی طرف لوٹ آئے گا۔''

اس حدیث میں درحقیقت کفریہ فقروں سے روکا گیا ہے' یہ محقق ہونے کی قطعاً علامت نہیں ہے کہ وہ ہر ایک کو کافر کہتا پھرے بلکہ یہ فساد اور لڑائی کی جڑ ہے۔

ایک اور روایت میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے یہ الفاظ نقل کرتے ہیں۔

((مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوَّ اللّٰهِ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ اِلَّا حَارَ عَلَيْهِ)) [2]

''جس شخص نے کسی آدمی کو کافر کہہ کے پکارا یا اسے اے اللہ کے دشمن کہا اور (جسے پکارا گیا ہے) وہ ایسا نہ ہوا' تو وہ کلمہ اس (کہنے والے) کی طرف پلٹ آئے گا۔''

LIBRARY
Lahore Islamic University
Book No. 1839
91 Babar Block, Garden Town, Lahore

[1] بخاری کتاب الادب باب ما ینهی من السباب واللعن ح ۶۰۴۵

[2] صحیح بخاری کتاب الادب باب من کفر اخاه بغیر تاویل ح [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاخلاق الاسنی -

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

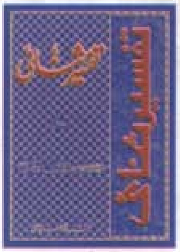

تفسیر ثنائی

از قلم:
شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

اپنی طرز کی ایک منفرد تفسیر جس میں مناظرانہ اسلوب کے ساتھ باطل نظریات کا رد کیا گیا ہے۔
منکرین حدیث، جدیدیت کے علمبرداروں، منکرین معجزات کا جواب دیا گیا ہے۔
اہم مقامات پر آیت کا شان نزول بیان کر دیا گیا ہے۔
یہ تفسیر اپنی مثال آپ ہے۔

بین السطور ترجمہ قرآن عمدہ اور معیاری کمپوزنگ
طباعت کے اعلیٰ معیار کے ساتھ

اصح الکتب بعد کتاب اللہ

صحیح بخاری

حضرت مولانا محمد داود راز رحمہ اللہ

۸ جلدوں پر مشتمل • قیمت انتہائی مناسب

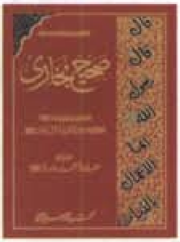

تدوین حدیث، اصول حدیث، مقام حدیث اور حجیت حدیث کی وضاحت اور منکرین حدیث کے اشکالات کے رد میں جامع مقدمہ • اختلافی مسائل میں فریقین کے دلائل اور ان کا انصاف پسندانہ تجزیہ • فتح الباری عون المعبود، تحفۃ الاحوذی اور مرعاۃ المفاتیح وغیرہ شروحات سے منتخب علمی فوائد

مسلک سلف صالحین کی روشنی میں بہترین تشریح عربی متن جلی خط میں اعراب کے ساتھ ترجمہ نہایت آسان، بامحاورہ اور عوام اور خواص کے لیے یکساں مفید

اعمال صالحہ اور ان کے اجر و ثواب سے متعلق احادیث نبویہ کا بے مثال مجموعہ

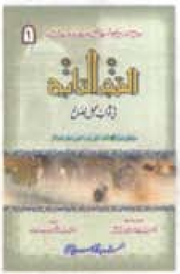

المتجر الرابح

فی ثواب العمل الصالح

حافظ امام ابو محمد شرف الدین عبد المومن خلف الدمیاطی

۲ جلدوں پر مشتمل • جاذب نظر

تحقیق وتخریج
ڈاکٹر عبد الملک بن عبد اللہ بن دھیش

ترجمہ
ڈاکٹر عبد الرحمن یوسف

آپ کی زندگی کا رخ بدل دینے والی کتاب
ظاہری اور معنوی حسن سے مزین

صحیح بخاری وصحیح مسلم کی متفق علیہ احادیث کا مجموعہ

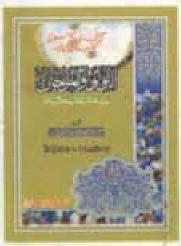

اللؤلؤ والمرجان

فیما اتفق علیہ الشیخان

مرتب
الشیخ محمد فؤاد عبد الباقی

ترجمہ مولانا محمد داود راز رحمہ اللہ • مولانا عبد الرشید تونسوی

مکتبہ قدوسیہ

رحمان مارکیٹ • غزنی سٹریٹ • اردو بازار • لاہور پاکستان
Ph:042-7230585-7351124
visit us: www.quddusia.com
Email: info@quddusia.com, qadusia@brain.net.pk

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ